علی گڑھ جولائی

عبد الستار صدیقی

کلیات نعت مولوی محمد محسنؐ

سنہ ۱۳۲۳ھ

جسمین

قصاید، مثنویان، مسدس، غزلین، رُباعیان، قطعات تاریخ، معما و لغز،

شامل کیے گئے ہین

مرتبہ

مولوی محمد نور الحسن صاحب بی۔ اے۔ ال ال بی

وکیل ہردوئی

محمد رحمت اللہ رعد کے

نامی پریس کانپور مین چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اسمین کلام نہین ہے کہ ہندوستان مین نعت کی داغ بیل فارسی شاعری نے ڈالی اگرچہ بھاشا مین ہم ایسے دوہے اور ٹھمریان پاتے ہین جو مذاق تصوف کے عام کرنے مین خاص اثر رکھتی ہین لیکن وہ اِس قابل نہین ہین کہ ہم اُنکو نعتیہ کلام کی ابتدا کہہ سکین۔

نظم اُردو کا موضوع لہ مضامین عاشقانہ سمجھے جاتے تھے اور اُسمین زبان کی ترقی کے ساتھ ایسی نازک خیالی بڑھ رہی تھی کہ شعرا کو نعت کی جانب توجہ کرنے کا موقع کم ہاتھ آیا نعت مین اگر کسی نے کوئی شعر کہا بھی تو اُسمین وہ دلکش مضمون نہین جسکو کان سُنکر اور زبان پڑھکر حظ وافر حاصل کر سکے۔ نظم اُردو کی قدردانی اور صلہ کی اُمیدین جن حضرات کے دامن توجہ سے وابستہ تھین اُنکی نظرین رنگین الفاظ۔ مبالغہ آمیز استعارات کو ڈھونڈھتی تھین نعت کی سادگی مین کچھ لطف نہین تھا اور سچ تو یہ ہے کہ نعتیہ کلام کیطرف میلان کی کوئی وجہ بھی نہین

تھی اُسمین وہ مضمون ہی نایاب تھے جنمین مقناطیسی کشش ہو۔ ایک فلاسفر کا مقولہ ہے کہ کلام مین کشش ہونا چاہیے قدردان خود بخود پیدا ہو جاتے ہین۔

حضرت محسن رحمہ کے نعت کے رُجحان کو فیض مبدا، فیاض اور اُس خوابِ متبرک کا اثر کہنا چاہیے جو اُنھون نے لڑکپن مین دیکھا تھا اور جسکی مسرت کا جوش ابتدا اُنکی شاعری کا ہوا۔

ازل مین جب ہوئین تقسیم نعمتین محسنؔ کلام نعتیہ رکھا مری زبان کیلیے

اُنکی ذہانت و نازک خیالی حسن و عشق کے صحن کو محدود سمجھکر اُنکو اُس وادیِ مقدس مین لیگئی جسکی وسعت کی انتہا ہے نہ عجائب و لطائف کا شمار۔ اُنھون نے شاعرانہ شوخی کو گستاخانہ و خلاف ادب الفاظ سے بچا کر متانت سنجیدگی و نفاست کے ساتھ نعت گوئی مین صرف کیا اور مدح آنحضرت صلعم مین جو کچھ لکھا شوق و اشتیاق نے ادب کے ہاتھون سے لیا حسن قبول و شہرت عام نے اپنے دلمین جگہ دی۔ ہندوستان مین شعرا کو ایسا قبولیت کا خلعت کم نصیب ہوا ہوگا کہ سخن فہم کلام کو بطور تحفے کے شہر بشہر لیے پھرتے تھے۔ اور طبع ہونے سے پیشتر اشاعت عام ہو جاتی تھی۔

امرا و رؤسا کی شان مین قصائد و قطعات تہنیت نہ لکھنے کے دو سبب سمجھ مین آتے ہین۔ اول یہ کہ خداے تعالیٰ نے کلام نعتیہ کی برکت سے اُنکو صاحبِ ثروت و جاہ کیا تھا۔ وہ جو کچھ لکھتے تھے خلوص نیت و حسن عقیدت سے کسی دُنیاوی دربار سے صلے کی خواہش تھی نہ قدردانی کی آرزو۔ دوسرے یہ کہ اُنکی طبیعت بیہودہ جھوٹی خوشامد سے متنفر تھی چنانچہ فرماتے ہین۔

سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جنکا شیوا ہے یہ پیچ ہی وہ لیے پھرتے ہین جھوٹا قفل ابجد کا
یہ خواہش ہے کرون مین عمر بھر تیری ہی مداحی نہ اُٹھے بوجھ مجھ سے اہل دُنیا کی خوشامد کا

اِس کلیات مین راقم حروف نے جسکی چشمِ عقیدت کا بزرگون کی ہر بات سُرمہ ہے۔بعض احباب کے اصرار سے مختصر حال جناب والد مرحوم کا اور فٹ نوٹ مین بعض اشعار مشکل کا حل۔کہین کہین احادیث وآیات قرآنی مع ترجمہ اضافہ کردیے ہین۔جو حضرات اِس کلام سے حظ حاصِل فرمائین جناب والد مرحوم کو فاتحۂ خیر سے یاد فرمائین اور خاکسار و برادر عزیز مولوی محمد انوار الحسن سلمہ کے حق مین دُعا فرمائین کہ ارحم الراحمین حضرت محسن مرحوم کی تمام خوبیان ہم دونون بھائیون کو عطا فرمائے۔

محمد نور الحسن وکیل مین پوری

مختصر حال

خاندان

فخر اسلاف گرامی حضرت محسن کاکوروی سید علوی تھے۔ اُنکا سلسلۂ نسب یہ ہی۔ مولوی محمد محسن ابن مولوی حسن بخش۔ ابن مولوی حسین بخش (شہید بن حضرت شاہ میر محمد قلندر بن شاہ محمد کاشف بن حافظ خلیل الرحمٰن (شہید بن سید عبد الرحمٰن بن حافظ غلام محمد بن سید سیف الدین بن سید ضیاء اللہ بن مخدوم عبد الکریم بن حافظ شہاب الدین بن حضرت مخدوم نظام الدین قاری (عرف شیخ بھیکہ کاکوروی) بن قاری امیر سیف الدین بن قاری حبیب اللہ نظام الدین (المعروف بہ امیر کلان) بن قاری امیر نصیر الدین دلیل اللہ بن قاری محمد صدیق (المعروف بہ ابو محمد خافی) بن قاری عبد اللہ بن قاری عبد الصمد بن قاری امیر شمس الدین بن قاری عبد المجید (دربان آستانۂ رسول اللہ صلعم بن حاجی سلطان حسین بن قاری امیر ابراہیم (نبیسہ وخلیفہ سید عبد الرزاق خلف وخلیفہ حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہما) بن قاری سلطان عبد اللطیف بن قاری امیر عبد اللہ بن مولانا شمس الدین صابری بن قاری مجید الدین (خافی) بن قاری امیر سلیمان بن مولانا وجیہ الدین احمد بن قاری محمد بن قاری احمد بن علی بن محمد الحنفیہ بن اسد اللہ الغالب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔

مُحیط

اُنکے اجداد آستانہ رسول اللہ وارض مقدس حجاز سے جدا ہو کر قصبہ صحرام (توابع خواف) مین جو بغداد و ممالک خراسان کے وسط مین واقع ہی آباد تھے۔ قاری محمد صدیق (المعروف بہ ابو محمد خافی) اس خاندان مین اول شخص ہین جنھون نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زیب وزینت دی۔

اور قاری امیر سیف الدین نے عہد سلطنت سکندر یا ابراہیم لودی مین قصبۂ کاکوری ضلع لکھنؤ مین بود و باش اختیار کی۔ اُنکی اولاد کا وطن مالوف اسوقت تک یہی قصبہ ہے۔

بزرگون کا مختصر حال

قاری امیر سیف الدین کے باکمال صاحبزادے حضرت مخدوم نظام الدین قاری جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ زہد و تقوے اُنکا اِس مرتبہ کا تھا کہ صاحب تذکرۃ الاصفیا نے اُنکو "امام اعظم ثانی" کے لقب سے یاد کیا ہے اُنکے فضائل و کمالات بالتفصیل مُلّا عبدالرشید مُلتانی نے کتاب زاد الآخرۃ مین اور حضرت شاہ تراب علی قلندر نے کشف المتواری فی احوال نظام الدین القاری مین تحریر فرمائے ہین اور ملا عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ مین بزمرۂ علماء عہد اکبری اور مولوی وجیہ الدین اشرف نے بحرِ ذخار مین اُنکے علم و عمل فضل و کمال کے حالات حوالہ قلم فرمائے ہین۔ یہان اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔

زخّار

حضرت مخدوم نظام الدین قاری سے جناب محسن تک بارہ پشتین گزرین جنکو سلسلۃ الذہب سے تعبیر کرنا کچھ بیجا نہو گا کیونکہ انمین سے دو بزرگون[1] نے مرتبہ شہادت پایا تین[2] کو نعمت حفظ کلام مجید اور چھ[3] دولت لازوال الفقر فخری سے ممتاز زاہد و عابد تارک دُنیا ہوے اور حلیہ علم و فضل صلاح و دانش زہد و تقوے سے تو سب ہی آراستہ تھے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

مولوی حسین بخش

مولوی حسین بخش جنکے سایۂ عاطفت مین محسن رح نے ابتداے تعلیم و

[1] یعنی حافظ خلیل الرحمن و مولوی حسین بخش۔

[2] حافظ شہاب الدین۔ حافظ غلام محمد۔ حافظ خلیل الرحمن۔

[3] حافظ شہاب الدین۔ مخدوم عبدالکریم ملا ضیاء اللہ۔ حافظ غلام محمد۔ شاہ محمد کاشف۔ شاہ سر محمد قلندر۔

تربیت پائی سنہ ۱۲۰۳ھ مین پیدا ہوئے اپنے والد حضرت شاہ میر محمد قلندر کے مرید اور صاحب ارشاد و اجازت تھے۔ ابتدائً کسب معاش کے شوق مین سرکار انگریزی کی ملازمت کی لیکن جب ملازمت کی قیدین مطالعۂ کتب علوم و فنون و مشغلۂ تالیف و تصنیف مین خلل انداز معلوم ہوئین تو ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۸۴۸ع کو عہدۂ منصفی سے کنارہ کش ہوئے اور بقیہ زندگی اذکار و اشغال خاندانی و تالیف و تصنیف کے نذر کردی۔ اُنکی تالیفات سے نفحۃ الہند (بزبان عربی بطرز نفحۃ الیمن) آثار باقیہ (در علم الاعداد) ضروریات الادبا (در صنایع و بدایع علم ادب عربی) اختلاف البصریین والکوفیین (در علم نحو) اور دستور الکمالات (در صنائع و بدائع علم ادب فارسی) یادگار ہین۔ ۲۹ جمادی الاولے سنہ ۱۲۵۸ھ کو بمقام رسول آباد ضلع اٹاوہ ایک ظالم کے ہاتھ سے عین حالت نماز مین شہید ہوئے اور بہ برکت اسم مبارک حضرت شہید کربلا حیات جاوید حاصل کی حضرت شاہ تراب علی قلندر نے۔

"سر دشمن بریدہ گفت تراب،" (سنہ ۱۲۵۸ھ) سالِ رحلت "شہید اکبر گشت" تاریخ شہادت لکھی۔ والد مرحوم نے اُنکا مزار اٹاوہ مین بنوادیا ہے اور اراضی متعلقہ مزار مدرسہ اسلامیہ اٹاوہ کو اِس شرط سے وقف کردی ہے کہ کمرہ متصل مزار صرف درس کلام مجید کے کام مین لایا جائے۔

مولوی حسن بخش

حضرت محسن کے والد ماجد مولوی حسن بخش ۲۳ صفر سنہ ۱۲۲۱ھ کو پیدا ہوئے اُنکے مفصل حالات ایک قطعۂ تاریخ مین نظم ہین جو اُنکے لوح مزار پر بمقام صحن عیدگاہ مین پوری کندہ ہے اور جسکی نقل اس کلیات کے قطعات تاریخ مین شامل ہی۔ اُنکی ایک ضخیم کتاب تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا جسمین حضرت آدمؑ سے آنحضرت سرور کائناتؐ تک مفصل حالات درج ہین۔ عرصہ ہوا شائع ہوکر

مقبول عام ہو چکی ہے وہ دو باکمال صاجزادے مولوی محمد محسن و مولوی محمد احسن[1]
کو خوش اقبال چھوڑ کر ۱۹ رجمادی الاول سنہ ۱۳۱۰ھ کو رحلت کر گئے

والد مرحوم کی تعلیم و تربیت

حضرت محسن رح ۱۲۴۲ھ مین بمقام کاکوری پیدا ہوے۔ سات سال کی عمر سے اپنے جد بزرگوار مولوی حسین بخش شہید کے سایہ عاطفت مین پرورش پائی

---

[1] مولوی محمد احسن مرحوم چھوٹے بھائی تھے۔ دونون بھائیون مین جو محبت تھی اُسکی نظیر اس زمانے مین نایاب ہی۔ والد مرحوم نے شفاعت و نجات کے آخر مین اُنکا ذکر کیا ہے اور اُنسے ملاقات کی خواہش دلی کو بڑی خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

مولوی محمد احسن ۱۲۴۹ھ مین پیدا ہوے۔ منظور احمد تاریخی نام تھا بڑے بھائی سے تعلیم و تربیت پائی۔ ابتدائً مختلف سرکاری عہدون پر رہے جب سب ججی سے پنشن لی ریاست بھوپال مین منجانب گورنمنٹ انگریزی نائب وزیر دیوانی و فوجداری مقرر ہوے۔ ۸ ربیع الآخر سنہ ۱۳۰۹ھ کو بمقام کاکوری بعارضۂ بخار رحلت کی۔ مولوی شاہ عبد الصمد مرحوم مغفور مقیم قصبۂ پھپھوند نے آیت قرآن شریف سے مادۂ تاریخ نکالا و یجزینھم احسن ما کانوا یعملون

وہ کبھی کبھی شعر کہتے تھے۔ کلام کا نمونہ یہ ہے۔

کعبے والون نے رہزنی کی　　خال ابرو نے مار ڈالا　　رونے وہ جو بات کی ہنسی کی　　جاتی رہی رسم دل لگی کی
اُسکے جو جی مین تھی وہی کی　　ہمنے وہ کیا جو اُسنے چاہا　　دلنے مرے ساتھ دشمنی کی　　تجھسے دشمن کو دوست سمجھا
کچھ ہمسے کہو تو اپنے جی کی　　احسن کیون چپ ہے کسکی ہے یاد　　صدری ملی ہمکو سوزنی کی　　سینہ ہوا تیر و نسے مشبک

ایضاً

ہم ہین تری محفل مین گنہگار کیصورت　　گلزار مین رہتے ہین مگر خار کیصورت
رونے پہ مرے کہتے ہین کیا اب ملین گے　　اقرار بھی کرتے ہین تو انکار کیصورت
ابرو کی کجی اور ہے گیسو کی کجی اور　　چھپتی ہی کہین کافر و دیندار کیصورت
احسن یہ تمنائے دلی ہے کہ دم نزع　　مین آنکھ سے دیکھون شہ ابرار کیصورت

اُنکی تعلیم ابتدائی جس طرز سے ہوئی اُسکو دیکھکر پیران کہن سال کا تجربہ پیشین گوئی کرچکا تھا کہ یہ بچہ صاحب کمال ہوگا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ٹینس فٹ بال کرکٹ کا نام بھی سُننے مین نہین آتا تھا۔ عوام کے بچّے گیڑی اور گولی کھیلتے اور شرفا کے لڑکے پتنگ بازی کی دوڑ دھوپ سے ریاضت کے فوائد حاصل کرتے تھے۔ اِنکی پتنگ بازی عملی طریقے سے مذہبی خیالات مذہبی اصول کے دل پر نقش کالحجر بنانے کا ذریعہ تھی تین چار بجے شب سے اُٹھکر نماز تہجد پڑھنا اور تلاوتِ کلام مجید کے بعد درود شریف پڑھکر ڈور پتنگ پر دم کرنا اِس خیال سے کہ اوراد و وظائف کے اثر سے پتنگ نہین کٹے گا۔ مذہبی عقیدت کے رگ وپے مین سرایت کرنے کا ذریعہ تھا۔ عمر بڑھنے کے ساتھ پتنگ بازی کا شوق زائل ہوتا رہا اور شب بیداری و یادِ خدا کی عادتِ محمود نے طبیعت ثانیہ بنکر زندگی بھر ساتھ دیا۔

شاعری کی ابتدا

نوسال کی عمر تھی۔ شب کو اپنے جدامجد کے پہلو مین سوتے تھے۔ خواب مین زیارت جمال مبارک حضرت محبوب خدا صلعم سے مشرف ہوے۔ اِس خواب کا حال فارسی عبارت مین ایک مجموعۂ قلمی کے صفحہ اول پر اُسی زمانے کا لکھا ہوا ہی جسکو مین بجنسہ نقل کرتا ہون۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ

ایضاً

نوح کے طوفان کی ہے لہر اپنے ہر آنسو مین آج — طفلِ اشک آیا ہی دریا کو لیے چلّو مین آج
سب نماز و روزہ احسن رکھدیا بالائے طاق — سر جھکایا مین نے محراب خم ابرو مین آج

ایضاً

سر کی خواہش ہی کہ ہو جائے ترا نقشِ قدم — پاؤن کہتے ہین کہ آنکھون سے چلین سر کی طرح
نیک و بد دونون ہین سرکارِ جنون مین مقبول — کانٹے اِس باغ کے بکتے ہین گُل تر کی طرح

"بشبے کہ صبح آن روز جمعہ تاریخ نہم ذیقعدہ ۱۲۵۱ھ بود بعمر نہ سالہ و چند ماہ" "در کنار جد بزرگوار خود بمقام اٹاوہ در خواب دیدم کہ بصحرائے ہمراہِ جد بزرگوار خود دست گرفتہ بطرفے میروم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و علےٰ آلہ و اصحابہ وسلم تشریف می آرند۔ بدست مبارک ایشان تسبیحے ست کہ دانہاے کلان و سیاہ دارد پس دست من و جد بزرگوار من گرفتہ بمکان پُر نور و باصفا بردند و روبقبلہ نشانیدہ اول جد بزرگوار را مرید کردند۔ بعد ازان مرا بمریدی گرفتند متوجہ بسوی رستم[1] شدہ دست و پایش شستہ مسلمان کردند میخواستند کہ او را نیز مرید نمایند۔ فاما اتفاق نیفتاد بعد ازان بیدار شدم و خود را بکنار جد امجد خود یافتم و شکریۂ این بشارت ادا کردم۔"

اِس خواب کو فارسی مین نظم کیا تھا۔ فرماتے تھے کہ وہ سب سے پہلی نظم تھی جو اِس متبرک خواب کی خوشی مین مین نے لکھی تھی۔

---

[1] رستم کو مولوی حسین بخش مرحوم نے پرورش کیا تھا۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ۔

آرزو ہے یہی دل کی کہ دمِ مرگ احسن
جلوۂ روے خدا بھی ہو پیمبر کی طرح

تاریخ مثنوی صبح تجلی

از معجزاتِ نظم کسانیکہ منکر اند
احسن کلام حضرت محسن ندیدہ اند

صد بار خواندہ اند ہزار آفرین برد
روزی کہ آب و رنگ سخن آفریدہ اند

اُستاد و ہم برادر و ہم قبلۂ من ست
در بارگاہ فکر متش برگزیدہ اند

المختصر کہ سدرہ نشینان اوجِ فکر
بر شاخ رفعتش ثمرِ نارسیدہ اند

این نسخہ را بدیدۂ انصاف بنگرند
آنانکہ صاف و دُرد مضامین چشیدہ اند

صبحے شد آشکار کہ رنگین طبیعتان
از بادہ ہاے وجد صبوحی کشیدہ اند

مولوی حسین بخش مرحوم کے جامِ شہادت نوش فرمانے کے بعد حضرت محسن اپنے والد ماجد مولوی حسین بخش کے ہمراہ مین پوری مین رہے اور تحصیل علم مولوی عبدالرحیم اور اپنے والد سے کی۔

اُستاد

مولوی ہادیعلی اشک مرحوم اُنکے خالہ زاد ماموں ثقہ متقی پرہیزگار عالمِ باعمل تھے۔ کسبِ حلال کے شوق مین تصحیح کتب دینیات کا مشغلہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین اختیار کیا تھا۔ اُنکی تالیفات مین شرح منظوم چہل حدیث (مرتبہٗ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی) مقبول خاص و عام ہو۔ حضرت اشک طبیعتِ رنگین اور سنجیدہ مذاقِ سخن رکھتے تھے تحقیقات لفظی و اصول شاعری پر عبور کامل تھا۔ والد مرحوم نے ابتداے کلام اُنکو دکھایا۔ ایک فارسی خط کے ساتھ قطعۂ ذیل بغرض اصلاح اُستاد کی خدمت مین بھیجا تھا چونکہ یہی قطعہ صرف نمونہ اُس کلام کا ہے جو اِصلاح کے واسطے روانہ کیا تھا لہذا نقل کیا جاتا ہی۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ۔

جوشِ بہارِ حُسنِ معانیست در نظر — بیتاب اضطراب دلِ آرمیدہ اند
از خویش رفتگان بہارِ گل سخن — در راہ شوق آمد مضمون دویدہ اند
زآب صفای بندش و ترکیب دلکشا — بر صفحۂ نگاہِ خود آئینہ چیدہ اند
از ہوش طالبان بہار آشنا نیند — دیوانگان صبح گریبان دریدہ اند
تاریخ سال او ز لسانِ سروش غیب — صبح بہار آمد مضمون۔ شنیدہ اند

تاریخ چراغ کعبہ

محسن کہ بہار لفظ و معنی — در گلشن طبع اوست گلچین
با اوجِ دماغش از ثریا — بگزشت گداز شمع بالین
آئینۂ فکرتش صفا خیز — نیرنگِ خیالِ حیرت آئین

قطعہ

دوش کج بحثے بمن این ماجرا راست گفت
کاین ہمہ سودائے خام شعر گفتن ابلہی ست

خوردن خون جگر مضمون رنگین بستن ست
ناشتائے لخت دل مقصود لفظ شاعری ست

مصرع تر در روانیہائے تیغ آبدار
بیت کامل ہم نیام ذوالفقار حیدری ست

کن قبول از نکتۂ گویم ز راہ دوستی
مرد این ہنگامہ نتوان شد کہ باخود دشمنی ست

گفتمش من ہم ز شور بحر مواج سخن
چون لب ساحل خموشم طبع ازبس مبتدی ست

لیکہ نتوان نا امید رحمت یزدان شدن
کآیۂ لاتقنطوا۔ برہان لطف ایزدی ست

گو نباشد جادۂ جز بردم این ذوالفقار
رہ بمنزل میتوان بردن اگر ہادی علی ست

حضرت اشک کی وفات کے بعد کسی سے اصلاح نہیں لی۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ۔

این مثنوی عجیب بنوشت
در شان عروج سرور دین

بر ہر خم خامۂ نیازش
صد بار ادب نمود تحسین

رنگ شب اگر ز کلک او ریخت
ہر نقطہ گرفت شکل پروین

در وصف بہار اگر سخن گفت
از شاخ قلم نشاند نسرین

از مدحت انبیا عیان کرد
صد معجزہ در نگاہ حق بین

برداشت پے دعا اگر دست
شد ورد لب فرشتہ آمین

ترکیب لطیف و طرز نازک
معنی نمکین و لفظ شیرین

اولے ہر بعد از ہر قبل
اعلے دو منیش از نخستین

از لفظ فسردہ گفت برخیز
از معنی تازہ گفت بنشین

تا عرش برین عروج الفاظ
تا سدرہ بلندی مضامین

احسن بنویس بہر تاریخ
معراج خیالہائے رنگین
۱۳۱۵ھ

ملازمت و وکالت

مین پوری مین چند روز عہدۂ نظارت پر کام کیا۔ خداداد قابلیت سے حکامِ ضلع رضامند رہے۔ بعض حکام و اکثر احباب کی تحریک سے وکالت ہائیکورٹ کا امتحان دیکر کامیابی حاصل کی اُس زمانے مین صدر دیوانی عدالت آگرہ مین تھی بعد کامیابی کے آگرہ مین قیام فرمایا۔

منصفی

آگرہ مین قانونی لیاقت کا ایسا سِکّہ بیٹھا تھا کہ ایک مرتبہ صدر دیوانی کے حکام نے بغیر خواہش و استمزاج کے متھرا کا منصف مقرر کردیا۔ اُنکی باریک بینی و نازک خیالی اہم قانونی مسائل پر عبور کر چکی تھی۔ وکالت کی دن دونی رات چوگنی ترقی رُوسا و حکام کی قدر دانی نے حوصلے و ہمت کو ایسے بلند مرتبے پر پہونچا دیا تھا کہ ججی و سب ججی کے عہدے بھی آزادی مین خلل انداز نظر پڑتے تھے۔ اُس پر طرہ یہ تھا کہ حضرت مظفر علی شاہ و حکیم نورالدین مرحوم کے یہان کی رنگین با کیفیت صحبتین جو اُنکے مذاقِ طبیعت کے مناسب تھین سوائے آگرے کے دوسری جگہہ محال تھین۔ لہذا اُنھون نے بشکر گزاری تمام عہدۂ منصفی کے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ۔

ایضاً

آن تازہ نماے طرز کہن اُستاد و برادر محسن من — او صاف خارج حد سخن الطاف برون ز اندازِ خیال

تا چرخ ترقی رفعت او تا مہر تجلی فطرت او — تا سدرہ بلندی فکرت او تا عرش برین تگ و تاز خیال

در جستن معنی ہاے بعید آغاز طلب انجام طلب — در بستن مضمونہاے جدید انجام خیال آغاز خیال

بنوشت رسالۂ ہوش رُبا در ذکر معارج خیر ورا — ہر لفظ کرامت فہم رسا پر معنی نو اعجاز خیال

مضمون حدیثِ متواتر بنمود بصدق بیان ظاہر — ہر خار و خسِ چمنِ خاطر بر داشت صفا پرواز خیال

ہر بیت خلاصۂ بیت ارم ہر نکتہ شگوفۂ شاخ قلم — ہر حرف سعادت بخت رقم ہر مضمون مایۂ ناز خیال

تاریخ بطرز جدید احسن خوش گفت فرشتۂ فکرتِ من — معراج پیمبر پاک سخن ۔ معراج فلک پرواز خیال

۱۳۰۱ھ — ۱۳۰۱ھ

۱۸۵۷ء حوادث گاہ عالم مین ایک حالت سے زندگی بسر کرنا خوشگوار ہو یا نہ ہو محال اور ناممکن ضرور ہے۔ جب ۱۸۵۷ء کی بغاوت کی بھڑکتی ہوئی آگ کا اثر آگرہ تک پہونچا تو اُسنے انکے خرمن اطمینان کو سوخت کردیا کبھی تو ذہن مین آتا تھا کہ جو کچھ ہو تن بتقدیر آگرے مین بسر کرنا چاہیے اور کبھی یہ خیال گزرتا تھا کہ جسطرح ممکن ہو مع اہل وعیال کے کاکوری پہونچنا چاہیے۔ احباب سے مشورہ کیا تو سب نے بالاتفاق وطن جانے کی صلاح دی سفر کا انتظام شروع ہو گیا تھا اور ارادۂ روانگی مین تصمیم ہو چکی تھی مگر تاریخ روانگی مین عرصہ تھا کہ ایک روز شام کو محلے کے غارت ہونے کی خبر عام ہوئی اور تین بجے شب کو آگرے کو الوداع کہتے ہوے کاکوری کی جانب روانہ ہوے۔ منزل بمنزل اُن مقامات کو بچاتے ہوے جہان بغاوت پھیلی ہوئی تھی اکیس بائیس روز مین کاکوری پہونچے۔ چند روز بعد فرو ہونے شورشِ غدر کے مین پوری تشریف لائے اور یہان مستقل قیام کرکے وکالت کے آزاد پیشہ کو رونق دی۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ

خمسہ بر غزل حضرت محسنؒ

کسی منکر کی نہ انکار روا چلتی ہے | کسی طالب کی نہ تسلیم ورضا چلتی ہے
نئی چالین مرے قاتل کی ادا چلتی ہے | دشمن و دوست پہ شمشیر جفا چلتی ہے
آج کچھ اور ہی مقتل مین ہوا چلتی ہے

چال سیدھی جو زمانے کی ادا چلتی ہو | کجروی پھر فلکِ پیر کی کیا چلتی ہو
دیکھیے اب رہِ اُلفت مین وفا چلتی ہو | گُل و بلبل کو لیے ساتھ صبا چلتی ہو
کچھ عجب رنگ کی گلشن مین ہوا چلتی ہے

تھے جو عشاق ترے عقل وخرد کو کھوئے | باہمی رشک سے جبتک جیے جی بھر روئے

وکالت کی حالت

اُنکی خوش بیانی خوبی تحریر نازکخیالی عالیدماغی کی شہرت تھی حکام اُنکی تقریر کے ہر ہر لفظ کو بغور سُنتے تھے آواز کی خستگی سے تقریر مین ملائمت کا لطف دوبالا ہوگیا تھا جس قانونی مسئلے پر بحث کرتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جس پہلو کو وہ اختیار کرتے ہین اُسی کا لحاظ کر کے ممبران لیجس لیٹو کونسل نے الفاظ قانونی رکھے ہین جس بات نے اُنکی شہرت کو معراج کمال تک پہونچایا وہ اُنکی دیانت داری راستبازی صفائی معاملت تھی کہ فریق مخالف بھی طرز عمل پر کبھی حرف زن نہین ہوسکا۔ صوبے کے حکام خاص عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ضلع کے یوروپین حکام بھی دوستانہ طریقے سے ملاقات کے لیے آتے تھے۔

ترک مشاغل دُنیادی

برادر عزیز مولوی انوارالحسن سلمہ اللہ و راقم حروف کی کامیابی امتحان ایل ایل بی کے بعد مقدمات کی پیروی اور کچہری کی آمد و رفت کا سلسلہ موقوف کردیا تھا۔ کبھی کبھی احباب روٴسا کے اصرار سے مجبور ہوکر مشورہ اُنکے معاملات مین دیتے تھے لیکن انتقال سے تین سال بیشتر مشغلہ وکالت وکاروبار زمینداری سے

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ

چین سے بعدِ فنا بھی نہ لحد مین سوئے ۔۔۔ نوکِ مژگان کے تصور نے یہ کانٹے بوئے
کہ چھُری آج میانِ شہدا چلتی ہے

کیا بُری گزری مری عمر گرامی اوقات ۔۔۔ کٹ گئی باتون ہی باتون مین جوانی کی رات
یہی دو چار نفس اور ہین باقی ہیہات ۔۔۔ جھلملاتی نظر آتی ہے مجھے شمع حیات
صبح پیری ہے عیان بادِ فنا چلتی ہے

کون کہتا ہے کہ تھوڑی بہت اب طاقت ہو ۔۔۔ غش پہ غش آتے ہین واللہ یہ کیفیت ہو
کیسی امید فقط یاس ہو اور حسرت ہے ۔۔۔ اے مسیحا ترے بیمار کی یہ حالت ہو

قطعاً بے تعلقی اختیار کر لی تھی۔ حضرت محی الدین ابن عربی کی فصوص الحکم اکثر مطالعے مین رہتی تھی اور حصن حصین کا روزانہ ختم پڑھتے تھے۔

بیعت — مولوی حسین بخش مرحوم نے اپنے دادا سے بیعت کی تھی۔ چونکہ اُنکی شہادت ایسے وقت مین ہوئی جو اُنکا سن رشد بھی نہین تھا لہذا حضرت شاہ کرامت علی قلندر سے تجدید بیعت کی پیر و مرشد کی حیات مین جو کچھ خدمت خلوص عقیدت سے کی ہو اُسکا حال معلوم نہین ہے مگر وفات کے بعد اُنکا خوشنما مزار کاکوری مین بنوا دیا اور عُرس کے لیے ایک رقم معقول ہر سال نذر کرتے تھے

شاگرد — حضرات مندرجۂ ذیل اکثر بغرض اصلاح کلام بھیجتے تھے۔ مولوی محمد احسن احسنؔ مرحوم۔ منشی عبدالمجید سحرؔ مرحوم۔ مولوی نعیم الدین نعیمؔ مرحوم۔ منشی عبدالوحید نیرنگؔ سلمہ اللہ۔ مولوی احسن اللہ خان ثاقبؔ سلمہ اللہ۔ مولوی رضی علی اخگرؔ سلمہ اللہ۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ

نہ دوا چلتی ہے اُسپر نہ دُعا چلتی ہے

کوئی لایا تو نہین کھینچ کے احسنؔ بالجبر — دو گھڑی اور بھی تنہائی پہ کرنا تھا صبر
آنے دیتے اُنھین جنکے لیے آتا ہی ابر — حشر مین آئے عبث چھوڑ کے تہ خانۂ قبر

کیا خبر تھی کہ ابھی گرم ہوا چلتی ہے

گرچہ تنہائی سے ہو وحشت خاطر لیکن — ایسی آفت مین نکلنا بھی تو ہو ناممکن
دھوپ اُتر جائے خدا کیلیے ڈھلجائے دن — کیون نکلتے ہوا بھی کُنج لحد سے محسنؔ

حشر کا دن ہے بہت گرم ہوا چلتی ہے

نوٹ مولوی محمد احسن مرحوم کا۔ قاعدہ سریان جسمین خاص عمل سے لفظ احد احمدؐ سے اور احمدؐ احد سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ ہر لفظ سے احد و احمدؐ نکلتا ہے بہت مشہور ہے مین اُسکو نقل کرتا ہون۔

اے خلوتیان پردۂ راز — گوشے کہ چہ میدہد صدا ساز

وفات

۱۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کو اسہال کبدی ہو گیا تھا اشتہا بالکل ساقط تھی۔ علاج و معالجہ سے افاقہ نہین ہوتا تھا طبیعت روز بروز خراب ہوتی چلی گئی۔ ۲۳ر اپریل ۱۹۰۵ء روز یکشنبہ کو بعد نماز ظہر ارشاد فرمایا کہ "اب ہمارا آخری وقت ہی تجہیز و تکفین کی تیاری کرو کل کوچ ہے" بعد نمازِ مغرب جب راقم حروف و برادر عزیز مولوی انوار الحسن سلمہ اللہ بہمراہی دیگر خدام کے ہاتھ پاؤن سہلاتے تھے۔ خاکسار کیطرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف مین مبطون کو درجہ شہادت نصیب ہونے کا حکم ہے اُسکا حال مفصل کسی کتاب سے نکالکر پڑھو۔ خاکسار نے در مختار سے باب الشہید نکالکر سُنایا سُنکر سکوت فرمایا شب کو مرض مین اشتداد ہوا۔ دوشنبہ ۱۸ر صفر ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کو علے الصباح ارشاد فرمایا کہ "اب ہمارا کوچ ہی" یہ کہکر یادِ حق مین مشغول ہوے پاس انفاس جاری تھا حالتِ تلقین مین ہر بار بطریق استشہاد الا ہو پر انگشت شہادت اُٹھاتے تھے۔ اسی حالت مین دس بجے دن کو

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ

اعراض و جواہر انچہ بود ست — آئینۂ وحدتِ وجود ست
رنگین چمن جہان و مافیہ — رنگے بود از بہار تنزیہ
ہر قطرہ بساط بحر بر دوش — ہر ذرہ بہار مہر در جوش
در عالم وحدت آشنائی — تاج سر بندگی خدائی
آرے ز دل حقیقت آگاہ — خوش گفت ہر آنکہ گفت واللہ
خاصان خدا خدا نباشند — لیکن ز خدا جدا نباشند
اینک سر یانی از سروشم — در گوش رسید و بُرد ہوشم
پیدا شود از نوائے این نے — احمدؐ مثل احد ز ہر شے
پیش نظرت ظہور گیرد — احمدؐ ز احمد احد ز احمدؐ

اس عالم فانی سے عالمِ جاودانی کو رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قطعات تاریخ بکثرت لکھے گئے ہین۔ جناب مولوی حکیم الدین صاحب نائب وزیر ریاست بھوپال نے عربی عبارت مین بےمثل مادہ تاریخ لکھا" ادخلہ مالک الملک فی الفردوس" اور منشی زین العابدین فرجاد سلمہ اللہ نے آیت قرآن شریف سے مادۂ تاریخ نکالا ہے اِنَّہٗ فِی الآخِرَۃِ لَمِنَ الصالحین۔

خاص حالات وطبعی عادات

حلیہ

والد مرحوم میانہ قد گندمی رنگ چہرے پر چند داغ چیچک کے تھے اور وہ بھی ایسے کہ بہت غور سے چہرے پر نظر ڈالی جائے تو دکھائی دین۔ چہرہ گول پیشتر خشخشی ڈاڑھی رکھتے تھے اور خضاب کرتے تھے۔ چند سال سے ڈاڑھی بڑھالی تھی خضاب ترک کردیا تھا۔ ہر معاملے مین متانت وسنجیدگی سے کام لیتے تھے آواز مین نرمی وملائمت خلقی تھی۔ پینتیس ۳۵ سال سے معدے کے علاج مین کسی دوائے تیز نے حنجرہ کو خشک کردیا تھا آواز[۱] بڑ گئی تھی۔ ایک مرتبہ گاڑی پر سوار تھے

[۱] منشی احمد علی شیون مرحوم نے خستگی آواز کا شفاعت ونجات کی تاریخ مین اسطرح ذکر کیا ہے

نہین آواز خستہ بلکہ ہر اک لفظ کہتا ہے ... کہ گر نکلون ترے لب سے تو پھر جاؤن کہان محسن
مگر توصیف ختم الانبیا نے یہ شرف بخشا ... کہ تھی لکنت سے پیاری جیسے موسیٰ کی زبان محسن

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ

پس ہر لفظے کہ خواہی ایجان ... اعدادش کن چہار چندان
یک کم کن وضرب دہ بچارش ... کن طرح بہشت وبر شمارش
بنیاد عمل بود ازینجا ... یعنی پس طرح ما بقی را
در سہ بزن وزیادہ کن یک ... حاصل شودت احد بلاشک
وز بہر حصول احمد آن را ... زن در احد واحد بیفزا
بر فکر تو احسن آفرین باد ... احسنت زمعنی آفرین باد

گھوڑے نے شرارت کی گاڑی سے کود پڑے۔ دست راست کی ہڈی اُکھڑ گئی تھی معالجہ سے ہڈی اپنی جگہہ پر آگئی تھی بے تکلف ہاتھ سے کام لیتے تھے مگر ہاتھ کے بلند کرنے مین کسیقدر تکلیف محسوس ہوتی تھی۔

اطاعت والدین

اطاعت والدین مین وہ خود اپنی نظیر تھے اور لاتقل لہما اُفٍ انکا طرز عمل تھا۔ تمام عمر مولوی حسن بخش مرحوم کی کسی راے سے بھی اختلاف نہین کیا چنانچہ تفریح الاذکیا مین مولوی حسن بخش مرحوم نے بضمن تشریح باقیات الصالحین کے اپنے دونون صاحبزادون مولوی محمد محسن و مولوی محمد احسن کی صلاحیت اطاعت و سعادتمندی کا ذکر فرمایا ہے۔

مزاج

ہر شخص سے بخندہ پیشانی ملتے تھے۔ اور اُسی کا یہ نتیجہ تھا کہ تمام شہر اُنکو مربی و سرپرست و دلی خیرخواہ سمجھتا تھا بلا قید مذہب و ملت ہر شخص کے درد دُکھ کے شریک ہوتے تھے اور دامے درمے سخنے قدمے اعانت و ہمدردی مین دریغ نہین کرتے تھے۔ انکسار اُنکا جوہر طبعی تھا عیب پوشی کا یہ حال تھا کہ ملازمون و کارندون سے بھی اگر کوئی حرکت صریحی خلاف دیانت داری ظاہر ہوتی تو اُس سے چشم پوشی فرماتے تھے۔

بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات بخواست جام مے و گفت عیب پوشیدن

وضعداری

پُرانی وضعداری اور ایشیائی مروت کا وہ بے مثل نمونہ تھے جسمین حکمتِ عملی ضرورت وقت اور پالسی کا گزر نہ تھا۔ جس شخص سے جو برتاؤ دوستانا ہو جاتا تھا اُسمین فرق نہین آنے دیتے تھے۔ اکثر فرماتے تھے کہ "شکستن دل دوستان جہل ست و کفارہ یمین سہل" ایک فارسی خط مین جناب مولوی امجد علی صاحب مدظلہ العالی کو لکھتے ہین۔

"بیقین تصور فرمایند کہ رشتۂ محبت گرہے نمی خورد و سلسلۂ نیاز ننگ کوتہی

برمنی دارد آنچہ بودم ہستم وہرچہ ہستم خواہم بود نشۂ محبتے کہ داشتم دوبالاست و ہمان نیازے کہ بود دورش تازندگی تسلسل پیما"

یہ بات اُنکے حالات مین قابل یاد رکھنے کے ہو کہ اُنسے کبھی کسی شخص سے شکر رنجی کی بھی نوبت نہین آئی۔ سفید وصاف کپڑا پسند تھا قیمتی لباس پہنکر کبھی خوش نہین ہوتے تھے۔ اور سچ یہ ہے کہ اُس کپڑے کے پہننے مین تکلیف ہو جسکی حفاظت کی فکر کرنا پڑے۔ فرماتے تھے کہ مولوی حسین بخش مرحوم نے لڑکپن مین قیمتی کپڑے کی وقعت میرے دل سے مٹادی اپنے خدمتگارون کو بیش بہا لباس پہناتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ بیش بہا اور رنگین کپڑا اشرفا نہین پہنتے ہین۔ لطیفہ۔ ایک روز تحصیلدار صاحب اٹاوہ۔ مکلف بیش بہا رنگین لباس پہنے ہوے۔ مولانا حسن بخش کی ملاقات کو آئے مولوی صاحب نے اُنکو سروقد تعظیم دیکر اپنے برابر بٹھالیا والد مرحوم اُسوقت گود مین بیٹھے تھے کان مین کہنے لگے کہ "تحصیلدار صاحب شریف نہین ہین آپ اُنکو برابر کیون بٹھاتے ہین"

لباس

اُنکی سخاوت ضرب المثل تھی۔ احباب و اعزہ بلکہ غائبانہ دوستون کی اعانت قرض لیکر کرتے تھے اور اُسکو خفیہ رکھتے تھے۔

سخاوت

جس زمانے مین مولوی حسین بخش مرحوم تفریح الاذکیا کی تالیف مین مصروف تھے ایک شب اُنکو زیارت جمال مبارک حضرت یوسف علیہ السّلام خواب مین نصیب ہوئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے شیرینی دیکر ارشاد فرمایا کہ "محمد محسن کو ہماری طرف سے دیدینا" فقرا و کامل بھی متوجہ رہتے تھے غدر کے زمانے مین جب وہ آگرے سے کاکوری جاتے تھے مُنہ مین چھالے پڑ گئے جنکے سبب سے غذا بالکل ترک ہو گئی۔ سفر مین اور سفر بھی کیسا غدر کے زمانے کا۔ حکیم نورالدین کہان جو دوا تجویز کرین اطمینان کسکو نصیب کہ دوا بنانے کی زحمت گوارا کرے مرض قدیم تھا

ارواح انبیا وبزرگونکی توجہ

تیسرے چوتھے نہینے دورہ ہوا کرتا تھا۔ اور حکیم نورالدین مرحوم کے معالجے سے صحت ہوتی تھی جو دوائین طیار رکھی تھین وہ اضطراب کی حالت مین کس کو یاد رہ سکتی تھین کہ ہمراہ رکھ لیتا۔ بے آب و دانہ سفر کی صعوبت برداشت کرتے ہوے منزلین طے کر رہے تھے۔ تین روز اسی حالت مین گزر گئے تھے اور ایک مسجد مین جو لب سڑک واقع تھی بیٹھے ہوے تھے ایک صاحب دل درویش نے اگر اِنسے بات چیت کرنا چاہی یہ بول نہ سکے اشارے سے جواب دیا تو درویش نے پوچھا کیا تم گونگے ہو۔ اِنھون نے اپنا منہ دکھایا اور اشارون سے چھالون کی تکلیف ظاہر کی۔ درویش چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد چند پتیان لاکر دین اور کہا کہ انکو چباکر رال نکال ڈالو۔ اُن پتیون کے استعمال سے فوراً تسکین ہوگئی چھالون کی تکلیف دفع ہوئی اور شب بھر مین وہ مرض بالکل جاتا رہا اور پھر تمام عمر اُسکی شکایت نہین ہوئی۔

رسائی ذہن

مولوی حسین بخش مرحوم جس زمانے مین دستورالکمالات کا رسالہ علم معما مرتب کرتے تھے۔ اوقات فرصت مین والد مرحوم کو علم معما کے اصول وضوابط سمجھاتے تھے۔ ایک روز ذہانت کی آزمائش کی غرض سے ایک مشکل معما حل کرنیکے واسطے دیا۔ معما یہ تھا

معما باسم مرشد

کرم کن کہ ہر کس کہ دارد کرم　　　کرم داردش در جہان محترم

اُس زمانے مین جناب والد مرحوم کی عمر نو دس سال کی تھی۔ باوجود کمسنی کے اُنکی نازک خیالی نے اِس پیچیدہ معمے کو حل کر دیا۔ حل یہ تھا کہ دوسرے مصرع مین کرم داردش کو عربی مین پڑھین کرم دار دش (یعنی مثل رم کے دش بھی مقلوب ہوا)

بدیہہ گوئی

حضرت امیر مینائی مرحوم کو جب سراپاے رسول اکرم کی نقل بھیجی تو قطعۂ ذیل اُسیوقت لکھا تھا۔

گردمش تحفہ پئے خدمتِ خدام امیر | کہ براوجِ سخنش ہمتِ سحبان نرسد
سخن اختر بود از بہر سخندان محسن | حیف برجانِ سخن گر بسخندان نرسد

صلاحیت طبع

طبع اول مدیح خیرالمرسلین مین شعر ذیل تھا۔

ہاتھ اُٹھائے ہو مناجات کو ہر شاہ وگدا | سر جھکائے ہوے سجدے مین سلیمان ونمل

اِس شعر پر یہ اعتراض ہوا کہ نمل بمعنی چیونٹی کے بسکون میم ہے نہ بفتح میم اگرچہ اِس اعتراض کا جواب بعض ذی علم شعرا نے بڑی قابلیت سے لکھا اور شعرا کے واسطے ایسے اختیارات جائز ہونا ثابت کیے اور سند مین حضرت امیر خسرو دہلوی کے اِس مصرع کو پیش کیا جسمین کئی زبانون کے ہم معنی الفاظ جمع ہین۔

مور میان چونٹی نمل

فارسی ترکی اُردو عربی

لیکن والد مرحوم نے عجز شاعرانہ کو گوارا نہ فرما کر وہ شعر ہی قصیدے سے خارج کر دیا۔

نثر فارسی

مولوی افضل علی مرحوم (کاکوروی) نے فارسی خطوط جو والد مرحوم نے اپنے احباب کو لکھے تھے جمع کیے ہین۔ خطوط راقم حروف کے پاس موجود ہین لیکن امتداد زمانہ کے سبب سے اُنکی حالت اِس قابل نہین ہو کہ مین اُنمین سے دو چار خط بھی ناظرین کی خدمت مین پیش کر سکون ایک خط جو راقم حروف کے نام کاکوری روانہ کیا تھا اور دوسرا خط جو شفیق مکرم مولوی احسن اللہ خان ثاقب کے نام بھیجا تھا اور جسکے ساتھ ثاقب سلمہ اللہ کے اصرار سے نقل خط موسومہ مولوی محمد امجد علی بلیغ مدظلہ العالی روانہ کی تھی اور تقریظ مخمس نعتیہ انداز تحریر نثر فارسی دکھانے کی غرض سے نقل کرتا ہون

خط[1]

باد انور و انوار و اکرام[2] بخیر — بہر ہمہ عمر خضر و انجام بخیر

خرمن آرزوئے دل دریاد شمار بر قہادر کمین دارد رحمتِ باری اطفای نائرہٗ اشتعالش باد۔ ابر دریا بار اشکے چند بر زمین ریختہ ابخرہ حارہٗ ارضی را باہتزاز در آورد۔ موسمِ گرما گرم تر گردید۔ و ہوائے جہنم اثر وزیدن آغاز کرد۔ ابرے کہ بر آسمان بنظر می آید چشم پر آبے بیش نیست آخا ہر آرزوئے دیرینہ ام مہلتے دیگر میخواہد۔

خط

برخوردار سعادت پناہ رشادت دستگاہ مولوی احسن اللہ خان ثاقب سلمہ اللہ عمریست کہ از انفعال غفلت تحریر چون تحریر تازہ سراپا عرق بودم و از دیر فرستادن مکتوب مطلوب پیچ و تاب ندامتے برخود میفزودم بسبب آنکہ شدت امراض و نومیدی صحت در غفلتم نشانیدہ بود بحمد الحمد تقاضا بر تقاضا آن یکرنگ صفاکدہ اتحاد از طوفان عرقم بکنار رسانید۔ و از پیچ و تاب گرداب ندامتم وارہانید نقل یک صحیفہٗ موسومہٗ مولوی امجد علیصاحب بلیغ کہ در زمانہٗ قدیم ڈپٹی کلکٹر ایٹہ و مین پوری بودہ اند میفرستم شیشہٗ خاطر بکیفیات سعادت و اقبال متضمن بنغمات محبت صادق در پردہ دل متمکن باد۔ ۱۲ فروری ۱۹۰۵ء

---

[1] یہ عبارت پوسٹ کارڈ پر لکھی تھی۔

[2] شیخ اکرام علی مرحوم والد مرحوم کے ماموں زاد بھائی تھے خاکسار و برادر عزیز مولوی محمد انوار الحسن کے ساتھ کتب درسی عربی و فارسی مین ہم سبق تھے اُنکی تعلیم و تربیت بھی مثل ہم دونوں بھائیون کے والد مرحوم نے اپنے ذمے لی تھی۔

نامہ

ای آنکہ بہار بیخزان سخنت   صبح امید قدردان سخنت
گل کردہ زرنگ غنچۂ طبع رنگین   صد نخل بلند گلستان سخنت

سحر نگاریہای خامۂ معنی ایجاد در بستن طلسم الفاظ موزون سرمایۂ اعجاز ست و اعجاز پردازی طبیعت خداداد در کشادن ابواب دقت مضمون حیرت طراز۔ ہرچہ از خامہ ات نقشے گیرد نقش قبول بکرسی نشاند۔ وآنچہ از طبیعت گل کند پایۂ عروج بعرش رساند۔ در بزم زباندانی انوری لقبان معذور در شمع خموشی افروختن۔ و در بہارستان رنگینی فردوسی طبیعتان مجبور بداغ افسردگی سوختن۔ فلک پردازی اندیشہ در تسخیر نکات انجم آیات از رشتۂ کہکشان کمند فروش۔ و نازک بندی خیال در صیادی لبلبان معانی از رگ گل دام بردوش۔ معما شگافی دقت سخن گرہ از موے کشادن۔ و بہمسائی مضمون نایاب گرہ بر موے میان دادن۔ جوش طبیعت از آب گوہر طوفانے بپا کردن۔ و بلندی فکرت از پیراہن ذرہ آفتاب برآوردن۔ مظہر این کیفیات عنبرین نامۂ مشکین سواد ست کہ ہر لفظش از کمال موزونی مصرع سرویست در بوستان سخن۔ و ہر مضمون از دقت آرای قفل معما نکشودہ غنچہ دہن۔ چمن پیراے خامہ از تخم ہر نقطہ بہار ارم دمانیدہ۔ و آبیاری طبیعت ریشہ ہر خط بطوبے رسانیدہ۔ شبستان الفاظ از روشنی معانی در پنبہ زار دعوی زباندانان شعلہ افگن۔ و گلستان معنی از شوخی الفاظ در پیراہن شگفتہ طبیعتان خارشکن۔ جوہر تقریر از نکتہ طرازی اندیشہ نکتۂ دیدۂ انجم۔ و رنگینی تحریر از بہار پیرای خیال مانند سحر لبریز تبسم۔ گفتگوے شبنم از دقت پسندی اندیشہ سلک گوہر و بیان گوہر از گرہ کشای خیال شبنم اثر۔ امواج سطور از گوہر الفاظ انجمن آراے

انجم و کہکشان - و رونق الفاظ در سلسلہ سطور ہجوم ذرہ در شعاع خورشید درخشان

لراقمہ

ہر معنی رنگ انتخابے دارد | ہر لفظ تو مضمون کتابے دار
ہم پہلوئے آسمان زمین سخن ست | ہر ذرۂ نقطہ آفتابے دار

از انجاکہ در انجام رسانی این گفتگو بحکم بے پایانی عرصۂ آرزو نامہ مانند دائرہ معذور برخود گردیدن ست۔ و در گرد آوری این ستایش بمقتضائے ہجوم مضامین شوق طبیعت مانند نقطہ مجبور در قفس دائرہ طپیدن رجوع بمرکز مدعا باید کرد۔ باعث تامل در تحریر جواب عنایت نامہ آن بود کہ از اقامت ملازمان بدلیل یقین راہے نمی کشود گاہے شانہ کشی طرۂ شام غربت در سواد شہر اٹاوہ دریافتہ مشاطگی زلف پریشانی داشتم- گاہے غازہ پیرای رخسار صبح وطن در خیابان گلزار پور[1] شنیدہ گلدستہ ہای جمعیت غنیمت می پنداشتم۔ نہ امر اول گمان اعتبارے داشت و نہ خبر ثانی مضمون اشتہاری۔

لراقمہ

عمرے سودائے حیرتے بود بمن | کان یار عزیز ست کجا جلوہ فگن
لیکن اکنون سروش غیبی فرمود | کامجد علی بلیغ رفتہ بوطن
۱۲۰۰ ۶۵

پس بعد تحقیق مضمون ثانی از بیان ملہم غیب سلسلۂ نگمانہا بیقین انجامید و تحریر این دو سہ حرف پریشان سرمایہ نیاز گردید۔ اکنون ترصد آن دارم کہ مانند آفتاب آئین مہر و الطاف در دوری و نزدیکی یکسان دارند و روشن داشتن شبستان تحریر بصبح بہار ذرہ پروری شمارند۔

تقریظ مخمس نعتیہ حضرت امیر مینائی مرحوم

---

[1] گلزار پور قدیم نام کاکوری کا ہے۔

رُباعی

جزا احمدؐ بے میم نہ غیبے نہ شہودے
جزا احمدؐ با میم نہ بودے نہ نمودے

از قطرہ چکیدن خوش وا ز دانہ دمیدن
سرباد و سجودی و دہن باد و درودے

اما بعد صدف گوش از گہر لبریز۔ و دامان نگہ از چمن مالا مال۔ کہ سواد گیسوے عبارت را در پردۂ ابر سیہ مست جوشیدن ست۔ وصفاے عارض معنی را آئینۂ صبح بہار گردیدن۔ لآلی الفاظ آبدار را طلسم محیط در گرہ بستن ست۔ و از ہار مضامین پُر بہار را رونق بازار ارم شکستن۔ شاہد بندش نازک را مالاے مروارید صفا در گلو وحسن ترکیب شگفتہ را زیور گل رنگ و بو۔ نقاش صورت این آئینہ زار تجلیات اعجاز نماے ید بیضاے منشی امیر احمد ابن مولوی کرم محمد مینائی ست کہ چرخ مینا کار در خمکدۂ فکر بلندش شیشۂ خرد بر طاق نسیان میگذارد۔ و فلک نیلگون در چمنستان طبیعت عالیش حکم سبزۂ بیگانہ دارد۔ خیالش را در شیشہ خانہ نازک ادائی نیرنگ بال پریست۔ وخامہ اش را در بزم افسون طرازی خرام جادوگری سرپنجۂ زور دستش در شکار کبک دری شاہباز و تیغ ہندی زبانش در معرکۂ اردو ہنگامہ طراز۔ مشکل پسندی وقت تلاش دلبر سخن را تہمت دہن۔ ومعما شگافی بہار تصور غنچۂ معنی را منشور شگفتن۔ ترجیع بند انفاسش از تواتر ورود مضامین مسلسل۔ ومصرع لبش از جوش نشۂ معانی پیمانہ مستزاد در بغل۔ غزال غزل برجستہ را سواد تحریرش ختن۔ وعقیق آبدار قطعہ را رنگینی تقریرش یمن۔ بفیض خلعت تضمینش حروف ناسنجیدہ فقیر محسن قامت موزونی آراست۔ وسبزۂ خوابیدۂ نشست الفاظ بنازک ادائی ہا برخاست۔ اکنون گرمی آن شرارا فسردۂ کانون خیال از بنیاد آتشکدۂ بخاک آمیختن ست و روانی آن قطرۂ عرق انفعال از آبروے بحر در غبار ساحل ریختن۔ الغرض نشۂ صہباے کمالش را در میکدۂ ناقص پسندی

جوش بدر در ہلال ست و مہرش را در فضاے ذرہ نوازی تاثیر آفتاب در جبال

رُباعی

اشعار مرا مخمسے گردانید — جوش اثر آنکہ سخندانش دید
گویا ہر ریشۂ زمین سخنم — برخود بالید و سنبلستان گردید

سنجیدہ نظمی کہ خامۂ معنی تشبیہ اگر از نمکین آب گوہر شکل مستقبلش کشد نیم رُخ آید۔ و کلک بہزاد تمثیل اگر از رنگینی گل نقشے بردارد بہارش خزان گردد۔ بلندی مصرعہایش جبین سخن را ابر دست۔ و صفای ترکیبش عارض نظم را آبرو صبیح رخسار لفظ از بندش نمکین در شکر خند۔ و طرۂ کاکل مضمون از گرہ بندی تضمین مرغولہ بند درستی سلسلہ شوخی از شکست گیسوی عبارت چُست۔ و شکستن کلہ گوشۂ عبارت بہ بہانۂ شوخی درست۔ نظر باز معنی را از صورت الفاظ محبوبی در بر۔ و صورت الفاظ را از صفای معنی آئینہ در نظر۔ پنجۂ خورشید بزوال حسن انگشت نماست صبح مثالش صادق بناید۔ و خمسۂ متحیرہ بسکتۂ حیرت منسوب در پلۂ وزنش سنجیدن نشاید۔ طبیعت مشکل پسند کہ بتصور نظم پروین سر بہ آسمان میکشید گرہ بر جبین ست۔ و فکر نازک بند کہ بخیال پنجۂ نگارخان ناخنی بدل میزد پشت دست بر زمین بساز مقدس نغمات ہند باہنگ حجاز در طرب ست۔ و رنگینی اُردوے معلے جلوہ فردش شہنشاہ عرب۔ و ودائع گہرہاے قبول از خزینۂ رحمت نثار پرداز۔ و روائح گلہاے درود از چمنستان مکرمت در اہتزاز۔ رُباعی

این نظم اعجاز اصطفای سخن ست — پیغمبر اوج کبریاے سخن ست
حقا کہ در مدینۂ علم امیر — مداح پیمبر و خداے سخن ست

بسم اللہ طبع موزونش چون دیباچۂ نسخۂ ابجد تاریخ گردید مخمس نعتیہ را فاتحہ طراز و درودؔ ماثور را

ؔ مخمس نعتیہ کے آخر مین جو درود لکھا ہے اُسکی طرف اشارہ ہے۔

خاتمہ پرداز گردانید۔ ہمانا تاریخ اولین از مفتاح الف خامۂ جادو طرازش قفل حیرت کشود و مادہ دوم از صاد صل علی کہ بچشم قبول استاد ازل طغراے عنوانش کرد جلوہ نمود۔ یارب در دامان قاف قیامت کہ جزا را شرط عمل کنند بنفی افعال ماضی ماہر نقطہ این نامہ مرکز کاف کرامت۔ و دندانۂ شین شفاعت ممدوح تشدید نون تاکید مستقبل مغفرت باد۔

کلام کے خصوصیات

چونکہ نعتیہ کلام سے شہرت و عزت یا شاعرانہ وقعت و دنیاوی صلے کی خواہش نہین تھی اسلیے اُنکی نظم سے خلوص عقیدت کا رنگ ٹپکتا ہے۔ گل و بلبل کے پیش پا افتادہ مضامین سے ذہانت اُنکو دور رکھتی تھی وہ مضمون نکالتے تھے قرآن پاک اور حدیث شریف سے اور اُسکو مذاق شاعرانہ مین اس خوش اسلوبی سے کھپاتے تھے کہ سامعین ادب سے سُنتے اور درود کے نعرے بلند کرتے ہین۔ اُنکے قادر الکلام ہونے کا بین ثبوت اور قوی دلیل یہ ہے کہ بیان حکایت مین شاعرانہ شوخی حدود تہذیب و متانت سے ایک قدم آگے نہین بڑھتی ہی اور مبالغے کے استعارات صلاحیت کا جوہر اپنے ساتھ لیے رہتے ہین۔ جہان کوئی امر مناسب موقع ہے اور حدیث شریف مین اُسکی تصریح نہین ہے تو اُسکو اس انداز سے لکھتے ہین کہ پڑھنے والے کو صاف تمیز ہو جاتی ہے کہ اسقدر مضمون جز و حدیث نہین ہی بلکہ کلام بزبان حال ہے۔ اُنکی سدا بہار طبیعت حسرت و یاس کے مضامین سے الگ رہتی ہے شگفتگی طبع اور زندہ دلی کی برقی روشنی ہر بیان مین اپنی چمک دکھاتی ہے۔ مضامین کی بلند پروازی الفاظ کا شان و شکوہ بندش کی چستی اُنکا خاصہ طبیعت ہی اور اُسی کا یہ نتیجہ ہی کہ مثنوی صبح تجلی و چراغ کعبہ مین بھی قصائد کا لطف پایا جاتا ہے۔ تشبیب و گریز لکھنا اُنکا حصہ تھا۔ خاتمہ و مناجات مین وہ طرز خاص کے موجد تھے۔ اسمین شبہ نہین ہی کہ

بوجہ دقت مضامین وبلندی خیالات وتلمیحات قصہ طلب کے اُنکا کلام کم استعداد حضرات کی سمجھ سے باہر ہے لیکن بندش الفاظ کا اثر سمجھو یا قبولیت عام کا نتیجہ کہ سخن فہم ونافہم دونون لطف حاصل کرتے ہین اور داد دیتے ہین۔

قبولیت

مین چند واقعات لکھتا ہون جنسے معلوم ہوگا کہ قبولیت اُنکے کلام مین خداداد ہے۔

(۱) منشی احمد علی شیون مرحوم شاگرد مرزا حاتم علی مہر نے ایک متبرک خواب[۱] مین یہ شعر سُنا تھا۔

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
ہند سے کھکے یہ لایا ہی قصیدہ محسن

---

[۱] شیون مرحوم نے اس خواب کو نظم کیا ہے اور اُسکا نام تاریخی خواب مسرت رکھا ہے۔

خواب مسرت

مسند بزم سخن ہے تجھے زیبا محسن
شرق سے غرب تلک ہے ترا شہرا محسن
اور رتبہ ہو فزون اسکے سوا کیا محسن
عالم ومدح سرائے شہ والا محسن

عندلیب چمن یثرب وبطحا محسن

ہو مبارک تجھے اے عاشق شیدائے رسول
نعت مین نظم کیا خوب کلام مقبول
تجھپہ نازل رہے اللہ کرے شان قبول
تجھسے ہو دولت دارین شرفیاب حصول

رتبہ ہو اور زیادہ سے زیادہ محسن

ہی عجب واقعہ بیداری طالع کی قسم
تھی شب جمعہ وبست ویک ماہ ماتم
کنج تنہائی تھی اور مجھ سا گرفتار الم
یاد آنے لگے سب رہرو اقلیم عدم

اُنمین مخدوم تھا اپنا کوئی اپنا محسن

کیا ہوئے ہائے وہ یاران عزیز ورفقا
ایکدم مثل تن وروح نہوتے تھے جُدا
ڈھونڈھو ملتا نہین اب اُنکا نشان کف پا
کیون گریبان نہ کرون چاک بصد آہ وبکا

(۲) عبداللہ شاہ ایک کامل درویش آگرہ مین حضرت والد مرحوم کے پاس کبھی کبھی تشریف لاتے تھے۔ ایک روز شاہ صاحب تشریف لائے اور فرمایا جو نذر کی ہے وفا کرو دریافت کیا نذر کیسی۔ فرمایا جو تمنے لکھنا شروع کیا ہے اُسکو ختم کرو دربار آنحضرت صلعم مین انتظار ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت والد مرحوم نے قصیدہ ابیات نعت لکھنا شروع کیا تھا۔

بقیہ خواب مسرت

مُنہ کو کس طرحسے آئے نہ کلیجا محسن

رنج تھا عالم پیری کی گنہگاری کا　　شب دیجور جوانی کی سیہ کاری کا
گزرا غفلت مین زمانہ مری ہشیاری کا　　حاشیہ اُسپہ ہی بے برگی و ناداری کا

کہ مرے ہاتھ مین ہی دین نہ دُنیا محسن

کسنے باکاری مین دیکھا اثر بیکاری　　کسکے اوپر ہی یہ آفت یہ مصیبت طاری
کسکے دن رات رہا کرتے ہین آنسو جاری　　زندگی کسکو ہوئی میری طرحسے بھاری

کون بیمار شب و روز ہے مجھ سا محسن

الغرض رات تھی وہ روز قیامت سے دراز　　کہ نہ انجام تھا معلوم نہ اُسکا آغاز
بستر غم پہ پڑا تھا مین بصد سوز و گداز　　آتی ہر سمت سے نیرنگ جہان کی آواز

تھا کہین جشن کہین نوحہ تھا غم کا محسن

رہنمون بخت ہوا بر سر یاری اقبال　　آیا اُسدم مجھے میلاد محمد کا خیال
رنج و غم بھول گیا مجھپہ جو کچھ تھے فی الحال　　فرحت از بس تو بشاشت تھی مرے دلکو کمال

شکل گل جامے مین پھولا نہ سمایا محسن

رنج و غم ہو گئے اِس دھیان مین فوراً مفقود　　ورد تھی حمد و ثنا دل سے زبان پر تھا درود
ناگہان ہونے لگا خواب کا آنکھو نمین ورود　　نیند آتے ہی نظر آگئی شان معبود

(۳) ایک خط مولوی عبدالحق صاحب کانپوری نے والد مرحوم کے نام بھیجا تھا اُسکو مین بلفظہ نقل کرتا ہون۔

بقیہ خواب مسرت۔

بخت بیدار نے وہ خواب دکھایا محسن

یعنی مجکو نظر آیا وہ تحیر کا مقام — تھے جہان شان خدا جلسہ کے حضار تمام
فہم و ادراک نہ سمجھے کہ جو باہم تھے کلام — شکل کا کسکی نشان دیجیے کیا لیجیے نام

خیرہ ہوتی تھی نظر نور تھا ایسا محسن

کیا جگہہ تھی وہ جہان لیگئی مجکو تقدیر — نہ کھنچے مانی و بہزاد سے جسکی تصویر
دشت وہ گلشن فردوس نہین جسکی نظیر — نور وہ وادی ایمن مین نہ تھی جو تنویر

دیکھین حیرت سے جیسے حضرت موسی محسن

ہوا مجکو یہ تصور کہ ہے دربار نبی — منزل جلوہ گہ نور رسول عربی
آفتاب فلک رفعت عالی نسبی — وہ قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی

دل بھرا تھا جو مرا خواب مین رویا محسن

پھر یہ کی عرض کہ اے ختم رسل ہادی دین — شافع روز جزا بادشہ عرش نشین
کوئی اب تیرے سوا میرا دو عالم مین نہین — نہ سہارا ہے کسی کا نہ ٹھکانا ہی کہین

نہ ملا ہے نہ ملے گا مجھے ایسا محسن

اے شہ کون و مکان صاحب معراج مدد — اے شہ عرش نشین عرش کے سرتاج مدد
کر دے فردا ے قیامت کیطرح آج مدد — تجھسے کہتے ہین بمنت ترے محتاج مدد

مجھسا ہے بندۂ احسان نہ تجھسا محسن

بالیقین تھی وہ جگہہ رونق نور ازل — جسکے میدان کے تھے گرد ابد اور ازل
آئی آواز مین جسوقت گرا سر کے بل — سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل

"مین آپ کو ایک خوشخبری سُناتا ہون کہ جب مین مدینہ طیبہ مین دراقدس پر حاضر تھا اُس زمانے مین میرے دوست مولوی محمد مظفر الدین صاحب حیدرآبادی نے اپنا خواب بیان کیا جسکو مین آپ کی خدمت مین عرض کرتا ہون - ایک شب مجلس بابرکت حضرت سرور کائنات صلعم مین باریابی ہوئی تو دیکھا شہیدے اپنا قصیدہ سُنارہے ہین اُسپر جناب سرور کائنات صلعم نے ارشاد فرمایا کہ محسن کا سراپا سُناؤ وہ بہت اچھا ہے اور ہمارے یہان مقبول ہے"

عبدالحق ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۰۹ھ

بقیہ خواب مسرت -

نعت مین کہکے یہ لایا ہی قصیدہ محسن

شعر یہ سُنتے ہی فی الفور ہوا دلکو یقین　　ہو گئی غیب سے تصدیق جو تھا ذہن نشین
یہ جگہ وہ ہی جو ہی رشک دہ خلد برین　　آستان بوسی کو آتے تھے جہان روح امین

وحی و قرآن جسے اللہ نے بھیجا محسن

الغرض آنکھ کھلی صوت اختر اُسدم　　مثل آئینہ کے مین رہگیا ششدر اُسدم
بخت یاور تھا مرا مثل سکندر اُسدم　　ہو گیا مصرع ثانی بھی جو ازبر اُسدم

ملہم غیب نے کیا مژدہ سُنایا محسن

مین بھی اب تمکو سُناتا ہون یہ مژدہ محسن　　ہے قصیدا یہ قبول شہ والا محسن
ہند سے چلیے سوئے یثرب و بطحا محسن　　رنج دیتی ہی بہت گردش دُنیا محسن

اُٹھ نہین سکتا ہو دزات کا صدما محسن

یہ جو شیون یہ ہوا غیب سے احسان سخن　　اک وہی شعر تھا بس سلسلہ جنبان سخن
اُسکے حصہ مین نہین ہے نمک خوان سخن　　نہ میسر اُسے گلگشت گلستان سخن

یعنے ادنے سے ہو گیا مدحت اعلی محسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلدستۂ کلامِ رحمت

۱۲۵۹ھ

یہ قصیدہ نعتیہ ۱۶ سال کی عمر مین لکھا تھا پہلا قصیدہ ہی نظر ثانی سے محروم رہا مولوی محمد احسن مرحوم کی بیاض مین اِسکا پتہ چلا پُرانی بیاض ہے کہین کہین الفاظ پڑھے نہین گئے اِسواسطے چند اشعار چھوڑ دیے گئے

پھر بہار آئی کہ ہونے لگے صحرا گلشن — غنچہ ہے نامِ خدا نافۂ آہوے ختن

فیض تاثیر ہوا ہے کہ ہوا جاتا ہی — روکش باغِ خلیل ایکی سراپا گلخن

جملۂ انبتہُ اللہُ نباتاً حسناً — اِن دنون فصلِ بہاری مین ہی طغراے چمن

رشک شمشاد اُگا کرتے ہین نخلِ قامت — سرو گلزار زمین پر جو ہوا سایہ فگن

خط گلزار ہوا جسنے لکھا خطِ غبار — ہوگیا کاغذ مکتوب زمین گلشن

کیون نہ پروانہ کرے شورِ فغانِ بلبل — گُل ہوئی جاتی ہی اِس فصل مین شمعِ روشن

خرمی بخشی زمانے کو کیا دُور الم — واہ کیا بادِ بہاری نے سکھایا ہے چلن

عاشقون کو نہین معشوق کی خواہش باقی — یاد آتے نہین فرقت کے کبھی رنج و محن

دم افعی ہی سراسر اُنھین اب نکہتِ زلف — جب سے آئے ہین نظر سنبل و ریحانِ چمن

اب نہین رنج سے ہی سر بگریبان کوئی — سر جھکاتے نہین شاعر بھی پےِ فکرِ سخن

کسکی کاکل کے تصور مین پریشان ہو نہین — کون سے آئنہ رُخ پر ہو نہین حیران ہمہ تن

کسکی آنکھون کا ہون بیمار اطبا نے جو آج — میرے تلوؤن سے ملا دیدۂ آہوے ختن

آج کسکے لب و دندان کا تصور ہے مجھے — جس سے دامن ہے مرا لعل و گہر کا معدن

آج کس صاحبِ شوکت کی مین تکتا ہون راہ — کہ فرشتے ہین اُٹھائے مرے در کی چلمن

رنگ و بو کس گلِ رعنا کی پسند آئی ہے — نہ مجھے خواہشِ گلشن ہی نہ پروائے چمن

یاد کرتا ہون کفِ پائے مصفا کس کے — روندتا ہون جو مین پاؤن سے گلون کا خرمن

تنگ ہون سیر گلستان سے مین کسکے باعث — کونسا پردۂ اسرار مین ہے غنچہ دہن

یاد آتی ہے مجھے کسکی شمیمِ اخلاق — ہے دمِ سرد مرا رشکِ نسیمِ گلشن

مطلع

ہان مین مفتون ہون اُسی رشکِ چمن کا کہ چمن — جسکی صورت سے ہی صد خارِ ندامت در تن

اُسکو بیجا ہے گلستان کا مشبہ کہنا — کیسے کہیے کہ وہ ہے لالہ رُخ و نسرین تن

سرو کہنا قدِ موزون کو نہین راست کبھی — تنگیِ دل ہی جو کہیے کہ وہ ہی غنچہ دہن

اُسکی توصیف نزاکت کی گلستان مین کبھی — فال لینا نہین زیبا ہے با وراقِ سمن

اُسکے عارض کو مین گلزار سے نسبت کیا دون — کہ نہین عقل کے نزدیک کبھی مستحسن

کیا عجب اُس رُخِ زیبا کی جو توصیف لکھون — ہون گہرہائے نقط حضرتِ یوسف کا ثمن

ثانی اُسکا تو کہان عکس بھی پایا نہ کبھی — گرچہ آئینہ بنا چرخ پہ مہرِ روشن

ماہ نے آنکھ لڑائی تو اُٹھائے سو زخم — شمع نے سر جو اُٹھایا ہوئی اپنی دشمن

کاکل اِس آیۂ رحمت کی جو ہو مشک افشان — کیا عجب دل ہو مرا نافۂ آہوے ختن

کر لیا شیرِ خدا بندہ و فرمانبردار — دلِ وحشی کو کیا رام بلا حیلہ و فن

وصفِ ابرو مین کوئی بیت لکھون بسم اللہ — چلکے محرابِ عبادت مین جھکاؤن گردن

جائے حیرت ہی کہ خورشید مین ہی قوس قزح — دیکھیے چہرۂ زیبا مین اِس ابرو کی پھبن

زلف ہے لعبتِ چین چشم سیہ گوشہ نشین — ہو گران وصفِ نزاکت سے وہ پاکیزہ بدن

اُسکی توصیف مین اِک شمہ ہی قرآن شریف — کہ لکھا خامۂ قدرت نے بوجہِ احسن

شمس وصفِ رُخِ رنگین ہی وصفِ دندان | والضحیٰ وصفِ جبین نور ہی وصفِ گردن
یعنی وہ جسکی ہوئی ذات سراپا برکات | باعثِ خلقِ زمان موجبِ ایجادِ زمن
پیشوائے رُسُل و سیدِ نسلِ آدم | جلوۂ حضرتِ حق نور مجسم ہمہ تن
جسکی توصیف مین خود خامۂ نقاشِ ازل | لکھ چکا مطلعِ ایجاد بوجہ احسن
جسکی ہی شرعِ متین ناسخِ ادیان و مِلل | مثبتِ حق و یقین کاشفِ ہر شبہہ و ظن
نہین دن رات پلک مارتے جانبازِ زمین | مطلقاً منع کیا شرع نے جو ضرب زدن
تا بہ گردن جو کبھی شیر کا ناخن پہونچے | سمجھے تعویذ حفاظت کے لیے اُسکو ہرن
شیر آہو پہ نہ ڈالے نظرِ بد ہرگز | آہوے چشمِ بتان بلکہ ہو اب شیر افگن
اب زمانے مین نہین رسمِ عداوت باقی | بلکہ ظاہر ہین عجب اُنس و محبت کے چلن
عاشقون سے ہی موافق بخدا دورِ فلک | اب تو اضداد کو ہے شوق بہم پیوستن
دستِ گلچین اگر آزردہ کرے گُل کو کبھی | تو سزا ہو کہ بنے ہار ہی طوقِ گردن
سُرمگین چشم ہے معشوق کی اس معنی مین | شرع نے ڈالی ہے زنجیر بپاے رہزن
اب کسی ڈھب سے ذرا اُسکو مخاطب کریے | کہ نہین چین مجھے اے مری طبعِ روشن
اے محمدؐ ہے بلاشک وہ تری ذاتِ حسن | جسکی توصیف مین عالم کی زبان ہی الکن
یہ نئی بے ادبی مجھ سے نہوتی ہرگز | مجکو گستاخ نہ کرتا جو ترا عشق کہن
ہے گزارش یہی محسن کی بامیدِ قبول | ہو معاف اب نظرِ لطف سے بیساختہ پن
یاد مژگان مین تری خار لحد کرکے قبول | چادرِ گُل کو نہ منظور کرون بہر کفن
مجھ سیہ بخت کو ہو عشق لبِ رنگین کا | مہر سے لعل کو پیدا کرے کانِ آہن
نہ رہے چشمۂ کوثر کی تمنا مجکو | اسطرح کرلے تو اپنا مجھے مفتون دہن
یاد مین جلوۂ رخسار کے ہو حشر مرا | صبحِ محشر کو یہ سمجھون کہ وہ ہی صبحِ وطن

سراپائے رسولِ اکرم

حلیۂ اشرفِ نسلِ آدم ۱۲۶۶ھ صلے اللہ علیہ وسلم

للہ الحمد شبِ غم نے اُٹھایا بستر
مرحبا طالع بیدار مبارک ہو سحر

مژدہ اے دل کہ ہوا نورِ خدا پیشِ نظر
بارک اللہ طبیعت کا ہی رنگِ دیگر

گر نہو پاس ادب تو مجھے کچھ دعوا ہے
سجدے کرتے ہین ملائک مرا وہ رتبہ ہے

لامکان تک لیے جاتی ہی مجھے طبع رسا
لڑ گیا عرش کے پائے سے سخن کا پایا

ہو رہا ہے صفِ ارواح مین میرا چرچا
خیر مقدم کی چلی آتی ہے ہر سو سے صدا

بزم قدسی کا بلایا ہوا مہمان ہونمین
ملک آنکھونپہ بٹھاتے ہین وہ انسان ہونمین

آج کس دھوم سے خدامِ سخن آتے ہین
مسندین فکر کی محفل مین بچھا جاتے ہین

تنگیِ بزمِ جہان دیکھ کے گھبراتے ہین
گاؤتکیہ کرۂ ارض کا اُٹھواتے ہین

جشن کا روز ہے[۱] معنی کے شہ اقدس کا
اور اونچا کرو خیمہ فلکِ اطلس کا

ہم دکھاتے ہین طبیعت سے تماشے کتنے
عالمِ نور مین چھوڑ آئے ہین شوشے کتنے

حل کیے غنچۂ خورشید سے نکتے کتنے
عقد پروین سے لکھے ہمنے معمے کتنے

سادہ کاغذ ورقِ مہرِ درخشان ہی آج
دستِ پُرنور عطارد مین قلمدان ہے آج

یون خرامندہ بشوخی قلمِ رعنا ہے
موج ہی جس سے خجل غرقِ عرق دریا ہے

بال پرواز پری چٹکیون مین اُڑتا ہے
آہوے شوخ ہے کیا کبکِ خرامان کیا ہے

کوئی شاخ آہوؤنکی جلوہ گری مین تو نہین
کوئی سرخاب کا پر کبک دری مین تو نہین

رنگ گلزارِ معانی کا عجب عالم ہے
غنچے کو دیکھیے تو صبح کا بھرتا دم ہے

برگ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہے
سرو رعنا نہین آئینہ قدِ آدم ہے

۱؎ یعنی شاہ معنی کے جشن کا دن ہے۔

ہر شجر شمع تجلی ہے لگن تھالے ہین　　نامِ ظلمت نہین لالے کی یہان لالے ہین

سطرِ سُنبل گل تر حرف ہے غنچہ نقطا　　کاغذِ مشق ہے اِک سبز چمن کا تختا

طوطی بولا مرے خامے کا میانِ شعرا　　کیون نہو آج مین لکھتا ہون سراپا کِسکا

جسکو گلدستۂ باغ ابدیت کہیے　　خندۂ صبح بہار احدیت کہیے

گیسوِ حور قلم ہو کے بنے خامۂ مو　　کہ ہون آراستہ تصویر سخن کے گیسو

کہو رضوان سے کہ لادے مجھے شاخِ شبو　　کہ شبِ فکر مین ہو نکہتِ مشکین ہر سو

منشی دفترِ اعلیٰ کا کرم کافی ہے　　مشق کرنے کو مرے لوح و قلم کافی ہے

روشنائی کی یہ ترکیب ہے شمعِ بے دُود　　جسکی ترتیب کو جبریل امین ہین موجود

گوند ہو شجرۂ طوبیٰ کا بقدر مقصود　　پانی لین چشمۂ کوثر سے مگر پڑھکے درود

صورتِ دیدۂ موسیٰ ہو پر انوار کھرل ۱؎　　شمع سے طورِ معلےٰ کے اُڑائین کاجل

رنگِ شنجرف کا بھی اب کوئی سامان کیجے　　لالہ زار اپنے سخن کا چمنستان کیجے

خضر کو سالکِ آبِ زپے مرجان کیجے　　لعل کے واسطے تسخیر بدخشان کیجے

وقت ہے برہمی انجمن گردون کا　　کہ شفق پر بھی ارادہ ہو مرا شبخون کا

اور کاغذ کا تو ہمنے عجب انداز کیا　　پردۂ چشم کو قرطاس خدا ساز کیا

کھینچی تصویر اُسے جلوہ گہِ ناز کیا　　چوم لون ہاتھ مین اپنے عجب اعجاز کیا

شعلۂ طور کا کاغذ پہ کھنچا نقشا ہے ۲؎　　خاک انگارہ کفِ دستِ یدِ بیضا ہے

۱؎ نسخہ مطبوعۂ اول مین کھرل دیدۂ یعقوب کا تھا طبع ثانی کے وقت بجاے دیدۂ یعقوب کے دیدۂ موسیٰ لکھا گیا شمع طور کا کاجل اور دیدۂ موسیٰ کا کھرل نہایت مناسب ہے متبع سخن پر پوشیدہ نہین ہو کہ تشبیہ کا پلہ ہمیشہ اعلیٰ کیطرف جاتا ہو محبوب خدا سے اعلیٰ سوا خدا کے کوئی نہین ہو ایسے مقام کے استعارات بھی ذہن سے لینا چاہیے جہان تشبیہ عین تنزیہ ہو گُل کی نسبت بہار سے ہو نہ رہگذر کے خس و خاشاک سے شاہ کی مشابہت شاہنشاہ سے ہو نہ کسی گداے دریا فقیر روسیاہ سے۔

۲؎ یعنی خاک انگارہ ہو تلمیح ہو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے اُس واقعہ کی جب آپکے سامنے ایامِ طفلی مین فرعون نے اشرفیان اور آگ رکھدی اور حضرتِ موسیٰ نے انگارہ ہاتھ مین لے لیا جس سے ہاتھ جلگیا جو بعد کو یدِ بیضا ہوگیا۔

کیون نہ سو جان سے ہو گلزارِ بہارِ معنی   محورِ نگینیٔ تصویرِ سراپائے نبیؐ
یہ وہ صورت ہو کہ دیکھی نہ سُنی ایسی کبھی   تھی یہی شکلِ مقدس کہ ازل مین جو کھنچی
ناز سے خامۂ قدرت نے کہا واہ رے مین   بول اُٹھا عارضِ پُرنور کہ اللہ رے مین
کیسی تصویر کہ ہے صبحِ بہارِ امکان   کیسی تصویر کہ ہے آئینہ پرواز جہان
کیسی تصویر کہ ہو لوح و قلم نور افشان   کیسی تصویر کہ ہے کلکِ مصور نازان
کیسی تصویر کہ سب صلِّ علےٰ کہتے ہین   کیسی تصویر کہ سب جلّ وعلا کہتے ہین
کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاشِ ازل   خود لگا کہنے کہ ہر وصف مین ہو تو افضل
تیری صورت سے کھلے معنی ما قلّ و دل [1]   انبیا شرح مفصل ہین تو متن مجمل
تو ہو خورشید ترے سامنے انجم ہین نبیؐ [2]   تو ہے شمسیہ تصور مین تو سب ہین قطبی
تو ہو داؤدؑ نعم تو ہے سلیمانؑ خاتم   فکرِ یحییٰؑ ہے تو ذکرِ زکریاؑ ہر دم
خلّتِ خاصِ خلیلؑ و برکاتِ آدمؑ   شکرِ یعقوبؑی و صبرِ دلِ ایوبؑ بہم
حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری   اُنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
بولے جبریل کہ تجھپر ہوئی ختمِ تکمیل   آدمؑ و نوحؑ کے بخشے تجھے اوصافِ جمیل
خضرؑ و الیاسؑ کا رتبہ شرفِ اسمٰعیلؑ   اور سوا اِسکے بھی اے سروِ قدِ باغِ خلیل
حسنِ یوسفؑ دمِ عیسےٰؑ یدِ بیضا داری   اُنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
دین پکارا کہ مرے گھر مین اُجالا کردے   طالعِ خفتہ کو ہمچشمِ زلیخا کردے
مثلِ مُردے کے پڑا ہون مجھے زندا کردے   دستگیری مری فرما مجھے برپا کردے
حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسےٰؑ یدِ بیضا داری   انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
کنوئین جھانکا کرون کنعان کے تو سودا ہو مجھے   طور پر جاؤن تو ناحق کا بھٹکنا ہو مجھے

---

[1] ما قل و دل عبارت از کلام قلیل کہ دلالت کند بہ مراد و مدعاے بسیار۔
[2] شمسیہ درسی کتاب منطق کی ہو جسکی شرح قطبی مشہور ہو تصور و تصدیق اصطلاحات معقولیون کے ہین۔

خبط ہے گر سرِ اعجازِ مسیحا ہی مجھے — سچ تو یہ ہے کہ ترے گھر مین کمی کیا ہی مجھی

حسن یوسفؑ دمِ عیسےٰؑ یدِ بیضا داری — انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

واہ تصویر ہے بس حق کی قسم یہ تصویر — ہی دل وجان رُسل فخرِ اُمم یہ تصویر

بس کہ آئینۂ وحدت مین ہی ضم یہ تصویر — عالمِ نور ہے سر تا بقدم یہ تصویر

سایہ زیبا ہی نہ تھا آپکی قامت کے لیے — روشنائی تھی یہی مہر نبوت کے لیے

جسمِ محبوبِ خدا نور کا اِک پُتلا ہے — سایۂ حق وہ بشر منزلتِ طٰہٰ ہے

اُسکی قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہی — سچ ہے محبوب جو لاثانی ہی وہ یکتا ہے

لاکھ عاشق ہون مگر لطفِ دو محبوب نہین — ظل حق ہو تو ہو پر ظل نبیؐ خوب نہین

قد کے اوصاف لکھو یاد نہ بھولو بخدا — سجدۂ سہو نہین ایسی عبادت مین روا

آب آئینۂ باطن سے وضو کر کے ذرا — اِنّی وجہت کرو نیتِ صادق سے ادا

اُٹھ کھڑے ہو پئے تعظیم دمِ طاعت ہے — یہی تکبیر مین عشاق کی قد قامت ہے

عرش پر کرسی بچھائے ہے مرا ذہن رسا — اب یہان آمدِ مضمون ہی کہ وحیٌ یوحیٰ

اے فلکِ فکر باندازۂ ہمت ہی بجا — تو و طوبےٰ دمن و قامتِ محبوبِ خدا

قدِ بے سایہ مری چشمِ تمنا مین رہے — سایہ طوبیٰ کا ترے عالمِ بالا مین رہے

راستی جوہر آئینۂ ایمان ہے ولا — کہدے ایمان سے کہ وہ قد ہی الف ایمان کا

دیکھے دونون الف اُسکے تو کُھلا یہ نکتا — ایک احمدؐ کا الف ایک احد کا ٹھہرا

سرِ یمّان حدُوث و قدم اوّل کو عبور — [1] دوسرا وادیِ ایمن مین ہی شمعِ سرِ طور

سرِ اقدس ہے حبابِ لبِ دریاے قِدم — دُرۃ التاج ہے اِس بحر کا یہ قطرۂ نم

میم احمد کا ہے دامان احد سے منضم — یون حدوث اور قدم آکے ہوے ہین باہم

---

[1] یمان یعنی دو دریا اگر یمان پر الف زیادہ کیا جائے تو ایمان ہوتا ہے اور اگر لفظ ایمن پر بعد میم کے الف زیادہ کیا جائے تو ایمان ہوتا ہے۔

قطرہ بگریست کہ از بحر جدائیم ہمہ
بحر برقطرہ بخندید کہ ما ئیم ہمہ

لیے اُمت کے گناہ آپنے اپنے سر پر
بخشش حق ہو نہ ہمپر متوجہ کیون کر

دن گنے جاتے ہین کب روزِ شمار آئے نظر
زلفِ مشکین کو دکھا کر جو کہین پیغمبر

ہان چلو حشر کے بازار کا سواد دیکھو (۱)
نقد سرمایۂ اُمت کا سیاہا دیکھو

سایہ ہی فرقِ ہمایون پہ جنابِ حق کا
پر و بال افسرِ شہ پر نہین کھولے ہی ہما

عالمِ غیب کا سردار ہوا جلوہ نما
نہین سرکارِ یہ سُلطان حبش کی حاشا

کشور کاکل پُر پیچ و خمِ سرور ہے (۲)
نہ ختن ہی نہ خطا ہی نہ یہ عنبر سر ہے

خوشنویسِ ازلی کا ہی وہ پُرزور قلم
کہ ہر اک حرف ہی اُسکا سندِ مستحکم

اہلِ ایمان کے لیے موئے سرِ شاہِ امم
خطِ گلزار مین ہے سر خطِ گلزارِ ارم

کوچۂ خلد نظر آنے لگا دُنیا مین
خوب فردوسیہ لکھا ہی خطِ طغرا مین

رُخِ پُرنور کا ہو کاکلِ شبگون سے ظہور
دیکھلو دامنِ موسئے کے تلے شعلۂ طور

سنبلے مین ہے عیان جلوۂ ماہِ پُرنور
ابر رحمت مین ہی خورشید قیامت مستور

شبِ معراج مین ہے شمع تجلی روشن
لیلۃ القدر مین ہی نور الٰہی روشن

وصفِ پیشانی مین ہوتا ہی قلم سربزمین
لوحِ بسم اللہ ابرو جسے کہیے بیقین

مصحفِ گل ہے رخِ خاتمۂ نسخۂ دین
سورۂ فاتحۂ مصحفِ گل ہے وہ جبین

گلشنِ عالمِ تنزیہ رُخِ زیبا ہے (۳)
اُس گلستانِ مقدس کا یہ دیباچا ہے

ہین دو ابروئے سیہ زیبِ جبینِ انور
طاق یا خانۂ خورشید کے آتے ہین نظر

نقشہ ابرو کا دکھائے جو عطارد لکھکر
مہِ نو تیغ سے مریخ کے ہو دو پیکر

---

(۱) مناسبت زلف مشکین کی سیاہہ نقد سرمایہ اُمت سے خاص لطف رکھتی ہے۔

(۲) عنبر سر یہ لفظ اصل مین امرت سر ہے مگر طغرائے مشہدی کے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ فارسیون نے بلفظ عنبر سر استعمال کیا ہو۔ (۳) دیباچہ گلستانِ سعدی مشہور ہے۔

خواب مین بھی جو وہ زہرہ جبین پیش آئے ۱
مشتری طالع کنعان کی زحل ہو جائے

دیکھو ہمسم پہلوے پیشانیِ انور ابرو
ہین اسی آئینۂ صاف کے جوہر ابرو

آبروئے دمِ خنجر ہین مقرر ابرو
موج دریاے شجاعت ہین سراسر ابرو

مہِ کامل مین مہِ نو کی یہ تصویرین ہین
یا کھنچی معرکۂ بدر مین شمشیرین ہین

ایک رگ مخفی ہی ما بین دو ابروئے سیاہ
کہ نظر آتی ہی وقتِ غضبِ شاہنشاہ

طرفہ تشبیہ پہ پہونچی ہے سخندان کی نگاہ
الف اسم چھپائے ہوے ہی بسم اللہ

لفظ و معنی مین عجب ابروؤن کے طاق ہوے ۲
الف طاق چھپایا تو عدو طاق ہوے

رگ جو کانٹا ہے تو شاہین ترازو ابرو
مردمک سنگ ہے اور پلہ ہے چشمِ دلجو

آنکھ پڑجائے اگر جانبِ اُمت ہر سو
صاف رکھی رہے میزان قیامت یکسو

آپ پلہ پہ ہمارے ہون تو کیا کھٹکا ہی
مردمِ چشم کہین ہمنے اِسے تولا ہے

طرفہ مضمون ہے مجھے پیش نظر ہوا گاہ
منظرِ چشمِ نبی پر بھی ذرا کیجے نگاہ

ایسی نرگس کہین دیکھی ہی نہ بادامِ سیاہ
چشم بد دور عجب آنکھ ہی ماشا اللہ

لاکھ اگر اچھی سے اچھی کوئی تشبیہ کہے ۳
چشمکین مارے سخنگو نظرٌ فیہ کہے

اِک نیا نسخہ نکالون دلِ پُرجوہر سے
صفحۂ پرسیم کے لکھین جسے آبِ زر سے

پلکین اکسیر کی بوٹی ہین سُنا اکثر سے ۴
بوتۂ چشم پہ ہے آنچ رُخِ انور سے

صدقے اے طالع بیدار ترے سونے کے
ڈھیلے آنکھونکے نہین ڈھیلے ہین یہ سونے کے

---

۱ اشارہ ہی حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا اللہ اللہ کیا ادب ہی منشا یہ ہو کہ اگر خواب مین زیارتِ جمالِ مبارک حضرت یوسف علیہ السلام کو ہو تو وہ حیران و پریشان ہو جائین اہل نجوم کی اصطلاح مین طالع مشتری سعد اور طالع زحل منحوس ہے

۲ طاق کے عدد ایکسو دس ہین ایک کم ہونے سے ایکسو نو رہے۔

۳ فیہ نظر یا نظر فیہ اُس جگہ استعمال کرتے ہین جو محل اعتراض ہوتی ہے۔

۴ بوتہ بواو مجہول نام ظرف کو جسکے کہ از گل سازند دران طلا و نقرہ گدازند۔

گوشِ پُر نور تہِ زلفِ شب آسا مستور — کہین دھوکے سے بھی دیکھے تو سحر ہو کافور
رنگ کا اُسکے صبا سُنکے چمن مین مذکور — کہے گُل سے کہ ہُوا ہو نہ ٹھہر میرے حضور
گوہرِ وصف سے گر دامنِ دریا پُر ہو — یون صدف سحر کہے موتی کہ بس چل دُر ہو

گوش و سر قطب و فلک گرچہ یہ تشبیہ ہی تیز — چشم کا ہے یہ اشارہ کہ کرو اِس سے گریز
ہے زمین کعبۂ ابرو کی بڑی مردم خیز — رُخ کے میدان مین ہر اک ذرہ ہی شمسِ تبریز
گوش و بینی کو یہی دیکھ کے سب کہتے ہین ۱؎ — قطب اور صاحبِ انفاس یہان رہتے ہین

بینیِ اقدسِ شاہنشہِ عالی منظر — آبِ آئینۂ رخسار کی موجِ انور
خوبروئی کا بلندی پہ ہمایون اختر — یوسفِ حسن کی معراج ہے یا پیش نظر
صفحۂ خدِ مبارک پہ الف بینی ہے ۲؎ — دیکھنا عارض انور کا خدا بینی ہے

صورتِ چشمۂ کوثر ہے لبِ جان پرور — نخل بادام وہ بینی ہے لبِ کوثر پر
شاخ اُس نخل کی ابروئے جنابِ اطہر — اور اُس شاخ مین عینین مبارک ہین ثمر
دلِ عارف اُسی کے سایے مین دم لیتا ہی — نورِ ایمان اسی سائے کے قدم لیتا ہی

چشمۂ مہر سے اِس بحر مین آب و نق ہی — صفحۂ ماہ تک انگشتِ قلم سے شق ہی
وصف رخسار ادا کرنے کا مجھپر حق ہی — رنگ رخسارِ سحر سامنے جسکے فق ہے
مطلعِ صبح بیاضی ہی کہ نورانی ہے ۳؎ — حسن مطلع یہ مگر فرد ہے لاثانی ہے

روبرو آئے جو آئینہ تو اک سکتا ہو — شمع کے بھی دھوین اُڑجائین جو کچھ دعوا ہو
شامت آجائے جو خورشید کو یہ سودا ہو — صبح ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو
حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل آئین — چرخ پر سورۂ یوسف کو ملک لیجائین

۱؎ ناک سے دم جاری رہتا ہے اُسی رعایت سے لفظ صاحب انفاس استعمال کیا گیا ہے
۲؎ لفظ خد کے بعد اگر الف اضافہ کیا جائے تو خدا ہوتا ہے۔
۳؎ مطلع کے بعد کے شعر کو اصطلاح شعرا مین حسن مطلع کہتے ہین۔ رعایت لفظ حسن کی ہے۔

روبرو جلوۂ خورشید کے سایا کیا ہی — سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہی
عاقلو غور سے دیکھو کہ یہ نکتا کیا ہی — اُمّی ہونے مین بھلا آپکے شبہا کیا ہی
کوئی تدبیر توپڑھنے کی بجا ہی نرہی — نور رخسار سے حرفونمین سیاہی نرہی
لب جانبخش کی تشبیہ دم عیسےٰ سی — دی نہ دم دیتے رہے گرچہ مسیحا بھی مجھے
آب حیوان نہ کہا خضر نے گو چھینٹے دیے — اب فقط رہ گئے خورشید کے جھوٹے شوشے
کہون یاقوت تووہ بات یہان پائین نہین — لعل سمجھون اُسے آنکھین مری پتھرائین نہین
فکر وصف درِ دندان مین کٹا سارا دن — رات بھر تارے ہی گنتے رہے بیٹھے محسن
جسکی تشبیہ نہو اُسکی صفت کیا ممکن — لہ یون تو ثابت ہی کہ سیارے ہین روشن لیکن
غور سے دیکھیے تو شیشے کے یہ چھالے ہین — یالب ساغرِ افلاک کے بتخالے ہین
قطرہ جب سائل تشبیہ ہوا روکر — آیا دامن مین لیے گرد یتیمی گوہر
پانی پانی ہین ہوا جوش مروّت سے مگر — معنیِ تازہ طبیعت سے کھلے یون دل پر
کہ درین قطرۂ سائل نمِ لاتنہر نیست — ٹہ درِ پئے درِّ یتیم آیۂ لاتقہر نیست
اِک تبسم ہی کلیدِ درِ جنت ہی یہان — ہوے غفّار کے دندانہ تشدید عیان
نامۂ بخشش اُمت ہی جو حضرت کی زبان — لفظ اللہ سرنامہ ہے سلکِ دندان
نامہ ملفوف لبونمین ہے بطرزِ دلخواہ — ہی لفافے پہ خطِ پشت لب انشاء اللہ
اے سخندان کیے اسرارِ دہن کسنے بیان — ملگیا خاک مین جو چشمۂ آب حیوان
پہونچے ہین حقۂ گوہر کے جگر تک دندان — درج یاقوت مین ہو آتش حسرتکا دھوان
رنگ غنچے کا اُڑا گل کی تعلی چھوٹی — منہ پہ پستے کے ہوائی پہ ہوائی چھوٹی

لہ جو ستارہ متحرک رہتا ہو اور اپنی جگہ تبدیل کرتا ہو اُسکو سیارہ کہتے ہین اور جو ستارہ ایک ہی جگہ قائم رہتا ہو اُسکو ثابت کہتے ہین

ٹہ اشارہ ہو آیت قرآن پاک کا اما الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر مناسبت قطرہ باسائل لطفے دارد۔ درِ یتیم مروارید بزرگ وآبدار کہ در صدف ہمین یکدانہ تنہا پیدا شدہ باشد۔ سائل خواہندہ وروان شوندہ۔

کوئی کہتا ہے کہ اُسکو شکرستان کہیے — کوئی کہتا ہے ملاحت کا نمکدان کہیے
خضر بولے کہ اُسے چشمۂ حیوان کہیے — اور سلیمانؑ نے کہا خاتمِ یزدان کہیے
ہر جگہ مشتہر اُسکا لقبِ تازہ کیا — حق تعالےٰ نے اُسے صاحبِ آوازہ کیا

غنچے نے پیش کیے گرچہ ہزارون مضمون — "گفتگو یاسمین ہے" بولی مری طبعِ موزون
مین شگافِ قلمِ صنع اُسے کیون نہ کہون — جس سے ظاہر ہوا سرِ خفیِ کن فیکون
شعرا نے اُسے کیا جانیے کیا کیا سمجھا — اسمِ اعظم کا مگر ہمنے معما سمجھا

ریشِ مرسل کو نبوت کا رسالا کہیے — کششِ خطِ شکستِ دلِ اعدا کہیے
سرِ فرمانِ خدا کا خطِ طغرا کہیے — کلکِ تقدیر کا یا خطِ شفیعا کہیے
اُسکی رو داری سے اللہ نے بخشا ہمکو — ہے شفاعت کی سند خطِ شفیعا ہمکو

رُخِ پُرنور ہے قرآن کا پہلا نسخا — ہاتھ سے اپنے جسے خاص مصنف نے لکھا
مشکل از بسکہ تھا مضمونِ دہن کا نکتا — اِسلیے حاشیہ لکھا ہی خطِ رنگین کا
رُخ جو ایمان ہو تو اک جزو ہی یہ ایمان کا [۱] — ہو نیا حاشیہ یہ منہیہ ہے قرآن کا

نگہ پاک الف صاد ہے چشمِ زیبا — لام گیسو ہین سرِ مو نہین کچھ فرق اصلا
چہرے پر ہے خطِ گلزار سے یعنی لکھا — کہ وہ ہے اصل پئے خلقتِ دین و دُنیا
جمع خاطر ہو تو یکجا یہ مضامین کیجے — دیکھین تضمینین بہت اِک نئی تضمین کیجے

پردۂ کعبہ ہے گیسوے حبیبِ یزدان — اور محرابِ حرم کا ہے اُس ابرو پہ گمان
اُس مین پاکیزہ مُصلا ہے نگہ کا دامان — مردمِ چشم ہے بیٹھا ہوا اک ناظرہ خوان
زیرِ رخسار مبارک وہ خطِ ریش لطیف [۲] — رحل ہی جسپہ کھُلا رکھا ہی قرآن شریف
لَو لگائے ہے یہی روشنیِ طبع دلا — شمع کافوری گردن کا دکھائے جلوا

---

[۱] منہیہ اُس حاشیہ کو کہتے ہین جو خود مصنف نے لکھا ہو۔

[۲] یہ شعر مولوی ارم احمد مینائی کا ہے بند سابق مین اسی تضمین کا اشارہ ہے۔

نہین پروانگی پاتی ہے مگر فکرِ رسا ۔۔۔ پر یہان جلتے ہین جبریل کے اندیشہ کجا
سرفرازی اسی گردن کو بہت زیبا ہو ۔۔۔ ۱؎ آتشِ حسنِ گلوسوز کا یہ شعلہ ہو
بارک اللہ وہ گردن ہے کہ فوارۂ نور ۔۔۔ جس سے ڈوبی عرقِ شرم مین ہو شمعِ طور
کسی محفل کی صراحی کا یہان کیا مذکور ۔۔۔ بزمِ تنزیہ کی کیسے اُسے سرجوشِ سرور
جسکی کیفیت اگر دیدۂ باطن مین نہ آئے ۔۔۔ خلد مین شربتِ دیدارِ حق اُچھو ہو جائے
بال گردن پہ جُھک آئے تو ہوا یہ روشن ۔۔۔ کہ شبِ فکر مین افروختہ ہے شمعِ سخن
ہے تجھے کسلیے اے خامۂ ایجاد اُلجھن ۔۔۔ انتخابی ہین سب اشعار بیاضِ گردن
ہر شب و روز چہ آشفتہ بسر می بُردی ۔۔۔ تاکہ مُسوّدہ گیسو بہ بیاض آوردی
صفتِ مُہرِ نبوت کا بیان ہو کیونکر ۔۔۔ خامشی مُہرِ دہن اور سخن ہے ششدر
مُہر کی پشت کے فقرونسے یہ حق نے لکھکر ۔۔۔ کہ ہوا نامۂ پیغامبری ختم اسپر
ہوے پھر بھی جو سیہ دل متبنی گمراہ ۔۔۔ ۲؎ ختم اللہ علیٰ قلبھم اِنّا لِلّٰہ
مُہرِ انور کے جو معلوم ہوے حرف تمام ۔۔۔ کلمہ اُس سے نمایان تھا نہین اِسمین کلام
راست ہو دعوےِ مقبولیِ دینِ اسلام ۔۔۔ ایک ہی مُہرِ شہادت مین لکھے ہین دو نام
نئے انداز کی یہ مُہر ہوئی عالم گیر ۔۔۔ ایک سکّے مین کھدا نام شہنشاہ و وزیر
دستِ رنگین کی صفت بارِ خدایا کیا ہو ۔۔۔ شاخین نکلین جو کہون شاخِ گلِ رعنا ہو
طوطیِ ناطقہ اِس باغ مین چُپ رہتا ہو ۔۔۔ بلبلِ طبع کو غنچہ کی طرح سکتا ہو
ہاتھ باندھے ہوے جبریل کھڑے رہتے ہین ۔۔۔ دستِ گلچین کو یہان دستۂ گل کہتے ہین
ہاتھ کھینچے ہوے ہر رنگ ہے مانی کا فق ۔۔۔ ۳؎ قلم انگشتِ ششم ہے کفِ افسوس ورق

۱؎ حسنِ گلوسوز بہت صاف رنگ کو کہتے ہین مناسبت شعلہ با حسن گلوسوز بلحاظ لفظ سوز ظاہر۔

۲؎ اشارہ ہو آیت ختم اللہ علےٰ قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوہ کیطرف انا للّٰہ کلمہ تاسف۔

۳؎ چھٹی اُنگلی بیکار ہوتی ہے۔

کلکِ مداح نے جب صفحے کو بخشی رونق — سینۂ کلکِ عطارد ہوا حسرت سے شق
رنگ و بو ظاہر و باطن کی سب اکجا ہوکر — میرے ہاتھون پہ تصدق ہوئی گجرا ہوکر
بند دست آپ کا ہے یا کوئی خمسے کا بند — طبع اُستادِ ازل بھی ہے عجب نازک بند
اُنگلی ہر ایک ہے وہ مصرع موزون و بلند — اُنگلی رکھ سکتے نہین جسپہ کہین دانشمند
مجکو فخرِ صفتِ پنجۂ اقدس بس ہے — اِس مسدس کے شرف کو یہ مخمس بس ہے

گو کفِ دست منور کو مین کہتا ہون ماہ — غور کیجے تو یہ تشبیہ نہین خاطر خواہ
مہر انور ہے ہتھیلی مہِ نو ناخن شاہ — دونون جسوقت مقابل ہوے اللہ اللہ
ہمنے یہ معجزۂ عقدِ انامل دیکھا — اک گھڑی مین مہِ نو کو مہِ کامل دیکھا

کون لکھے صفتِ سینۂ صافِ سرور — دست بر سینہ ہین حسرت سے یہان جن و بشر
اور کہتے ہین فرشتے بھی حیران ہوکر — لوح محفوظ ہے یا عرش خدا پیش نظر
صدرِ ایوان رسالت کا عجب سینہ ہے — صورتِ علم لدُنّی کا یہ آئینہ ہے

صاف و بے مو ہے نبیؐ کا برِ سیمین شفاف — جیسے نقطو نسے حروف الکِ صدر کہین صاف
ہان مگر سینہ سے ہے اک خطِ مشکین تا ناف — جسکو کہتا ہے سخنور کشش مرکز کاف
صدرِ پُرنور کے شق ہونے کی تمثال ہے یہ — عقل کہتی ہے وہ آئینہ ہے اور بال ہے یہ
مخزنِ گوہرِ اسرارِ شبِ اسریٰ ہے — شرح صدرِ شہِ عالی کا یہ اک نکتا ہے
جو کہ لبریز لطافت ہے یہ وہ چشمہ ہے [1] — جسمین امواج لطائف ہین یہ وہ دریا ہے

خط نہین سینے مین شاہنشہ بحر و بر کے — عنبرین موج ہے یہ بحر مین گویا بر کے
گرچہ پرواز مین اندیشہ ہے بالِ جبریل — اور احیائے مضامین مین ہے فکر اسرافیل
نہ ملی پر کوئی نازک سی کمر کی تمثیل — ہوگیا ہمعدد لفظِ عدم لفظ عدیل
قاف تک ہمنے بہت کافِ کمر ڈھونڈھا ہے — کمرین دیکھی ہین پر ایسی کمر عنقا ہے

[1] سینہ کے لطائف اصطلاح صوفیہ ہے۔

ہیچ اسجا ہے کسی تیغ و کمر کا مذکور
اُسکے اوصاف ہین مشہور میان جمہور

تا کمر غرقِ عرق ہو گئے سب اہل غرور
سامنے اُسکے کوئی باندھے کمر کیا مقدور

سُنکے اوصاف شجاعان عرب گھبرا ہین
چیتے میدان مین جو آئین تو ہرن ہو جائین

لا خطِ نسخ مین لکھو تو کہون اِک نکتا
لام الف کا ہی تقاطع وہ کمر صلِّ علےٰ

واہ کیسا کمرون پر یہ خط نسخ کھچا
کمرِ یار کو معدوم ہے سمجھے شعرا

نہین ثابت قدم اِس نفی سے اِستثنا بھی
یہ وہ لا ہی کہ نہین جس سے بچا اِلّا بھی

سرِ عالم ہے فدائے قدمِ پاکِ نبیؐ
وصف مین جسکے سخندان کا لگا گھٹنے جی

ہاتھ آیا ہے جو کاغذ تو یہ حسرت ہی نئی
نہین چلتا ہے لگی پائے قلم مین مہندی

سر بزانوے ادب آکے سخنگو بیٹھین
فکرِ عالی کے فرشتے بھی دو زانو بیٹھین

دیجیے کیا اُسے شمشاد و صنوبر سے مثال
چمنستان ارم اُسکے قدم سے ہی نہال

سرو جنت سے نکل آئین پئے استقبال
کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجے پامال

مثل بلبل کے سرِ راہ بچھائین گل چشم
فرشِ فردوس گلابی ہو تو ہو بلبل چشم

شور ہے عالمِ بالا پہ قدِ رعنا کا
سرِ افلاک ہے فدیہ قدمِ والا کا

ساق ہے نخل تمنا ملاء اعلےٰ کا
خاکِ پا غازہ ہے حورونکے رخِ زیبا کا

رکھدیا آپ نے جس فرش پہ دو بار قدم
بڑھگیا پائے مین وہ عرش سے بھی چار قدم

بزم مین تذکرۂ پائے نبیؐ گر سُن پائے
شمع گور شک سے جلجائے مگر سر نہ اٹھائے

ناخنِ پا جو ذرا عقدہ کشائی پر آئے
گرہِ ابروے خوبانکی حقیقت کھلجائے

ماہِ نو گر کہین ہمچشمی کا خمیازہ کرے
ناخنہ چشم فلک مین خلشِ تازہ کرے

لو مبارک ہو قدمبوسی حضرت محسنؔ
کسکو ہوتی ہے نصیب ایسی سعادت محسنؔ

اب نہین باقی ہی کچھ خواہش ہمت محسنؔ
آرزو اتنی ہے بس روزِ قیامت محسنؔ

سر کے بل جاؤن جو نقشِ قدمِ سرور پر
سارے محشر کی زمین کھلون اُٹھا کر سر پر

ہے یہ امید کہ جب گرم ہو بازارِ نشور   یون کہے بادشہِ بارگہِ عالمِ نور
لو سراپا ہمین تم دو عوضِ حور و قصور   مین کہون واہ مجھے یہ نہین ہرگز منظور

مفت حاضر ہے مگر اسکی یہ تدبیر نہین
کھوٹے دامون بکے یوسف کی یہ تصویر نہین

ابیاتِ نعت [۱]

۱۲۷۴ھ

مٹانا لوح دل سے نقش ناموسِ اب و جد کا ‏ ‏ دبستانِ محبت مین سبق تھا مجکو ابجد کا
الٰہی کسکے غم مین نکلے آنسو چشم فتان سے ‏ ‏ کہ عطرِ فتنہ [۲] مین ڈوبا ہو رومال اُس سہی قد کا
کہان ہر آتش یاقوت لب مین وہ بھڑک باقی [۳] ‏ ‏ کہ خطِ سبز نے چھینٹا دیا آبِ زمرد کا

۱ یہ تاریخ صفت زیر بینہ مین ہے اِس قصیدہ پر حضرت امیر مینائی مرحوم کی تضمین نہایت اعلےٰ درجہ کی ہے غدر کے بعد والد مرحوم اور حضرت امیر کا قیام چند روز کاکوری مین رہا اُسی زمانے مین یہ تضمین جسکا نام تاریخی مخمس نعتیہ (۱۲۷۵ھ) ہے لکھی گئی تھی مین اُسکو درج کرتا ہون۔

مین بسم اللہ آزادی ہون سر پر تاج ہر مد کا ‏ ‏ الف آوارگی کا راست نقشہ ہو مرے قد کا
تجرد تختۂ اول ہے میری مشقِ ابجد کا ‏ ‏ مٹانا لوح دل سے نقش ناموس اب جد کا
دبستان محبت مین سبق تھا مجکو ابجد کا

یہ کسکو بیٹھا مارا ہے اُسنے تیر مژگان سے ‏ ‏ کہ آیا جوش مین طوفان خجلت آب پیکان سے
پریشانی عیان ہر سر بسر زلفِ پریشان سے ‏ ‏ الٰہی کسکے غم مین نکلے آنسو چشم فتان سے
کہ عطر فتنہ مین ڈوبا ہو رومال اُس سہی قد کا

مے بے دُرد حُسن صاف تک ہے ساری مشتاقی ‏ ‏ گیا وہ دور اب ندون سے کیون ہو اتنی ناچاقی
یہ ٹھنڈی گرمیان رکھ چھوڑ کچھ انصاف کر ساقی ‏ ‏ کہان ہر آتش یاقوت لب مین وہ بھڑک باقی
کہ خطِ سبز نے چھینٹا دیا آب زمرد کا

۲ اشکِ چشم فتان با عطرِ فتنہ لفظاً مناسبت تمام دارد منہ رح

۳ جسطرح چھینٹا دینے سے آگ کی بھڑک اور تیزی کم ہو جاتی ہے اُسی طرح چہرے کی رونق خط نکلنے سے کم ہو گئی۔

کنارے پر بٹھالے مجکو ظالم اپنی محفل مین ۱ گناہِ شوق بیجد سے جو مین ہون مستحق حد کا
بنایا خامۂ مو کو ہمارے دست لاغر سے کھنچا لیکن نہ دامن لے مصور اُس سہی قد کا
اُڑینگے چٹکیون مین تیر ترکش سے جدا ہوکر ۲ ہمارے بعد ہے اللہ تیرے ظلم بیجد کا
چھپے تم مجھسے کیون سب ہنستے ہین شاخین نکلتی ہین ۳ تمہارے پردے مین عالم ہے ذوالقرنین کی سد کا

تضمین

صفِ اغیار ہی مجلس نشین پہلوی قاتل مین کوئی کہدے کہ مجکو کیون پھنسا رکھا ہے مشکل مین
یہی تعزیر دے اتنی تو ہو سیری جگہ دل مین کنارے پر بٹھالے مجکو ظالم اپنی محفل مین
گناہِ شوق بیجد سے جو مین ہون مستحق حد کا

قلم رکھدے قلم کر اپنے دونون ہاتھ خنجر سے سراپا اُسکا تو کھینچے گا سر توڑا اپنا پتھر سے
چلا ہی کھینچنے اُس قد کو کیا قمری کے شہپر سے بنایا خامۂ مو کو ہمارے دست لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن لے مصور اُس سہی قد کا

یہ اسباب جفا تجا مینگے نقش فنا ہوکر کمند لے ترک رہجائے گی آہِ نارسا ہوکر
کمان بل کھائے گی اُتریگا چلّہ بدنما ہوکر اُڑینگے چٹکیون مین تیر ترکش سے جدا ہوکر
ہمارے بعد ہے اللہ تیرے ظلم بیجد کا

زبانین خلق کی سیری سنبھالے کب سنبھلتی ہین کلیجے پر برابر برچھیان طنز کی چلتی ہین
نئی عادت جو ڈالی کب باتین تکو پھلتی ہین چھپے تم مجھسے کیون سب ہنستے ہین شاخین نکلتی ہین
تمہارے پردے مین عالم ہے ذوالقرنین کی سد کا

خبر آنے کی تھی پیغام اجل کا جانِ مضطر کو الف آسا بنایا مد زاید جسم لاغر کو
مٹایا نیستی سے یک قلم ہستی کے دفتر کو موا مین ناتوان سُنکر صدائے پائے دلبر کو
مجھے کھٹکا تھا مثل ہمزۂ وصل اُسکی آمد کا

۱ حد در لغت کنار چیزے و ادب کردن گنہگار تا بار دیگر گناہ نکند۔
۲ چٹکیون مین اُڑنا یعنی بیوقعت ہوجانا تیر ترکش سے جدا ہوکر بالکل بیوقعت سمجھے جائینگے تو تیرا ظلم اور بڑھے گا۔
۳ تمہارے چھپنے پر لوگ اعتراض کرتے ہین سد ذوالقرنین بنام دیوار قہقہہ مشہور ہے ذوالقرنین (المعنی دو شاخ) لقب سکندر کا ہے

مواہین ناتوان سُنکر صدائے پائے دلبر کو ۱؎	مجھے لکھا تھا مثل ہمزۂ وصل اُسکی آمد کا
لکھے رو رو کے مضمون بیکسی کے دشت غربت مین	زمین شعر پر عالم ہوا دریا بر آمد کا
ترے بازار مین ایمان فروشی رکن طاعت ہے ۲؎	دمِ سودا بنا سنگ ترازو سنگ اسود کا
تری کیا بات ہی اے شاہد پاکِ سخن واللہ تمہید ۳؎	عجب انداز ہے ناز و ادا کا چال کا قد کا

جو فکر شعر کی موج آگئی صحرائے وحشت مین | گیا جی ڈوب ڈوبے اسقدر دریائے فکرت مین
دُرِ معنی نہ پایا اور کوئی جوشِ رقت مین | لکھے رو رو کے مضمون بیکسی کے دشت غربت مین

زمین شعر پر عالم ہوا دریا بر آمد کا

دُکانِ حُسن چمکی بندۂ بیدام خلقت ہے | نہ محرابِ ابرو سجدہ اب عینِ عبادت ہو
خریداری تری جی بیچکر حکم شریعت ہے | ترے بازار مین ایمان فروشی رکن طاعت ہو

دمِ سودا بنا سنگِ ترازو سنگ اسود کا

ترے آگے زمین مین گڑ گیا سرو چمن واللہ | خرامان تو ہوا کبک دری بھولا چلن واللہ
غضب گرمی بلا شوخی قیامت بانکپن واللہ | تری کیا بات ہی اے شاہد پاکِ سخن واللہ

عجب انداز ہے ناز و ادا کا چال کا قد کا

ترا کلمہ پڑھین کیونکر نہ خوبان جہان یکسر | نہین ہو کوئی تجھسا قاف تا قاف اے پری پیکر
گرا نظرون سے حسنِ نوخطان زیر و زبر ہو کر | مقابل تیرے سو حرف آئے خوبانِ نگارین پر

ادا و ناز مین موجد ہے تو طرزِ مجدد کا

۱؎ قاعدہ عربی زبان کا ہے کہ ہمزہ وصل بحالت وصل کلام کے تلفظ مین نہین آتا ہے (مطلب) میری ناتوانی کا یہ حال ہے کہ یار کے آنے کی خوشی کو بھی برداشت نہین کر سکتا ہون کہ صدائے پائے دلبر سُنی اور میرا وصال ہوا۔

۲؎ وقت معاملہ بیع کے سنگ اسود نے سنگ ترازو ہو کر وزن بتانے کا کام دیا رعایت سودا و سنگ اسود ظاہر۔

۳؎ خطاب شاہد سخن کیطرف ہے اور اُسی کا سراپا لکھا گیا ہے۔

مقابل تیرے سو حرف آئے خوبانِ نگارین پر | ادا و ناز مین موجد ہے تو طرزِ مجدد کا
مری طبع روان ہو یا تری رفتار موزون ہو | مرا مصرع ہو یا سیدھا سا مضمون ہو ترے قد کا
تری زلفِ رسا کا شعر اک ادنیٰ سا لٹکا ہو | کرشمہ ہو غزل تیری غزالِ چشمِ اسود کا
لکھا سو جان سے دیباچہ گلستان کا سویدا پر | تصور جسکے دل مین خال خال آیا ترے خد کا

مری باریک بینی یا کمر کا تیرے مضمون ہے | مری رنگین بیانی یا ترا رخسار گلگون ہے
مری سحر آفرینی یا تری آنکھوں کا افسون ہے | مری طبعِ روان ہو یا تری رفتار موزون ہے
مرا مصرع ہے یا سیدھا سا مضمون ہو ترے قد کا

مخمس تیری پانچون انگلیوں کا ایک خاکا ہے | رباعی چار ابرو کا مقرر سادہ نقشا ہے
جو رنگین قطعہ ہو یاقوت لب کا ایک ٹکڑا ہے | تری زلفِ رسا کا شعر اک ادنیٰ سا لٹکا ہے
کرشمہ ہو غزل تیری غزالِ چشمِ اسود کا

ترانے بلبلِ شیراز کے دلکش نہون کیونکر | کہ تیری بوستان حسن ساری ہو اسے ازبر
ملا رنگ قبول ایسا کہ مثلِ لالۂ احمر | لکھا سو جان سے دیباچہ گلستان کا سویدا پر
تصور جسکے دلمین خال خال آیا ترے خد کا

جو ایمان ہو سراپا مصحفِ ناطق تجھے سمجھے | ہوے ہین معنیِ والشمس روشن پرتو رخ سے
سوادِ زلف سے حل مو بمو واللیل کو عقدے | بعینہ افتتاحِ سورۂ صاد آنکھ کو کہیے
جو ابروے کشیدہ مین ہو نقشہ صاد کی مد کا

مضامین شوخ چشم فتنہ گر کے فیض سے دیکھے | ہوے ہین ماخذ رنگین بیانی لعل لب تیرے
سرِ مو سے ترے سربستہ نکلے یک قلم نکتے | نکالی چیستان چوٹی کی گیسو مسلسل سے
معما نام رکھا ہو ترے موے معقد کا

شب معراج کا مضمون ملا آنکھوں کے کاجل سے | ہوے حل معنی مازاغ چشمان مکحل سے
کیا واقف دہان تنگ نے اسرار لا حل سے | نکالی چیستان چوٹی کی گیسوے مسلسل سے
معما نام رکھا ہے ترے موے معقد کا

بعینہ افتتاحِ سورۂ صاد آنکھ کو کہیے ۵۱ | جو ابروے کشیدہ مین ہو نقشہ صاد کی مد کا
نکالی چیستان چوٹی کی گیسوے مسلسل سے ۵۲ | معمّا نام رکھا ہے ترے موے معقد کا
یہ سب باتین ہین لیکن ہو دہن مین گفتگو بیشک | کرین کیا ہمکو حق نے منہ نہین بخشا خوشامد کا
محلِ گفتگو مین کیا حسابِ خاموشی سمجھین ۵۳ | مگر صفرِ دہانِ تنگ اشارہ ہو ندارد کا

سوادِ خطِ ریحان ہو یہ سنبل زار مو بیشک | گلِ مضمون نے پائی ہو گلِ عارض سے بو بیشک
ہوئی سحر البیانی تیری تحریرِ گلو بیشک | یہ سب باتین ہین لیکن ہو دہن مین گفتگو بیشک
کرین کیا ہمکو حق نے منہ نہین بخشا خوشامد کا

سخندانِ غیب دان بھی ہون تو یہ رازِ خفی سمجھین | مٹائین حرفِ ہستی کو تو حالِ نیستی سمجھین
سمجھ حق نے جنھین دی ہو معما یہ وہی سمجھین | محلِ گفتگو مین کیا حسابِ خاموشی سمجھین
مگر صفرِ دہانِ تنگ اشارہ ہو ندارد کا

دہن کے مدعی ہین ہیچ جو صہباے نادانی | جب اُتریگا یہ نشہ آپ کھینچین گے پشیمانی
نہین اتنا سمجھتے میکشانِ بزمِ حیرانی | دہن ہوتا تو پھر کرتا نہ کیون پیمانہ گردانی
یہ نقطہ ہو کے مرکز دورِ میمِ مدحِ احمدؐ کا

وہ احمدؐ جسکے پرتو سے ہو دل آئینۂ معنی | ثنا سے جسکی صندوقِ جواہر سینۂ معنی
مرصع دست کاتب مین پڑی دستینۂ معنی | ملا ہو لب کو جسکے وصف سے گنجینۂ معنی
زبان نے رتبہ پایا ہے کلیدِ قفلِ ابجد کا

---

۵۱ سورۂ صاد شروع ہو ص سے اور اسی ص کو شاہدِ سخن کی آنکھ سے تشبیہ دی ہو جو مد ص پر ہو اسکو ابروی کشیدہ سے تشبیہ دی ہے لفظ بعینہ (عین بمعنی چشم) آنکھ کے ذکر مین خاص لطف رکھتا ہے۔

۵۲ چوٹی کی چیستان یعنی اعلےٰ درجے کی چیستان مناسبت چوٹی کے گیسو سے ظاہر ہے۔

۵۳ یعنی دہن گفتگو کے واسطے ہوتا ہو ایسے مقام پر خاموشی کیسی دہن کی تشبیہ صفر ۰ سے ہے اور صفر علامت نہونے کی ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ شاہدِ سخن کے دہن نہین ہو کیونکہ اگر دہن ہوتا تو مدح حضرت پیغمبر خدا صلعم کی کرتا۔

دہن ہوتا تو پھر کرتا نہ کیون پیمانہ گردانی	۱؎	یہ نقطہ ہو کے مرکز دور میم مدح احمدؐ کا
ملا ہے لب کو جسکے وصف سے گنجینہ معنی	۲؎	زبان نے رتبہ پایا ہے کلیدِ قفلِ ابجد کا
بچھا کر فرش اطلس کو جما کر عرش و کرسی کو		ازل سے انتظار اللہ کو تھا جسکی آمد کا
قدم آنے سے جسکے مصر شہرستان امکان مین		ہوا ہے یوسفِ کنعان لقب حُسنِ مقید کا

تضمین

بٹھا کر صف بصف جا بجا ہر طرف انبوہ قدسی کو — چراغان کے عوض چمکا کے انوار تجلی کو
بنا کر آئینہ فردوس کی ہر اک کیاری کو — بچھا کر فرش اطلس کو جما کر عرش و کرسی کو

ازل سے انتظار اللہ کو تھا جسکی آمد کا

خضرؑ تعلیم پائے رہبری جسکی دبستان مین — سلامت نوحؑ جسکی جوشش الفت سے طوفان مین
گدا ادریسؑ جسکے کوچہ چاک گریبان مین — قدم آنے سے جسکے مصر شہرستان امکان مین

ہوا ہے یوسفِ کنعان لقب حُسنِ مقید کا

بچھائے آنکھین جسکے خواب مین آنیکو ہر شیدا — کیا ہے جسنے دامانِ شفاعت پہ وہ عصیان کا
حمایت پر ہے جسکی اُمتِ مرحوم کو تکیا — ہمارا خواب غفلت تکیہ گاہِ مغفرت ٹھہرا

بروزِ حشر بنکر خواب مخمل جسکی مسند کا

فروغ اُس سے شریعت کا ہے زیبائش حقیقت کی — وہ ہے رنگِ رُخِ ناسوتِ شمع بزم لاہوتی
وہی ہے رونقِ ظاہر وہی ہے زینتِ مخفی — بیاض عارض صورت سواد گیسوئے معنی

جواہر سرمہ چشمِ گردشِ چرخِ زبرجد کا

۱؎ اگر دہن ہوتا تو یہ نقطۂ دہن مرکز دور میم مدح ہو جاتا تاکہ پیمانہ گردانی جو دہن کے واسطے نعمت ہے میسّر ہوتی رعایت دور و پیمانہ گردانی ظاہر۔

۲؎ اس شعر سے نعت کی ابتدا ہے۔ قفل ابجد اُس قفل کو کہتے ہین جسمین چند حلقے پہلو دار ہوتے ہین اور ہر پہلو پر حروف ابجد کندہ ہوتے ہین جب وہ حلقے اس ترتیب سے آجاتے ہین کہ حروف ابجد بہ ترتیب پڑھے جائین قفل کھلجاتا ہے (مطلب) جسکے سبب سے لب کو خزانہ معنی کا ملا اور زبان قفل ابجد یعنی دہن کی کنجی ہوگئی مناسبت گنجینہ و قفل ظاہر۔

ہماراخواب غفلت تکیہ گاہ مغفرت ٹھہرا [1] بروز حشر بنکر خواب مخمل جسکی مسند کا
بیاض عارض صورت سوادِ گیسوِ معنی [2] جواہر سرمہ چشم گردشِ چرخ زبرجد کا
جلاے کن فکان روشنگر آئینۂ عالم [3] سعادت ہی شرف ہے نیر نورِ مجرد کا
مے انگوری الفقر فخری کی حلال اُسنے [4] لڑا ہی جام جم سے سنگ مقصود اُسکے مقصد کا

عجب صورت سے چمکا اختر آئینۂ عالم
صفا پاتا ہے اُس سے جوہر آئینۂ عالم
ہوئی خاکِ قدم خاکستر آئینۂ عالم
جلاے کن فکان روشنگر آئینۂ عالم

سعادت ہی شرف ہی نیرِ نورِ مجرد کا

گرا دی قیمتِ جام شراب پرتگال اُسنے
جدا کی ساغرِ افلاس سے دُردِ ملال اُسنے
نکالا اپنے مستونکے لیے گدڑی سے لال اُسنے
مے انگوریِ الفقر فخری کی حلال اُسنے

لڑا ہی جامِ جم سے سنگ مقصود اُسکے مقصد کا

سوا اللہ کے دامن کش اور ونکے توسل سے
نہ اُسکو کام حشمت سے نہ کچھ مطلب تمول سے
شہنشہ دونون عالم کا مگر نفرت تجمل سے
سریر جاہ پر فخر اُسکو دیہیم توکل سے

حریم نازنین تکیہ خدا پر اُسکی مسند کا

---

[1] ہماراخواب غفلت مخملِ مسند آنحضرت کا خواب بنکر بروز حشر تکیہ گاہ مغفرت قرار پائیگا۔ مناسبت مسند وتکیہ وخواب مخمل وخواب غفلت ظاہر۔

[2] جواہرِ سرمہ اضافت مقلوب یعنی کحل الجواہر آنحضرت صلعم کی صفت ہی کہ آپ عارض صورت کی بیاض گیسوے معنی کے سواد اور چشم گردش چرخ کے کحل الجواہر ہین۔

[3] یعنی آپ وجود خلق کی رونق آئینہ عالم کے منور کرنے والے اور ماہتابِ نور کے شرف ہین الفاظ سعادت وشرف برعایت نیرّ کے ہین۔

[4] فخر انگور کی قسم۔ اُسکی شراب کو فخری کہتے ہین (مطلب) آپ کا مقصد فقر تھا اور شاہانہ شان وشوکت کو مٹادینا سنگ مقصود ایک قسم کا پتھر ہے۔

سر ریجاہ پر فخر اُسکو دیہیم توکل سے ‏ حریم ناز مین تکیہ خدا پر اُسکی مسند کا
کھنچی ہی رحمتِ یزدان کی گویا شکل مستقبل ۱ؔ ‏ تعالیٰ اللہ رنگِ عارض اُس نورِ مجرد کا
سرِ تاکید منظورِ خدا ہے لامِ کاکل سے ۲ؔ ‏ ہوا اظہار دو ابرو سے اک نونِ مشدد کا
تصور کرنے والے آپکے بے شبہہ ناجی ہین ‏ بھروسہ ہے ہمین اللہ کے قول موکد کا

چمک مین ہی رُخِ روشن کہین خورشید سے افضل ‏ یہ نقشہ نقشِ ثانی اور نقشِ یوسفی اول
شبیہِ مصطفےٰ ہو کیون نہ ہر مخلوق سے اکمل ‏ کھنچی ہی رحمتِ یزدان کی گویا شکل مستقبل

تعالے اللہ رنگِ عارض اُس نورِ مجرد کا

قیامت گرچہ رحمت کیلیے ہی مظہرِ کامل ‏ مگر نے والہال تسکین طلعت نے بیاسی ہی حاصل
خفیفہ سے ثقیلہ تک نہین اوزار بار دل ‏ کھنچی ہی رحمتِ یزدان کی گویا شکل مستقبل

تعالے اللہ رنگِ عارض اُس نورِ مجرد کا

نہین گو کام عین عام رحمت کو تغافل سے ‏ خصوصیت کی صاد آنکھین ہین گر دیکھو تامل سے
نہ دیکھین کیون گنہگاروں کو وہ چشمِ تفضل سے ‏ سرِ تاکید منظورِ خدا ہے لامِ کاکل سے

ہوا اظہار دو ابرو سے اک نونِ مشدد کا

وہ صورت دھیان مین رکھتے ہین ہم ہر چند عاصی ہین ‏ ہمین در لے جنت کھڑکیان دانتونکی ہوتی ہین
بھلا کر آپ کو بھولے ہین طاعت پر جو ناری ہین ‏ تصور کرنے والے آپکے بے شبہہ ناجی ہین

بھروسہ ہے ہمین اللہ کے قول موکد کا

۱ و ۲ؔ مستقبل پوری تصویر کو کہتے ہین علاوہ شاعرانہ مضمون کی خوبیون کے ان دو اشعار سے بقاعدہ علم معما لفظ لیرحمنّ ظاہر ہوتا ہے پہلے شعر مین رحمت سے مستقبل (مضارع) کا صیغہ یرحم ہوتا ہے۔ دوسرے شعر مین لام یرحم کی اول مین اضافہ کرکے نون مشدد آخر مین بڑھایا۔ مطلب یہ ہے کہ عارض انور سے لیرحمن ظاہر ہوتا ہے۔

مقام قاب قوسین اکثر ادنیٰ تیر مقصد کا	ہدف ہو ہو گیا زورِ کماندارِ نبوت سے [1]
کمان جاسے چلہ کیون نہ اترے میم احمد کا	کشش جب قادر انداز ازل کے زور دکھلائے [2]
عجب مشکل ہو مضمون میرے مفہوم مردد کا	احد کو کیجیے یا احمد بے میم کو سجدہ
مفسر ہے یہ جملہ آیۂ میم مشدد کا	دوی بھی عین وحدت ہی محمد نص ناطق ہو [3]

تضمین

بہت اونچے گئے موسیٰ تو کوہ طور تک پہونچے — بڑا پلہ کیا عیسےٰ نے کھینچے چرخ پر چلے

نشانے دونون تھے اُسکے نشانے سے کہین نیچے — ہدف ہو ہو گیا زور کماندار نبوت سے

مقام قاب قوسین اکثر ادنےٰ تیر مقصد کا

ہدف ایسا مقابل شست ناوک کے اگر پائے — کمان رکھدے کماندار آپ کھنچکر تا ہدف جائے

تعجب کیا کہ احمد بڑھتے بڑھتے تا احد آئے — کشش جب قادر انداز ازل کے زور دکھلائے

کمان جاسے چلہ کیون نہ اُترے میم احمد کا

مدینے کیطرف جائین کہ ہم کعبہ کا لین رستا — نظر آتا ہو ان دونون گھر دمین ایک ہی جلوا

کہان اب جبہہ سائی کیجئے کچھ بن نہین پڑتا — احد کو کیجئے یا احمد بے میم کو سجدا

عجب مشکل ہو مضمون میرے مفہوم مردد کا

احد احمد ہو ایک ان دونونکا مضمون مطابق ہو — ہر اک انمین سے ہو معشوق ہر اک انمین عاشق ہو

نہین مطلق دوئی کو دخل یہ دعوا صادق ہے — دوئی بھی عین وحدت ہو محمد نصِ ناطق ہے

مفسر ہے یہ جملہ آیۂ میمِ مشدد کا

[1] یعنی کماندار نبوت کا یہ زور تھا کہ ادنی قسم کے تیر مقصد سے بھی اکثر مقام قاب قوسین ہدف ہو گیا رعایت کماندار و قوسین و تیر و ہدف ظاہر۔

[2] کمان کو مشابہت ح سے اور چلہ یعنی چہل کو مناسبت میم سے ہی جسکے عدد ۴۰ ہین یعنی احمد سے میم نکلجائے تو احد ہو۔

[3] دوی کے عین وحدت ہونے کی دلیل خود لفظ محمد ہے کہ میم درحقیقت ایک حرف ہی لیکن بوجہ تشدید کے دوبار پڑھا جاتا ہے گویا میم مشدد کی تفسیر یہ ہے کہ "دوی بھی عین وحدت ہے"

ملا فون نبوت سب کو میم عمر کھونے پر ؎۱ یہان گھٹ جانیمین اُسکے احد ہوتا ہی احمد کا
ہوا رتبہ مین افزون قاف قلت کاف کثرت سہو ؎۲ معما پاگئی چشمِ تامل صاد سے صد کا
چڑھا قاف قدم تک اور اُترا کان امکان مین ؎۳ ہی شور اُس قلزم معجز نما کے جزر کا مد کا
ہوئی شام آفتاب بُت پرستی پر زوال آیا مہِ نو خوب چمکا بدر مین تیغ محمدؐ کا

نبیؐ ذی رتبہ سب ہین آپ لیکن سب سے ہین برتر یہ برہان اپنے دعوے پر ہی کافی اے خرد پرور
صفی اللہ سے روح اللہ تک جتنے ہین پیغمبر ملا فون نبوت سب کو میم عمر کھونے پر
یہان گھٹ جانے مین اُسکے احد ہوتا ہی احمد کا

گھٹے اعداد میم احمدی جب عمر حضرت سے نبیؐ تو آپ تھے ہی بڑھ گیا پایہ نبوت سے
ہوئے ہمنامِ باری بخت چمکا نورِ وحدت سے ہوا رتبہ مین افزون قاف قلت کاف کثرت سے
معما پاگئی چشمِ تامل صاد سے صد کا

جو پہونچا موجزن ہو کر تجلی گاہ یزدان مین بھرے سب قدسیون نے گوہرِ مقصود دامان مین
سراپا دونون عالم غرق ہین اُس بحر عرفان مین چڑھا قاف قدم تک اور اُترا کان امکان مین
ہے شور اُس قلزم معجز نما کے جزر کا مد کا

دمِ جنگ آپنے تلوار کا جب کاٹ دکھلایا سیہ کارون نے خوب اپنی سیہ کاری کا پھل پایا
سرون پر ابر شمشیر ہلالی اسقدر چھایا ہوئی شام آفتاب بُت پرستی پر زوال آیا
مہِ نو خوب چمکا بدر مین تیغ محمدؐ کا

؎۱ انبیا علیہم السلام کو بعد چالیس برس کی عمر کے مرتبۂ نبوت ملا لیکن اگر احمد سے میم (۴۰) نکالا جائے تو احد ہوتا ہے۔

؎۲ عدد صاد کے نوے ہین اگر الف صاد سے نکالا جائے تو صد ہوتا ہے اسی طرح اگر احمد سے میم نکالا جائے تو باعث ترقی رتبہ کا ہے۔

؎۳ عالم قدم و عالم امکان دریاے حقیقت محمدیؐ کے جزر و مد ہین۔

اُتارا کاسۂ سر باڑھ کے ڈورے نے دم بھر مین ۱	ہوا چاک اُس سے گر برگشتہ ہو کر قلب مرتد کا
عداوت ہو گئی تاثیر خلق عام سے الفت ۲	سبب ہے شعلہ سیل آبِ شمشیر مہند کا
عجب کیا ہو کہ خواب ناز مین سوتی رہی ناگن ۳	نہ کھولے آنکھ اگر چھینٹا نہ دین آبِ زمرد کا
نہین حیرت کے قابل گر کہو مین ارہ واصل ہو ۴	بیان ہو یہ لبِ تشدید سے حرفِ مشدد کا

ہوا اُسکی عداوت کی سمائی جب کسی سر مین
مآلِ کار بربادی ہی تھی اُسکے مقدر مین
پھرا جو اُس سے آیا گردش قسمت سے چکر مین
اُتارا کاسۂ سر باڑھ کے ڈورے نے دم بھر مین
ہوا چاک اُس سے گر برگشتہ ہو کر قلب مرتد کا

عدو پر بھی عجب انداز سے کرتا تھا وہ شفقت
عداوت بھولجاتا تھا نظر آتی تھی جب صورت
یہانتک پھیلی اُسکے گلشنِ اخلاق کی نکہت
عداوت ہو گئی تاثیر خلق عام سے الفت
سبب ہے شعلہ سیل آبِ شمشیر مہند کا

۱ باڑھ یعنی دھار و نیز یعنی ترقی (مطلب) باڑھ کے ڈورے نے مرتد کا سر کاٹ دیا مناسب کاسہ و چاک و برگشتہ و مرتد ظاہر۔

۲ آپ کے خلق عام کا یہ اثر ہوا کہ عداوت اُلفت ہو گئی اور کسی چیز مین ضرر باقی نہین رہا کہ شعلہ سبب ہوا شمشیر پر آب دینے کا حالانکہ آب و شعلہ مین عداوت ہے۔

۳ یہ ثبوت اِس بات کا ہے کہ جن چیزون مین عداوت تھی الفت ہو گئی مقصود یہ ہے کہ یہ اثر ایسا عام ہے کہ کچھ عجب نہین اگر ناگن پر آب زمرد کا چھینٹا دین تو وہ آنکھ کھولدے حالانکہ آب زمرد قاتل ہے یا یہ مطلب ہے کہ آب و تاب زمرد سانپ کو مغلوب و غافل کر دیتے ہین مگر اب ہوشیاری کا سبب ہے کیونکہ چھینٹا دینے سے غفلت جاتی رہتی ہے غالب کے شعر مین بھی یہی مضمون ہے۔ ؎

سبزۂ خط سے ترا کاکل سرکش نہ دبا
یہ زمرد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا

۴ ارہ کا کام کاٹ کر جدا کرنے کا ہو۔ تشدید (ّ) کی صورت ارہ سے مشابہ ہے۔ تشدید کی وجہ سے ایک حرف دوسرے حرف سے ملجاتا ہے۔

وصال حق سے حاصل ہو بقا دائمی اُسکو
یہان ہو واصل وباقی نتیجہ ایک ہی مد کا

پڑا لرزہ زمین مین جسمِ اطہر جب اُسے سونپا
سکون کے واسطے نافع ہوا تعویذ مرقد کا

عجب کیا ہو اگر کعبہ لباسِ ماتمی پہنے
کرے ہمچشمیِ یعقوب دیدہ سنگ اسود کا

صریر خامہ سے اس غم مین ہو گرم مرثیہ خوانی
قلم کو بیگمان بازو ملے اللہ کے ید کا [لہ]

شرارِ برق خاطف سے ہون دونے دانہ خرمن
پڑے پانی تو حقِ آتشِ سوزانمین ہو روغن

کرے بادِ سحر شام سحر کو پھونک کر روشن
عجب کیا ہو کہ خواب ناز مین سوتی رہو ناگن

نہ کھولے آنکھ اگر چھینٹا نہ دین آبِ زمرد کا

عداوت یکقلم زائل محبت نقش ہر دل ہے
جو قاتل تھا وہ عیسیٰ ہو جو ظالم تھا وہ عادل ہے

کہان اب دیدۂ احول دوئی ہر شی سے زائل ہے
نہین حیرت کہ قابل گر کہون مین اتّحاد واصل ہے

بیان ہو یہ لب تشدید سے حرفِ مشدد کا

نبی سے مرتبہ بڑھکر ہے کیا کہیے نبی اُسکو
فضیلت فرد فرد انبیا پر حق نے دی اُسکو

خدا کا فضل روز افزون ہو جسپر کیا کمی اُسکو
وصالِ حق سے حاصل ہو بقا دائمی اُسکو

یہان ہے واصل وباقی نتیجہ ایک ہی مد کا

بندھا سامان جسدم روح و قالب کی جدائی کا
جگر شق ہو گئے ہنگامۂ محشر ہوا برپا

زبس تھا آسمانِ عز و تمکین پیکر والا
پڑا لرزہ زمین مین جسم اطہر جب اُسے سونپا

سکون کے واسطے نافع ہوا تعویذ مرقد کا

اندھیرا چھا گیا ہر سو غروب مہر انور سے
اُڑھائی آسمان کو نیلگون چادر اسی غم نے

عزیزِ مصر مکہ تھے مہِ کنعان بطحے تھے
عجب کیا ہو اگر کعبہ لباسِ ماتمی پہنے

کرے ہمچشمی یعقوب دیدہ سنگ اسود کا

لہ بازو اُس شخص کو کہتے ہین جو ہمراہ مرثیہ خوان کے آواز ملاتا ہے۔

شب و روز آسمان ہوتے ہین قربان اُسکے روضہ پر
کہ ہی نو دائرہ مین ایک مرکز کاف گنبد کا
بیان ہو کس سے شانِ روضۂ پر نور احمدؐ کا (مطلع اول)
کہ جسپر اک غلافِ سبز ہی چرخِ زبرجد کا
لکھون اِک مختصر جملہ کہ روضہ ہے محمدؐ کا (مطلع دوم[1])
یہی مسند الیہ اچھا سبب ہے رفع مسند کا
نہ گردون کا غبارہ تا غبار آستان پہونچا (قطعہ بند در وصف بلندی)
اثر پیدا ہوا آخر زحل کے طالعِ بد کا

غمِ جانسوز حضرت سے فرشتونکے ہین دل پانی
قلم کی سینہ چاکی کچھ نہین ہی جاے حیرانی
زہے فیض ثوابِ ماتمِ محبوب یزدانی
صریر خامہ سے اس غم مین گر ہو مرثیہ خوانی
قلم کو بیگمان باز و ملے اللہ کے ید کا

کھنچا سطحِ زمین پر جب سے خطِ روضۂ انور
شعاعِ مہر کو پرکار کے مانند ہے چکر
ثوابِ طوف حج پاتے ہین قدسی گرد پھر پھر کر
شب و روز آسمان ہوتے ہین قربان اُسکے روضہ پر
کہ ہے نو دائرون مین ایک مرکز کاف گنبد کا

نہین برج قمر بقعہ ہے انوارِ موبد کا
برابر رات دن فیضان ہی نورِ مجرد کا
عجب عالم کلس کا ہی عجب جلوہ ہی گنبد کا
بیان ہو کس سے شانِ روضۂ پُر نور احمدؐ کا
کہ جسپر اک غلافِ سبز ہے چرخ زبرجد کا

کرون وصفِ بنا یا وصف رفعت اُسکے مشہد کا
فلک کہنا سبب ہوتا ہی کسر شان گنبد کا
نہین کرسی نشین قبہ جو سمجھون عرش امجد کا
لکھون اِک مختصر جملہ کہ روضہ ہی محمدؐ کا
یہی مسند الیہ اچھا سبب ہے رفع مسند کا

سپہر و مہر کا دعویٰ صداقت کو کہان پہونچا
تعلی ہی تعلی تھی جو وقت امتحان پہونچا
نہ تا قندیلِ در نورِ چراغِ آسمان پہونچا
نہ گردون کا غبارہ تا غبارِ آستان پہونچا
اثر پیدا ہوا آخر زحل کے طالعِ بد کا

[1] قاعدہ علم نحویہ ہی کہ جملہ اسمیہ مین مسند الیہ سبب رفع مسند کا ہوتا ہی "روضہ ہی محمد کا" جملہ اسمیہ ہی جسمین "محمد" مسند الیہ و "روضہ" مسند ہی منشا یہ ہی کہ بلندی روضہ کی تعریف مین اسیقدر کہنا کافی ہی کہ وہ محمد کا روضہ ہی یعنی یہی نسبت بلندی رفع روضہ کیلیے کافی ہی۔

کرۂ آتش کا کوسون رہگیا پیچھے یہ حیرت ہے   کہ سر سوی فلک کیون شعلہ ہی قندیل گنبد کا
مناجاتی کا آنسو ڈھل کے اُسکے آستانیسے   ہوا ہی دُرۃ التاج سعادت فرق فرقد کا
فلک اب کوکبِ دُمدار کی جھاڑو اُٹھا رکھے   ملائک ڈھونڈھتے پھرتے ہین سرمۂ خاک مرقد کا
جبینِ عرش ایزد پر ہی خاکِ آستان صندل ؎   ہراک ذرہ ستارہ ہی کلاہِ فرق فرقد کا
زمین تا آسمان پہونچی مکان تا لامکان پہونچا   کہانتک اوج لکھیے اُسکی خاکِ پاک مرقد کا

تنزل ہی محال اُسکا ترقی جسکی فطرت ہی   یہ دعوی ہی بدیہی فلسفی کیون گرم حجت ہی
توجہ جانبِ مرکز اگر شانِ طبیعت ہے   کرہ آتش کا کوسون رہگیا پیچھے یہ حیرت ہی
کہ سر سوے فلک کیون شعلہ ہی قندیل گنبد کا

کہو نکلے نہ نسر طائر اپنے آشیانے سے   تھکے بازوے مرغ سدرہ اِس رفعت پہ اُڑنے سے
فلک کا اختر تقدیر چمکا سر جھکانے سے   مناجاتی کا آنسو ڈھلکے اُسکے آستانے سے
ہوا ہے دُرۃ التاجِ سعادت فرق فرقد کا

یہان کی گرد ہی کحل الجواہر اسکو رہنے دے   نہ پائینگے اِسے قدسی تو در در خاک چھانینگے
صفائی ہو چکی کیا حاصل اتنی خاک اُڑانیسے   فلک اب کوکبِ دُمدار کی جھاڑو اُٹھا رکھے
ملائک ڈھونڈھتے پھرتے ہین سرمہ خاک مرقد کا

زمین روضۂ انور فلک سے ہی کہین افضل   ہوا ہر روزنِ دیوار چشمِ جوہر اول
غبار در سے ہی آئینۂ خورشید پر صیقل   جبین عرش ایزد پر ہی خاک آستان صندل
ہراک ذرہ ستارہ ہی کلاہِ فرق فرقد کا

بلندی مین دہان وہ روضۂ رفعت نشان پہونچا   جہان اُڑکر نہ شہبازِ خیالِ قدسیان پہونچا
جبینِ عرش تک آگے وہ سنگِ آستان پہونچا   زمین تا آسمان پہونچی مکان تا لامکان پہونچا
کہانتک اوج لکھیے اُسکی خاکِ پاک مرقد کا

؎ فرقد یکے از دو ستارہ کہ نزدیک قطب اند۔

عیان ہے کہکشان یا نقش محراب منقش ہو — فلک ہے یا کلس رکھا ہو چھوٹا سازِ مرد کا
ملاذ جن و انسان مرجع قدوسیان کہیے — کہین ہے قبلۂ حاجت کہین ہو کعبہ مقصد کا
سلام حق کو لیکر دمبدم جبریل آتے ہین — لہ عجب مضمون کھپا اِس بیت مین آورد و آمد کا
ہو جی مین اِس زمین کو تختۂ سرو روان کیجے — قیامت ایک سیدھا سا ملا ہو قافیہ قد کا
تصور مین ترے جنت ہو گوشہ اپنے مرقد کا — مطلع — کہ تھا لا میری چشم تر کا ہو طوبیٰ ترے قد کا

بلا گردان ملک ہین عالم ارواح کو غش ہو — زمین پر چاندنی یا سایۂ قصر پریوش ہو
فلک پر شمس ہو یا شمسۂ ایوان دلکش ہو — عیان ہو کہکشان یا نقش محراب منقش ہو
فلک ہے یا کلس رکھا ہو چھوٹا سازِ مرد کا

ترے روضہ کو مسجودِ زمین و آسمان کہیے — عبادت خانۂ عالم مطاعِ دو جہان کہیے
پناہ پست و بالا مامن کون و مکان کہیے — ملاذ جن و انسان مرجعِ قدوسیان کہیے
کہین ہو قبلۂ حاجت کہین ہو کعبہ مقصد کا

طبق انوار کے دربار از زمین جو پاتے ہین — پے کسبِ سعادت سر پہ اپنے رکھکے لاتے ہین
پیام بے تکلف کس تکلف سے سُناتے ہین — سلامِ حق کو لیکر دمبدم جبریل آتے ہین
عجب مضمون کھپا اِس بیت مین آورد و آمد کا

صفات اُس سرو بالا کے بہت بڑھکر بیان کیجے — بلند ایسے بندھین مضمون زمین کو آسمان کیجے
قلم کو فاختہ کے مثل سرگرم فغان کیجے — ہو جی مین اِس زمین کو تختۂ سرو روان کیجے
قیامت ایک سیدھا سا ملا ہو قافیہ قد کا

قیامت مین ہو کیا دھڑکا سوادِ دفتر بد کا — نظر مین نور ہو تیری بیاضِ صفحۂ خد کا
دماغ اب عرش پر کیونکر نہ پہونچے خاکِ مشہد کا — تصور مین ترے جنت ہو گوشہ اپنے مرقد کا
کہ تھا لا میری چشم تر کا ہو طوبیٰ ترے قد کا

لہ بیت بمعنی شعر و خانہ۔

محمدؐ مصطفےٰ پتلا ہے تو نورِ مجرد کا ‏ مطلع ‏ ہوا خورشید اقلیم عدم سایہ ترے قد کا
سوادِ تبت تشبیہ کیسے تیرے گیسو کو ‏ بہارِ گلشن تنزیہہ ہو بوٹا ترے قد کا
میسر ایک جلوے مین مجھے لطفِ دوبالا ہو ‏ کرون مین دیدۂ احول سے نظارہ ترے قد کا
بیاضی مطلع عارض ترا دیوان وحدت مین ‏ نکیلا مطلع ایجاد مین مصرع ترے قد کا
بنا یا رہنما جب عالمِ ایجاد کا تجکو ‏ ہوا خضر سرِ راہِ عدم سایہ ترے قد کا
نہ رکھا سایہ تک باقی مٹایا نام کثرت کو ‏ جو روشن بزم وحدت مین ہوا اکا ترے قد کا

کہین شمس و قمر سے بڑھکے ہی جلوہ ترے قد کا ‏ ترے پرتو سے چمکا اخترِ تقدیر فرقد کا
دو عالم مین ہی پھیلا نور تیری ذاتِ ارشد کا ‏ محمدؐ مصطفےٰ پتلا ہے تو نورِ مجرد کا

ہوا خورشید اقلیم عدم سایہ ترے قد کا

مبارک نافۂ مشکِ ختن ہو نافِ آہو کو ‏ گلستان سے کہو رکھ چھوڑے اپنے سروِ دلجو کو
نہ یہ موزون نہ پہونچے اُسکی نکہت عنبرین مو کو ‏ سوادِ تبت تشبیہ کیسے تیرے گیسو کو

بہارِ گلشنِ تنزیہہ ہے بوٹا ترے قد کا

دو چار آنکھین رہین تجھسے دو عالم سے کنارا ہو ‏ دو بینی سے در روزہ زیست مین دُہرا تماشا ہو
مزا دونا ہو سروِ خلد کے پہلو مین طوبیٰ ہو ‏ میسر ایک جلوے مین مجھے لطفِ دوبالا ہو

کرون مین دیدۂ احول سے نظارہ ترے قد کا

لکھون کیا مدحتِ خطِ لبِ جان بخش حضرت مین ‏ کہ ہے وہ حسن مطلع صفحۂ مہرِ قیامت مین
بلند اک بیت ابرو فرد کلیات فطرت مین ‏ بیاضی مطلع عارض ترا دیوان وحدت مین

نکیلا مطلع ایجاد مین مصرع ترے قد کا

رسالت سے تری منظور تھا سبکو ہدایت ہو ‏ مگر مشکل یہ تھی ذات ایک تیری در عالم دو
زہے حکمت کہ آئے راہ پر گم گشتہ تھے جو جو ‏ بنایا رہنما جب عالمِ ایجاد کا تجکو

ہوا خضرِ سرِ راہِ عدم سایہ ترے قد کا

کلامِ ناطق آیاتِ قرآن حقیقت مین | ل | سراپا معنی تحقیق ہے جملہ ترے قد کا
خدا نے زیب و زینت کی جو بزم آفرینش کی | | لگایا اُسمین قدِ آدم آئینہ ترے قد کا
مٹا ڈالین بنا کر صورتین آدم سے تا عیسےٰ | | تب آیا راست نقشہ کلکِ قدرت سے ترے قد کا
مقابل مجھسے کیا ہو مردِ میدانِ سخن محسن | ق | کہ جوہر ہو مری تیغِ زبان مین وصفِ احمد کا
فضاے تنگِ میدانِ قلم مین نقطہ و خط سے | | بڑے اُستاد نے مجکو سکھایا ہے پھری گد کا

دوئی سے کیون تنفر ہو نہ حضرت کی طبیعت کو — بنایا نورِ یکتائی سے سراپاے حضرت کو
پسند آئی نہ تکرار اپنے جلوہ کی بھی قامت کو — نہ رکھا سایہ تک باقی مٹایا نامِ کثرت کو

جو روشن بزمِ وحدت مین ہوا اکّا ترے قد کا

بیانِ شانِ بسم اللہ ہی ابرو کی آیت مین — خلاصہ سورۂ والشمس کا ہی تیری صورت مین
تری باتین شریعت مین ترا جلوہ طریقت مین — کلامِ ناطق آیاتِ قرآن حقیقت مین

سراپا معنی تحقیق ہے جملہ ترے قد کا

نہین ہو تجھسے باہر ایک بھی قدرت کی نیرنگی — تجلی دو جہان کی تو نے اپنی ذات مین دیکھی
ازل سے ہو تری تقدیر اے محبوبِ حق چمکی — خدا نے زیب و زینت کی جو بزم آفرینش کی

لگایا اُس مین قدِ آدم آئینہ ترے قد کا

بہت پُر زور تھا ہر چند خامہ دستِ قدرت کا — نہ تھا آسان لیکن کھینچنا محبوب کا نقشا
پس صد محو و اثبات ایک مدت مین کھنچا خاکا — مٹا ڈالین بنا کر صورتین آدم سے تا عیسےٰ

تب آیا راست نقشہ کلکِ قدرت سے ترے قد کا

اُڑا لینا بہت دشوار ہی میرا چلن محسن — ٹھہر سکتے نہین آگے حریفِ اربابِ فن محسن
بھلا دیتا ہون مین دم بھر مین سارا بانکپن محسن — مقابل مجھسے کیا ہو مردِ میدانِ سخن محسن

کہ جوہر ہے مری تیغِ زبان مین وصفِ احمد کا

ل قد عربی زبان مین کبھی بمعنی تحقیق اور کبھی بمعنی تقلیل کے آتا ہے۔

سزا حاسد کو ہی دار قلم سے اِس قلمرو مین | کہ یہ دارالحکومت ہے مظفر کا موید کا
کیا شیراز کو پامال اُردوے معلےٰ نے | گیا مان اصفہان لوہا مری تیغ مہند کا
عصای موسوی خامہ ورق ہو ادی ایمن | ید بیضا کو داغِ رشک رہتا ہو مری ید کا
پڑا ہے طور کی چوٹی مین موباف زری ہنگر | لکھا جو شعر وصفِ روی تابان محمد کا

امیر اُسکا مقولہ ہے کہ جو اس راہ پر آئے | جھکائے وہ سرِ تسلیم میرے پاؤن پر پہلے
عجائب ٹھاٹھ سے تعلیم پائی اشک[1] سے مینے | فضائے تنگ میدان قلم مین نقطہ و خطے سے
بڑے اُستاد نے مجکو سکھایا ہے پھری گدکا

تخمیس

نہ مدح غیر سے مطلب نہ ذم سے اِس قلمرو مین | قلم جاری ہی احمدؐ کے کرم سے اِس قلمرو مین
حسد کرکے کہان جائیگا ہمسے اِس قلمرو مین | سزا حاسد کو ہی دارِ قلم سے اِس قلمرو مین
کہ یہ دارالحکومت ہے مظفر کا موید کا

زبانِ تیز کے جوہر زباندان ہو تو پہچانے | ولایت مین صفین کین صاف اس تیغِ مصفا نے
گرے کٹ کٹ کے دستِ فکر سے ترکون کے دستانے | کیا شیراز کو پامال اُردوے معلےٰ نے
گیا مان اصفہان لوہا مری تیغ مہند کا

قصیدہ لکھ رہا ہون نعت مین اعجاز ہی روشن | سواد ہر رقم ہے دود شمع طور کا مخزن
قلمدان جیب کوہِ طور بستہ طور کا دامن | عصائے موسوی خامہ ورق ہو ادی ایمن
ید بیضا کو داغِ رشک رہتا ہو مرے ید کا

دبیر آسمان سے ہو کہین میرا بلند اختر | ہر اک صفحہ مرے دیوان مین رشکِ مہِ انور
چمک ہر معنی روشن کی طرہ ہو تجلی پر | پڑا ہو طور کی چوٹی مین موباف زری ہنگر
لکھا جو شعر وصفِ روے تابان محمد کا

---

[1] اشک تخلص مولوی ہادی علی مرحوم اوستاد حضرت محسن رح

زمین شعر پر نازل ہے قرآن سخن مجھسے ۵۱ کتابِ آسمان اک نسخہ ہے لوحِ زبرجد کا
سخن میرے قلم کی نے سواری سے کہان پہونچا کہ کالے کو سون سبزہ رنگیا چرخِ زبرجد کا
مری طبع روان کا پھر اسی گھاٹ اب اُتارا ہی تماشہ دیکھیے بحرِ سخن کے جزر کا مد کا
احد کا غیب مین مورد شہادت مین تو احمد کا مطلع ۵۲ ہے مشہود ایک ہی بیشک دوچشمی ہائے اشہد کا

ہوے ہین منتظم یہ چار ارکان سخن مجھسے منور ہے چراغِ طاقِ ایوان سخن مجھسے
جہان مین ہی فروغِ نورِ ایمان سخن مجھسے زمینِ شعر پر نازل ہی قرآن سخن مجھسے
کتابِ آسمان اک نسخہ ہی لوحِ زبرجد کا

فلک کب ہمعنانِ توسنِ طبعِ روان پہونچا فرشتونکے جہان پر جلتے ہین اکثر وہان پہونچا
بھرے ایسے ترارے تا فضلے لامکان پہونچا سخن میرے قلم کی نے سواری سے کہان پہونچا
کہ کالے کو سون سبزہ رنگیا چرخِ زبرجد کا

تعلّی حد سے بڑھکر ہوچکی لازم کنارا ہے لکھون پھر شعرتر مدحت مین فکرت کا اشارا ہے
طبیعت باڑھ پر آئی ہی دلنے جوش مارا ہے مری طبع روان کا پھر اسی گھاٹ اب اُتارا ہے
تماشا دیکھیے بحرِ سخن کے جزر کا مد کا

وجوب امکان دونون مین ہی جلوہ نورِ بیحد کا وہ اک غنچہ یہ اک گل ہی ترے گلزارِ مقصد کا
کہین مصداق مطلق کا کہین مظہر مقید کا احد کا غیب مین مورد شہادت مین تو احمد کا
ہی مشہود ایک ہی بیشک دوچشمی ہائے اشہد کا

ہوا جب قصد سیرِ نعت مین موزون قصیدہ ہو لکھے مطلع برابر کے جو پائے قافیے دو دو
نہین آتا ہی مجھپر حرف گر انصاف سے دیکھو بمجبوری لکھا ایند کی صورت لفظ اللہ کو
نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی احمد کا

۵۱ - لوح زبرجد سے مراد توریت ہی جو قرآن شریف سے منسوخ ہوئی۔
۵۲ مراد از اشہد کلمہ شہادت وشہادت ضد غیب۔

بمجبوری لکھا الیہ کی صورت لفظ اللہ کو   نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی احمدؐ کا
یہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیلِ نبوت ہو   ق   خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد آمد کا
کہ دستِ صنع گر فارغ ہوا مقصود اصلی سے   مقید پھر نہو گا مطلق ایجادِ مقید کا
ترے رشتہ سے مثلِ شمع کی آتش ہو گلبازی   ہوا ہے تجھسے روشن نام تیری جد امجد کا
محاسب ہو شفاعت تیری گر دیوان محشر مین   صحیح آئے نہ میزان مین سیاہہ دفترِ بد کا
کھنچی پہلے تری تصویر ازل مین دستِ قدرت سے   ہوا لفظ خدا سے اشتقاق اول ترے خد کا

ہوا تیرا ظہور آخر مین عالم کو نہ حیرت ہو   یہ مضمون صاف روشن ہی اگر چشم بصیرت ہو
موخر انبیا سے کیون نہ خلق جسم حضرت ہو   یہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیلِ نبوت ہو
خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد آمد کا

بڑا نکتہ ہے اس تاخیر مین گر غور سے دیکھے   کہ اس منصب سے پھر اور انبیا محروم رہجاتے
نہ اتنے واسطے پیدا کیا حق نے تجھے پہلے   کہ دستِ صنع گر فارغ ہوا مقصود اصلی سے
مقید پھر نہو گا مطلق ایجادِ مقید کا

خلیل اللہ نے کی واہ کیا ہی کار پردازی   لگائی تجھسے لو اے گرمیِ بازار طنازی
ہوئے انگارے غنچے بھولی شعلونکو سرافرازی   ترے رشتہ سے مثل شمع کی آتش ہو گلبازی
ہوا ہے تجھسے روشن نام تیرے جدِ امجد کا

غلط ہو دفتر آئین کاتبِ اعمال چکر مین   مدین نیکی ہی کی رہجائین باقی سارے دفتر مین
بدی کی جو رقم ہو جا پڑے سنہائی کے گھر مین   محاسب ہو شفاعت تیری جب دیوان محشر مین
صحیح آئے نہ میزان مین سیاہہ دفترِ بد کا

سوا اللہ کے لا علم ہین سب تیری فطرت سے   ملک جن و بشر کوئی نہین واقف حقیقت سے
مقدم ایک کی خلقت نہین ہی تیری خلقت سے   کھنچی پہلے تری تصویر ازل مین دستِ قدرت سے
ہوا لفظ خدا سے اشتقاق اول ترے خد کا

تری ابرو کی ہی محراب لازم طاق عرفان کو — در اسلام کو درکار ہے بازو ترے ید کا
تجمل کا ترے ماہی مراتب سے تا ماہی — ثرے سے ثور تک اک گاؤ تکیہ تیری مسند کا
الم مصروف تیرے دشمنونکی غمگساری مین — لہ خوشی کو کام ہی تیرے محبون کی خوشامد کا
ستایش کے لیے تو واسطے تیری ستایش ہے — کہ ہے مذکور قرآن مین ترے اوصاف بیحد کا

تضمین

مناسب ہی تری مژگانکی چلمن بیت یزدان کو — مزین ہی ترے خط کا کتابہ عرش سبحان کو
تری عارض کا شمسہ چاہیے ایوان ایمان کو — تری ابرو کی ہی محراب لازم طاق عرفان کو

در اسلام کو درکار ہے بازو ترے ید کا

دکھائے خسرو انجم نہ مجکو آسمان جاہی — مری نظروں مین ہی اک گردہ چتر شہنشاہی
ہوئی تیرے مراتب سے کماہی کسکو آگاہی — تجمل کا ترے ماہی مراتب سی تا ماہی

ثری سے ثور تک اک گاؤ تکیہ تیری مسند کا

نہ گزرے کیون تری اعدا کی ذلت اور خواری مین — محب کیونکر نہ پائین حظ تری خدمتگزاری مین
غم و شادی مین دونون محو تیری پاسداری مین — الم مصروف تیرے دشمنون کی غمگساری مین

خوشی کو کام ہے تیرے محبونکی خوشامد کا

طبیعت کے سخندانونکو منظور آزمایش ہے — وگرنہ اُنکی مداحی سے کب تیری نمایش ہے
بہت دشوار باب نعت و مدحت کی گشایش ہے — ستایش کے لیے تو واسطے تیری ستایش ہے

کہ ہی مذکور قرآن مین ترے اوصاف بیحد کا

خداوند دو عالم آپ تیری مدح کرتا ہے — صحف جتنے ہوے نازل ہر اک مین ذکر تیرا ہی
جو ہو تیری ثنا پر بند ہم مین سے وہ سچا ہے — سوا تیرے کسیکی مدح کرنا جسکا شیوا ہو

یہ سمجھ ہو وہ لیے پھرتے ہین چھوٹا قفل ابجد کا

لہ شہیدی. شب ور ذرا وسکے صاحبزادون کا گہوارہ جنبان تھا + عجب ڈھب یاد تھا روح الامین کو بھی خوشامد کا.

سُوا تیرے کسیکی مدح کرنا جسکا شیوہ ہی — یہ پیچ ہی وہ لیے پھرتے ہین جھوٹا قفل ابجد کا
یہ خواہش ہی کرون مین عمر بھر تیری ہی مدّاحی — نہ اُٹھے بوجھ مجھسے اہل دُنیا کی خوشامد کا
چمک ہو درد کی دلمین خیالِ روے تابانسے [1] — ستارہ اوج پر ہو جسم کے برجِ مشید کا
کمندِ دل رہی چھوٹی نہ تیری ڈور کا پھندا [2] — جو ٹوٹے دم کا دھاگا طائرِ روحِ مقید کا

تری خدمت مین اب حاجت روا ہی عرض ہی اتنی — روا ہون حاجتین تیری ہی در سے دین و دُنیا کی
تمنا سے دوسرے کی ہو نہ آلودہ زبان میری — یہ خواہش ہی کرون مین عمر بھر تیری ہی مداحی
نہ اُٹھے بوجھ مجھسے اہل دُنیا کی خوشامد کا

بڑھے سوزِ درونی داغ عشق فتنہ سامان سے — تماشا ہو کہ چمکے بخت نور مہر عرفان سے
شرر نکلین اُٹھین شعلے ہوا ے برق لمعان سے — چمک ہو درد کی دلمین خیالِ روے تابان سے
ستارہ اوج پر ہو جسم کے برج مشید کا

پھنسائے دامِ گیسوے مسلسل مین مجھے ایسا — یہان جبتک ہی آب و دانہ تجھپر پھڑکے دم میرا
رہو مین رشتہ بر پا جب قفس چھوڑون عناصر کا — کمندِ دل رہے چھوٹے نہ تیری ڈور کا پھندا
جو ٹوٹے دم کا دھاگا طائرِ روحِ مقید کا

بنا دے مجکو ایسا مست اپنی چشم شہلا سے — کہ ہو مے سے تنفر روح بھاگے جام و مینا سے
دل وحشی کرے رم دونون عالم کی تمنا سے — ہرن ہو نشہ میرا نشا تین دین و دُنیا سے
رہون خائف تصور کر کے مین دو دال سے دو کا

کرے خاصیت اکسیر پیدا میری خاکستر — مذہب ہو مطلا ہو مرے اعمال کا دفتر
محک مین امتحان کے پیشگاہ حضرت داور — برنگ زر چڑھے سونا مرا میزان محشر پر
اُٹھون مین قبر سے مخمور تیری چشم اسود کا

[1] مشید یعنی بلند۔

[2] ڈور کا پھندا نہ چھوٹے بلکہ کمند دل رہے۔

ہرن ہو نشہ میر انشا تین دین و دنیا سے لہ رہون خائف تصور کر کے مین دوال سو دد کا
برنگ زر چڑھے سونا مرا میزان محشر پر اٹھون مین قبر سے مخمور تیری چشم اسود کا
فرشتے دیکھکر مجکو کہین دیوان محشر مین جگہ خالی کرو مداح آتا ہے محمدؐ کا
تُلے اس نظم کا ہر حرف میزان قیامت مین بطرز تازہ ہو وزن اپنے اشعار مجدد کا
ترے دربار مین ہر وقت رہنے کی اجازت ہو مجھے سرکار سے خلعت ملے عیش مخلد کا

کرے بتیا بیان میرے لیے ہر موج کوثر مین جگہ مجکو ملے رشتہ کی صورت قصر گوہر مین
رقم ہو نام میرا دفتر خاصان داور مین فرشتے دیکھکر مجکو کہین دیوان محشر مین

جگہ خالی کرو مداح آتا ہے محمدؐ کا

لکھا ہے اس قصیدے کو جو مینے وصف حضرت مین عوض ہر بیت کے پاؤن سکونت قصر جنت مین
کیے ہین بسکہ اکثر شعر جمع اوصاف قامت مین تُلے اس نظم کا ہر حرف میزان قیامت مین

بطرز تازہ ہو وزن اپنے اشعار مجدد کا

قصیدہ ختم ہوتا ہے صلہ اسکا عنایت ہو اُٹھاتا ہون دُعا کو ہاتھ وا باب اجابت ہو
بغل مین یہ قصیدہ سر پہ اکلیل سعادت ہو ترے دربار مین ہر وقت رہنے کی اجازت ہو

مجھے سرکار سے خلعت ملے عیش مخلد کا

نہ تجکو تیرے خالق سے کسی صورت جدا سمجھون ظہور شان مطلق کا مین تجکو واسطا سمجھون
حق آئینہ ہو دل پر صاف اصلی مدعا سمجھون ترے عارض کو مین آئینۂ نور خدا سمجھون

کہ فہم سر وحدت ہے الف ایمان کے ابجد کا

قمر سمجھون رخ تابان کو یا مہر سما سمجھون کلف انمین جلن ہے مین سمجھون تو کیا سمجھون
یہ تشبیہین ہین بر عکس ایک رمز حق نما سمجھون ترے عارض کو مین آئینۂ نور خدا سمجھون

کہ فہم سر وحدت ہے الف ایمان کی ابجد کا

لہ دد بمعنی درندہ۔

ترے عارض کو مین آئینۂ نورِ خدا سمجھون | کہ فہم سرِ وحدت ہی الف ایمان کی ابجد کا
الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بڑھا معلوم ہو لفظِ احد مین میم احمدؐ کا

دمِ تحریر تیری ذوق سے بڑھجائے تردستی | قلم کے نکلین آنسو ہو یہ جوشِ خندۂ شادی
شمولِ اشکِ شیرین سے دوات اتنی تو ہو پھیکی | الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بڑھا معلوم ہو لفظِ احد مین میم احمدؐ کا

کبھی تو کام آئے روشنائی میرے نامے کی | کوئی تو رنگ لائے روشنائی میرے نامے کی
نئی صنعت دکھائے روشنائی میرے نامے کی | الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بڑھا معلوم ہو لفظِ احد مین میم احمدؐ کا

تاریخ خمسہ اللھم صل علے محمدٍ عبدک و رسولک النبی الامی وآلہ واصحابہ وازواجہ دائما ابداً
۱۲۷۵ سنہ ہجری

" اللھم صل علے محمدٍ عبدک و رسولک النبی الامی وآلہ وازواجہ اجمعین ۱۲۶۶ سنہ ف

چتر شاہنشاہی

۱۲۷۵ھ

یہ مسدس ایک عزیز دوست کی طرف سے واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کی مدح مین لکھا تھا جو دربار شاہی مین تخلص تبدیل کر کے متعدد مرتبہ پڑھا گیا۔

عزیز مصر جب تک مشتری ہو مہر قیصر ہو　　قمر پرویز زہرہ مثل شیرین ناز پرور ہو
دبیر چرخ توقیعات مین کسریٰ کا ہمسر ہو　　ہو کیوان مثل کے مریخ بہرام دلاور ہو
الٰہی جانعالم بادشاہِ ہفت کشور ہو
فلک پر سات اختر ہین زمین پر ایک اختر ہو

ہو جبتک شاخ مین گل گل مین نکہت رنگ مین چھبن　　لبونپر نے ہو نے مین نغمہ ہو نغمہ مین دل بردن
بغل مین شیشہ ہو شیشے مین مے سر مین شور افگن　　ہو دل پہلو مین دلمین ماہرو مہرو مین اٹھرپن
تری محفل مین دورِ عیش ہم پیمانِ ساغر ہو
مے و محبوب ہو، مطرب ہو، ساقی ہو، گُل تر ہو

رہے تاثیر حسنِ پاک جبتک طورِ سینا مین　　عزیز مصر سے کنعان رہے مشہور دُنیا مین
اُتارا ہو پریزادون کا دلمین چشم بینا مین　　ہو ذکرِ گوپیان گوکل مین، بندرابن مین، متھرا مین
تو محبوبِ جہان اے یوسفِ پاکیزہ منظر ہو
کنہیا برج والون مین، پریزادون مین اندر ہو

ہو جبتک تخم زیرِ خاک و جوش اُسمین نمو کا ہو　　نمو سے ریشہ ہو ہر ریشہ بڑھکر نخل رعنا ہو
نکالے نخل شاخین شاخ کونپل پھر وہ پتا ہو　　ہو پتون مین شگوفہ اور اُس سے میوہ پیدا ہو
نہالِ عمر شاہنشہ ہمیشہ تازہ و تر ہو
رہے قائم پھلے پھولے جہان مین سایہ گستر ہو

رہے جبتک بکامِ تشنہ کامان رحمتِ باری
رہے برسات مین ہر چار سو چھائی ہوئی بدلی

متاعِ کاروانِ ابرِ گوہر بار ہو پانی
کنوین مین آب شیرین ہو بجاے یوسفِ مصری

ترا فیض اے سحابِ مرحمت ہر دم فزون تر ہو
کنوان ہو، نہر ہو، گنگا ہو، قلزم ہو، سمندر ہو

ہو جبتک کان مین زر اور زر سے اُسکی قیمت ہو
رہے حاجت روا زر اور زر کی سبکو حاجت ہو

ہو گوہر بحر مین اور بحر کو گوہر سے عزّت ہو
رہے گوہر مین آب اور آب سے گوہر کی قیمت ہو

ترے دستِ کرم کا قبضہ ہر اک بحر و کان پر ہو
ترے ہاتھون سے خالی بحرِ پُر دُر کانِ پر زر ہو

ہو جبتک کیمیا نایاب تر گو گردِ احمر سے
رخِ اہلِ ہوس ہو زرد تر زر نیخِ اخضر سے

رہے چاندی مراد اکسیریون مین ماہ انور سے
عبارت زہرہ ہو سیماب سے اور شمس ہو زر سے

ترے در پر ہوس کا دامنِ اُمید پر زر ہو
ہو سنگ آستان پارس تو دربان کیمیا گر ہو

ہو جبتک ہمّتِ لشکر کشی فغفور و خاقان مین
رہے خونریزی کا نشہ دماغِ کجکلاہان مین

کمالِ جوہرِ شمشیر سازی ہو صفاہان مین
چلے تیغِ پری پیکر پری کی چال میدان مین

تو اعدا پر مظفر ہو ترا اللہ یاور ہو
کمر مین ذوالفقار اور بازو مین زورِ حیدر ہو

ہو جبتک سینے مین دل اور دلمین درد اور درد مین زاری
نہ ابرو ہو آنکھ، اور آنکھ مین اشک، اشک ہون جاری

ہو پانی تیغ مین، پانی مین زہر، اور زہر ہو کاری
ہو غش سکتہ مین، غش مین بیخودی، اور بیخودی طاری

ترے دشمن کو دُنیا مین نہ آسایش میسّر ہو
ہمیشہ کشتہ و خستہ سراسیمہ و مضطر ہو

رہے جبتک کہ سیر فرقدین اک رنگ جوڑی پر
فلک پروازیون مین مہر کا نقرہ ہو نام آور

زری کا زین پوشِ سبزۂ گردون بنے یکسر ہو شب کی آبنوسی پالکی مین کہکشان جھالر
سواری دیکھکر تیری جہان حیران و ششدر ہو
زبانون پر تعالےٰ شانہ اللہ اکبر ہو

رہے خوشبو مین جبتک فرحت اور خوشبو ہو نسرین مین ہو نسرین باغ مین اور باغ چشم شوق گلچین مین
ہو چین سنبل مین سنبل کی شباہت زلف مشکین مین رہے نافہ مین مشک اور نافہ نافِ آہوی چین مین
دماغِ جان ترے اخلاق عالی سے معطر ہو
شمیم نکہتِ عالم نوازی روح پرور ہو

شرف حاصل کرے جبتک سخن سے نفس انسانی دہن مین ہو زبان اور ہو زبان مین گوہر افشانی
ہو موزون صحبتِ احباب مین رسم غزلخوانی مسلم اس مسدس سے ہو محسن کی سخندانی
ستایش مین ہو تیری جو سخن جسکی زبان پر ہو
غزل ہو یا قصیدہ یا مخمس یا معشر ہو

صبح تجلی

حال ولادت اصبح اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

۹۴۲ سنہ ۱۲۸۹ھ ۳۴۷

بیضاوی صبح کا بیان ہے لہ — تفسیر کتاب آسمان ہے
ہے خاتمۂ شب دل افروز — دیباچہ نگار نسخۂ روز
آثار سحر ہوے نمایان — سیپارہ لیے ہوے ہی دوران
واللیل کو ختم کر چکا ہے — آمادۂ دور والضحےٰ ہے
عنوان فلک ہے دُرِّ منثور — لوحِ زرّین ہے سورۂ نور
اطرافِ بیاض مطلعِ صاف — والفجر کے حاشیے پہ کشاف
معمورۂ دہر تابیابان — ہمطالعِ کشورِ بدخشان
ہر دشت ہی مثل دشتِ ایمن — ہر کوہ برنگِ طور روشن
عالم مین ہے آفتاب تاثیر ۲ہ — آبِ حلب و ہوائے کشمیر
گردون کے غلاف مین ہی پنہان ۳ہ — مشکوٰۃ شریف مہرتابان
آنکھین نظارے کی طلبگار — نظارے کا بخت خفتہ بیدار
منظور ہے حسن کا تماشا — ہر دیدہ ہے دیدۂ زلیخا

لہ بیضاوی در منثور کشاف نام تفسیرون کے ہین۔ منشا یہ ہے کہ رات ختم ہوئی اور صبح صادق کے آثار ہین۔

۲ہ جسطرح تمام عالم مین آفتاب کی تاثیر پھیلی ہوئی ہے اُسی طرح آب حلب اور ہوائے کشمیر ہر جگہ ہے۔

۳ہ مشکوٰۃ نام کتاب حدیث شریف۔

ہی شرق سے غرب تک پریشان ۱ نورِ عینین پیر کنعان
وہ سورۂ یوسفِ تجلی یہ مطلعِ مصر کی عزیزی
پستی کا دماغ آسمان پر ق اوج افلاک مہر گستر
وہ ہے بلغ العلےٰ کی تفسیر ۲ یہ ہے کشف الدجےٰ کی تعبیر
مضمون طلوع صبح صادق ۳ مشہور روایتِ مشارق
موقوف حدیث شب کی تصحیح ۴ رکھ دیجیے طاق پر مصابیح
ظلمت کا چراغ بے ضیا ہے انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے
مہتاب کی چاندنی ڈھلی ہے مریخ کی سست مشتری ہے
روپوش دبیرِ چرخ اخضر ۵ ظلمت کا سیاہہ کر کے ابتر
اہلِ مدِ کہکشان ہی مفرور پروانہ نویس شمع کافور
زہرہ کا سفید ہو گیا رنگ ۶ نظم پروین کا قافیہ تنگ

۱ شرق کو سورۂ یوسف اور غرب کو تفسیر عزیزی قرار دیا ہے۔ مناسبت یوسف و عزیزی و پیر کنعان خاص لطف رکھتی ہے مطلب یہ ہے کہ شرق بجائے قرآن کے ہے اور غرب اُسکی تفسیر ہے۔

۲ پستی کی بلندی بلغ العلیٰ اور افلاک کی مہر گستری کشف الدجی۔

۳ مشہور قسم حدیث و مشارق نام کتاب حدیث۔ مطلب یہ ہے کہ صبح صادق ہونے مین کوئی اشتبہ کا محل نہین ہے۔

۴ موقوف قسم حدیث منشا یہ ہے کہ حدیث شب کی تصحیح موقوف ہوئی یعنی شب تمام ہوئی۔ مصابیح نام کتاب حدیث کا ہے و مصابیح جمع مصباح بمعنی چراغ۔

۵ ظلمت کا سیاہہ ابتر ہو گیا تو دبیر اہلمد پروانہ نویس خائف ہوے کوئی روپوش ہوا کوئی غائب۔

۶ رنگ سفید ہو گیا بمعنی رنگ فق ہو گیا۔ نظم پروین برج ثور کے چھ ستارون کا نام ہے

ہے فکرِ سپہر رات بھر کی ۱ہ   کیا بات ہے مطلعِ سحر کی
بر مطلعِ صبحِ صادق اوستاد ۲ہ   از دیدہ نوشت صاد بر صاد
ہر وقتِ اخیرِ شب خلاصا ۳ہ   الواح زبرجدِ فلک کا
ہنگامِ سپیدۂ سحرگاہ ۴ہ   ساحات مین روز و شب کے واللہ
اِک مخبرِ صادق البیان ہر ۵ہ   پیغمبرِ آخرالزمان ہے
کیفیت وحی مین ہے بلبل   ہے وقتِ نزولِ مصحفِ گل
سبزہ ہے کنارِ آبجو پر   یا خضر ہے مستعدِ وضو پر
نوبت ہے صداے قمریان کی   تیاری ہے باغ مین اذان کی
محوِ تکبیر فاختہ ہے ۶ہ   قد قامتِ سروِ دلربا ہے
اِک شاخ رکوع مین رُکی ہر   اور دوسری سجدے مین جھکی ہر
سوسن کی زبان پر مناجات   جاری لبِ جو سے التحیات
تسبیحِ شگوفہ یا مصوّر ۷ہ   تحریمۂ تاک ربِّ اغفر

۱ہ سپہر آسمان و تخلص شاعر۔ مطلع شعر اول غزل و قصیدہ و جای طلوع۔ سحر تخلص شاعر و صبح مطلب یہ ہر کہ مطلع سحر سپہر کے رات بھر کا نتیجہ فکر ہے۔

۲ہ صبح صادق مین دو صاد مین۔

۳ہ جسطرح توریت جسکو الواح زبرجد فلک کہتے ہین منسوخ ہوگئی اُسی طرح وقت اخیر شب ختم ہوا اور صبح صادق نمودار ہے۔

۴ہ سپیدۂ سحرگاہ کو پیغمبر آخرالزمان قرار دیکر ضروریات پیغمبری کا ذکر کیا ہے۔

۵ہ سپیدۂ صبح پیام رات کے ختم ہونے کا دیتا ہے اسواسطے اُسکو پیغمبر آخرالزمان قرار دیا ہے۔

۶ہ قد قامت تکبیر۔

۷ہ تحریمہ تکبیریکہ بعد نیت نماز گویند۔

پھیلی ہوئی بوئے گل چمن مین — اور وصل علی کا غل چمن مین
غنچے مین ہے خامشی کا عالم — یا صوم سکوت مین ہے مریم
کیاری ہر اک اعتکاف مین ہی — اور آبِ روان طواف مین ہی
پابندِ زکوٰۃ نامیہ ہے — کانٹا زرِ گل کو تولتا ہے [۱]
لایا یہ مجاہدِ صبا رنگ — نافرمان ہو رہا ہے چو رنگ [۲]
سالک ہی چمن مین نہرِ موزون — مجذوب ہے شاخ بید مجنون
ہے صوفی صاف دل صنوبر — تحریکِ نسیم حالت آور
ہر تخم بہ خلوت آرمیدہ — ہر ایک ثمر خدا رسیدہ
ابدال ہین برگ و نخل اوتاد — ہے نعم العبد سروِ آزاد [۳]
خدمت مین بہار کی صبا ہے — سبزہ سُنبل کا بالکا ہے
سجادہ بدوش لالہ یکسو — یکسو شبِ زندہ دار شبُّو
ہی استغراق نیلوفر کو — پاس انفاس ہے سحر کو [۴]
سیفی جو زبان خار پر ہے — نرگس کی نگاہ مین اثر ہے
وحدت ہی چمن مین مغز تا پوست — صادق ہے بہار پر ہمہ اوست
غنچہ نرہا تو گل ہوا ہے — واصل ہی جسے یہان فنا ہے [۵]

[۱] مال نامی پر زکوٰۃ واجب ہے۔

[۲] جہاد نافرمان پر ہوتا ہے۔ نافرمان قسم پھول کی ہے۔

[۳] ابدال گروہے از اولیاء اللہ کہ حق تعالی زمین را بوجود ایشان قایم دارد یکے از ایشان چون بمیرد دیگری از مردم جای او بگیرد مناسبت برگ با ابدال ظاہر۔ اوتاد در اصطلاح سالکان چہار تن اند۔ اولیاء خدای تعالی کہ محافظت جملہ عالم و معموری دنیا از برکت ایشان ست۔ اوتاد جمع وتد بمعنی میخ۔

[۴] نیلوفر پانی مین ڈوبا رہتا ہے اسی رعایت سے لفظ استغراق جو اصطلاح تصوف ہی استعمال کیا گیا ہی۔

[۵] غنچہ مٹ کر گل ہو جاتا ہے۔

کہتا ہے اشارۂ لجالو ۔ مُوتُوا مِن قَبلِ اَن تمُوتُوا
خرقہ ہے نصیب یاسمن کو [۱] ۔ عمامہ ملا ہے نارون کو
پیرایۂ نورمین سمن ہے ۔ سلطانِ مشایخِ چمن ہے
عطار شمیم گلستان کی [۲] ۔ ہم مرتبۂ فرید بوٹی
پھولون مین ہے یون گلاب خوش آب ۔ جیسے قطبون مین قطب اقطاب
کیوڑا گلزار پُرفضا مین ۔ غوث الثقلین اولیا مین
ہر شمع خموشِ فکر مین ہے [۳] ۔ ہر طائرِ شوخ ذکر مین ہے
شورش مین قلندرانہ قمری [۴] ۔ اور چشتی سبز پوش طوطی
ہے خواجۂ نقشبندِ ذیجاہ [۵] ۔ طاؤس علیہ رحمۃ اللہ
ہر کبک دری خلیل آزر [۶] ۔ ہُدہُد نامِ خدا پیمبر
اعجازِ نسیم صبحدم ہے ۔ انفاسِ مسیح کی قسم ہے
عالم مین وہی ہوا ہے چلتی [۷] ۔ جو صبح اَلست کو چلی تھی
تنزیہ ہے مستِ نغمۂ ہُو ۔ ق ۔ ہنگامۂ لا آلہ ہر سو

---

[۱] نارون بمعنی گلنار فارسی۔

[۲] شمیم عطار گلستان کی ہوا اور بوٹی ہمرتبہ فرید ہے۔ عطار سے اشارہ شیخ فریدالدین عطار اور فرید سے بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہما کی طرف ہی۔ شمیم ہوا ے خوشبو۔ فرید بوٹی نام بوٹی کا ہے۔

[۳] فکر و ذکر اصطلاح تصوف شمع کی خموشی ثبوت فکر کا ہے۔

[۴] چشتی سے مراد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح ہین مناسبت سبز پوش با طوطی ظاہر۔

[۵] طاؤس نام ایک کامل بزرگ کا ہے مناسبت طاؤس با نقشبند ظاہر۔

[۶] کبک دری پرندہ ایست خوش رفتار و آتش خوار۔ آزر بمعنی آتش و نام بت تراش مناسبت خلیل با آزر ظاہر۔ ہدہد پیام و نامہ حضرت سلیمانؑ کا ملکہ سبا کے پاس لیگیا تھا جسکا ذکر سورۂ نمل مین ہے۔

[۷] صبح ازل جب الست بربکم کہا گیا تھا۔

باشان وشکوہ جلوہ فرما [1] / شاہنشہِ تختگاہِ الّا

سامان ظہور کی ہے تمہید / قدرت پہ یہ ہو رہی ہے تاکید

فیضِ روح القدس عیان ہو / افشائے رموزِ کُن فکان ہو

آئینہ ہو چار سوئے عالم / لبریز تجلیاتِ پیہم

ہر قطرہ ہو جوشِ بحر در بر / ہر ذرہ ہو آفتاب پیکر

وہ شان ہو آج رنگ و بو کی / مصداق ہو جلّ شانہٗ کی

لو ہمنے حباب کو عطا کی [2] / آب حیوان کی میر بحریٔ

فرمان بقا کے مستند ہون / احکام فنا کے مسترد ہون

کثرت وحدت مین ہو کے فانی / حاصل کرے عمرِ جاودانی

مہمان حدوث کا قِدم ہو / امکان پہ وجوب کا کرم ہو

سیرابیٔ تازہ روپ دکھلائے / ہر شاخ خمیدہ راست ہو جائے

اسرافیل اپنے صور لائین / پھر رنگ رمیدہ کو جمائین

عزرائیل اب کرین نہ دَوڑا / ناکارو کے رہین عدم کا

اللہ اللہ کیا سمان ہے / ہر شے کو حیاتِ جاودان ہے

سرسبزی ہی باغ مین جنان کی / آمد ہے بہارِ بے خزان کی

لوح و قلم ادیب تقدیر / محوِ خطِ نسخ عالمِ پیر

ایام کا بخت پھر جوان ہے / پھر عہدِ شبابِ آسمان ہے

ہستی و عدم مین ایک لَے ہے [3] / لاشے کے بھی لب پہ آج نَے ہے

---

[1] شاہنشہ یعنی اللہ کہ در الا اللہ ہست۔

[2] یعنی حباب کو آب حیوان (بقائے دائمی) کا امیر البحر مقرر کیا۔

[3] لا کا ترجمہ فارسی مین نے ہے۔

کیفیتِ خرّمی سے مسرور | رنگین طبعانِ محفلِ نور
رضوان نے کہین سبیل رکھی | ہر کوزے مین سلسبیل رکھی
تیار کیے بحکم باری | میکائیل[1] اِک طرف نہاری
آئی ہے ساغر و صراحی | کوثر سے کھنچی ہوئی صبوحی
گلدستے بہشت نے بنائے | جبریل[2] درود پڑھتے آئے
بیٹھے ہوے ہین خوشی سے پھولے | غلمان لیے ہار حور گجرے
خاکا ہے زمین مین آسمان کا | نقشا ہے مکان مین لامکان کا
گویا اُتر آئی ہے زمین پر | مینا بازار چرخِ اخضر
نازل ہوے عرش سے فرشتے | سب حیّ علی الفلاح کہتے
حاضر ہوئی روحِ پاکِ آدم | دوران نے کہا کہ خیر مقدم
ہمرنگِ ارم زمانہ بشگفت | طوبیٰ لک یا ابا البشر گفت
انوار ہین نوحؑ کے نمایان | یا ابرِ کرم کا جوشِ طوفان
رحمت کے لباس مین چھپے اس | شیثؑ و ادریسؑ و خضرؑ و الیاسؑ
یُمن و برکت لیے ہین موجود | ہارونؑ و شعیبؑ و صالحؑ و ہودؑ
خاتم پہ لکھے ہوے سلیمانؑ | نقشِ تسخیرِ جن و انسان
بسم اللہِ صادِ صبرِ ایوبؑ[3] | الحمدِ کتابِ شکرِ یعقوبؑ
یوسفؑ مع عزت و مناصب[4] | یونسؑ معِ ماہی و مراتب

[1] حضرت میکائیل کو خدمت رزق پہونچانے کی سپرد ہے۔

[2] حضرت جبریل کو خدمت انبیا پر سلام و پیام پہونچانے کی ہے۔

[3] سورۂ صاد صبر کی بسم اللہ حضرت ایوب اور کتاب شکر کی الحمد حضرت یعقوب ہین۔

[4] ماہی مراتب جلوس شاہی۔ مناسبت ماہی با یونس علیہ السّلام لطفے دارد۔

داؤدؑ لیے زبور پہونچے
موسیٰ مع شمع طور پہونچے

کعبے مین خلیلؑ کا ہے جلوہ
بُت کرنے لگے خدا کا سجدہ

اسحقؑ مع ذبیح آئے
لقمانؑ مع مسیح آئے

تھے حُسن فروش و جلوہ مشتاق
ارواح کے ساتھ ساتھ اخلاق

انواع محاسن و کمالات
اقسام صفات و عمدہ حالات

جو کچھ ابتک ہوا ازل سے
ہونے والا ہے جو کچھ آگے

ہر نکتۂ جانفزاے ناسوت
رازِ ملکوت و سرِّ لاہوت لہ

توحید کی شان راستبازی
تجرید کی وضعِ بے نیازی

استغنا ہمرکابِ تسلیم
اقبال کے ساتھ تخت و دیہیم

دانش داناے سرِّ مکنون
سرمایۂ نازشِ فلاطون

وہ نظمِ فصیح جسکا سحبان
طفلِ ناخواندۂ دبستان

وہ دولت و جاہِ روز افزون
جسکے بندون مین تھا فریدون

حاتم کا وصف جود کامل
عدلِ نوشیروانِ عادل

حکمت مفتاحِ قفلِ مقصود
علم آئینۂ وجودِ معبود

ہر گوہر قلزمِ ولایت
ہر نیرِ مطلعِ ہدایت

صدّیقؓ کا صدق و استواری
عثمانؓ کا حلم و بردباری

آوازہ عمرؓ کی صاحبی کا
اور دبدبہ مرتضےٰ علےؓ کا

ریحان بہشت روح پرور
خُلق حسنؓ شگفتہ منظر

رنگینیِ لالہ زار ایمان
جانبازیِ سیدِ شہیدانؓ

لہ لاہوت عالم ذات الٰہی ست کہ سالک را دران مقام فنا فی اللہ حاصل میشود و مرتبۂ صفات را جبروت و مرتبہ اسما را ملکوت نامند۔ ناسوت عالم اجسام۔

آثارِ مجاہدین ابرار
انوارِ مہاجرین و انصار

مقبولی بایزید و ادہم
محبوبی خاصِ غوثِ اعظم

عرفانِ ابوسعید کرخی
روشندلی جنید و شبلی

گستاخیِ عاشقانِ مغرور
رسوائی دار و گیر منصور رح

عشق آفتِ عاشقانِ جانباز ۱
حسن آئینۂ تجلی ناز

مجنون وہ ہجومِ حسرتِ دل
لیلےٰ مع ساربان و محمل

القصہ یہ دیکھکر تماشا
حیرت ہوئی آکے جلوہ فرما

کہتی ہوئی کیا ہے آج سامان
کھلتا نہین کچھ یہ سرِ پنہان

خورشید فلک کے سائبان مین
یوسف ہے غبار کاروان مین

خلوتگہِ حسن ہے زمانہ
اور جلوۂ صبح شاہدانہ

ڈوبی ہوئی رنگ مین چمن کے ۲
نکھری ہوئی روپ مین دُلہن کے

خورشید ظہور کا شرف ہے ق
معراج نظر کو ہر طرف ہے

مظہر کا خطاب میرزا ہے ۳
منظر کا لقب ابوالعلا ہے

شبنم کو دمِ فلک مآبی ۴
مٹی مین کمالِ بوترابی

ہر قطرے مین آب و تاب گوہر
ہر موج شعاع مہر انور

آفاق مین ہے تجلی نور
یا شانِ نزولِ جلوۂ طور

کرتا ہے فلک سجود پیہم
مائل بزمین ہو عرش اعظم

---

۱ عشق جو آفت عاشقان جانباز کے واسطے ہے۔

۲ صبح کی صفت ہے۔

۳ مظہر مرزا مظہر جانجانان رح۔ شاہ ابوالعلا رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مین عجیب و غریب اثر تھا۔

۴ ابوتراب کنیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ جسمین تراب کا لفظ ہے جسکے معنی خاک کے ہین۔

اونچی ہوئی یہ مکان کی کرسی　　سب کھل گئی لامکان کی قلعی
مرکز کو چلی گئی ہے کیا نار　　آتشکدے گل ہوے جو یکبار
پانی طوبیٰ کی جڑ مین پہونچا　　جو خشک ہوا ہے بحرِ ساوا
ہے خاک کی طبع مین روانی　　جو دشت سماوہ مین ہے پانی
چلتے ہین یہ کس ہوا کے جھونکے　　ہوش اُڑتے ہین جن سے کاہنونکے
باندھا وہ قضا نے لعن کا لام [۱]　　ابلیس کی فوج مین ہے کہرام
بُت مہر سکوت بر دہان ہے　　بتخانون مین شورِ الاماں ہے
کسکی شوکت کا زلزلا ہے　　قصرِ کسرےٰ جو ہل رہا ہے
ہے کس کو خطاب ایزدِ پاک　　لَولاکَ لَمَا خلقتُ الافلاک
گم نورِ وجود مین عدم ہے　　آغوش حدوث مین قدم ہے
ہے فرش پہ عرش کی تجلی　　کہتی ہوئی لا الٰہ غیری
ہے قبلہ ہر ایک سمت پُر نور　　ہر بیت ہے مثل بیت معمور
ہر نقص کمال کا سزاوار　　ہر جزو مین عقل کل کے آثار
کیا رنگِ قبول جلوہ گر ہے [۲]　　ہر گُل پہ ہزار کی نظر ہے
ہے چاندنی ایک ماہ پیکر [۳]　　سورج مکھی آفتاب انور
اورنگ نشینِ باغ ہے گُل [۴]　　اور ہفت ہزاریون مین بلبل
ذی حکم خزانہ اشرفی ہے　　صد برگ کا اسم پانصدی ہے

---

[۱] لام باندھنا بمعنی لشکر جمع کرنے کے ہے۔

[۲] ہزار کنایہ از بلبل۔

[۳] گل چاندنی سورج مکھی گل اشرفی گل صدبرگ گل عباسی گل داؤدی مشہور پھولون کے نام ہین۔

[۴] ہفت ہزاری منصب ہوا اسمین لفظ ہزار ہے جسکے معنے بلبل کے ہین۔

عباسی کو دعویٰ فتوت | داؤدی کو شبہہ نبوت
ہر دانہ ہے عابدِ سحر خیز | ہر ذرہ خاک شمس تبریز
القابِ نسیمِ دامنِ دشت | مخدومِ جہانیان جہان گشت
خالق کا کرم ہے فیض گستر | بخشش کا صلا ہے عام گھر گھر
روئے حسنات سوئے اخیار | چشمِ رحمت سوِ گنہگار
ہے فکر مین عابدون کی طاعت | محسن کی تلاش مین شفاعت
جیسی اِسدن سحر ہوئی ہے | ایسی کبھی پیشتر ہوئی ہے!
این نسخہ چہ انتخاب دارد | این صبح چہ آفتاب دارد
ناگاہ بجلوۂ عبارت | پیدا ہوئی غیب سے بشارت
یہ صبح سعادتِ جہان ہے | نوروزِ بہارِ جاودان ہے
مفتاح خزینہ ہائے اسرار | مصباح تجلیات انوار
ہے بدر کمال اوج تشبیہہ | لبریز جمال مہر تنزیہ
نازل ہے زمین پہ کبریائی | بندے کے لباس مین خدائی
اِسوقت دیار مین عرب کے | مطلع سے تجلیات رب کے
برجِ شرفِ قریشیان مین | اور ہاشمیون کے خاندان مین
کعبے کی زمین نامور سے | اور عبد المطلب کے گھر سے
اسلام کا آفتاب چمکا | بے پردہ و بے نقاب چمکا
پیدا ہوے سرورِ دو عالم | ق پیدا ہوے فخر نوحؑ و آدمؑ
محبوبِ خدا نبی مرسلؐ | صبح دو مین روزِ اوّل
شاہنشہ انبیا محمدؐ | تاجِ سرِ اصفیا محمدؐ
پیدا ہوے حضرتِ پیمبرؐ | ق صبحِ قدرت کے سعد اکبر

واللیل اشارتے ز مویش | والشمس عبارتے ز رویش
خورشید سپہر دین محمدؐ | نورِ عین الیقین محمدؐ

پیدا ہوئے قبلۂ طریقت | ق | پیدا ہوئے کعبۂ حقیقت
مقصود ازل ابل واعلےٰ | منظورِ حضورِ حق تعالےٰ
سلطان فلک حشم محمدؐ | مہر عرب و عجم محمدؐ

پیدا ہوئے بادشاہِ دیجاہ | ق | آرائشِ تختِ لِی مَعَ اللہ
عین عرفان و مردمِ عین | ابروے جبین قاب قوسین
جان و دل مرسلین محمدؐ | روحِ روح الامین محمدؐ

پیدا ہوئے خاتم النبیینؐ | ق | مُہرِ فرمانِ عزّ و تمکین
با میم احد احمدِ بلا میم | شایستہ صد صلوٰۃ و تسلیم
گنجینۂ اصطفا محمدؐ | آئینۂ حق نما محمدؐ

محوِ رضوان حق روانش | آل واصحاب و پیروانش
کیفیتِ وجد مین ہو اب ذوق | کہتا ہے خطیب خامۂ شوق
ہے ذکرِ ولادتِ پیمبرؐ | اَعلیٰ اَولیٰ اَہمّ واَکبر

فغان محسن

سنہ ۱۲۸۹ھ

یہ مثنوی سچی ہمدردی اور پرانی محبت کا فوٹو ہے حضرت محسن کے ایک دوست پر سرکاری معاملہ مین گرفت ہوئی جسمین اندیشہ تھا کہ اُنکی عزت و آبرو مین فرق آئے حضرت محسن اپنے دوست کی پریشانی و اضطراب کا صدمہ نہ اُٹھا سکے۔ بیمار ہوگئے۔ جب خدا کے فضل سے وہ معاملہ رفت وگزشت ہوگیا حضرت محسن کو بھی صحت ہوگئی۔ بعد صحت یہ مثنوی لکھی تھی نظرثانی سے محروم رہی۔

یہ بیٹھے بٹھائے مجھے کیا ہوا — تڑپنے لگا دل اُچھلنے لگا
زمین تک مرے آنسو آنے لگے — فلک تک مرے نالے جانے لگے
جگر مین تپش لب پہ شیون ہے کیون — مجھے آپ ہی آپ اُلجھن ہے کیون
مری چشم تر کا یہ کیا حال ہے — کہ دامن سے تا آستین لال ہے
مرا رنگ فق ہوتا جاتا ہے کیون — بدن خود بخود سنسناتا ہے کیون
سبب کیا کہ مین سر کو دُھننے لگا — ہوا کیا کہ مین تنکے چُننے لگا
ہنسی مین مرے آنسو بہنے لگے — مجھے لوگ سودائی کہنے لگے
نیا راگ لائی مری بیکسی — چھُٹا دیس جنگلے کی دُھن ہوگئی
مرے مُنہ پہ زردی سی کیون چھاگئی — چمن مین مرے کیون خزان آگئی
پسینے بھی دیکھے نکلتے ہوے — ہے گھبراہٹ اتنی مجھے کسلیے
کڑی اپنے ہاتھون اُٹھانے چلا — کھلے بند مین قید خانے چلا
چمن سے مجھے شوق صحرا ہوا — نئے رنگ کا مجکو سودا ہوا
خزان آئے تو دل کو کھٹکا نہین — بہار آئے تو مجکو پروا نہین

طبیب آئین بالین پہ تو دم گھٹین ۔ مری نبض دیکھین تو نبضین چھٹین
کوئی فصد لے یان اثر تک نہو ۔ کوئی پوچھنے دے یان خبر تک نہو
عجب طرح کا ہے یہ دیوانہ پن ۔ نہ شوقِ خموشی نہ ذوقِ سخن
اگر ہے محل گفتگو کی ٹھنی ۔ بِلا نطق کو خلعتِ سوسنی
خموشی ہوئی گر بجائے سخن ۔ مِلا نالہ کو سُرمئی پیرہن
جو سوتے مین شب کو رہی بیکلی ۔ تو خوابِ پریشان سے نیند اُڑ گئی
جو دن کو بھی سوز باطن رہا ۔ تو دن بھر مرا کیا بُرا دن رہا
خوش آتی نہین اب مجھے کوئی شے ۔ نہ دریا نہ گلشن نہ مینا نہ مے
نہین کوئی سامان مجھے سازوار ۔ نہ ساقی نہ مطرب نہ فصلِ بہار
کبھی میری کیفیت ایسی نہ تھی ۔ یہ شورش یہ سوزش یہ گرمی نہ تھی
نہ ایسی کبھی بیقراری ہوئی ۔ نہ مجھپر غشی ایسی طاری ہوئی
نہ آنکھونکے پردے گلابی ہوے ۔ نہ تار آنسوؤنکے شہابی ہوے
گھڑی بھر مین ہو گیا گرد برد ۔ ستم ہے غضب ہے کلیجے کا درد
نہ کیا کیا ہوس زندگانی کی تھی ۔ مگر موت آنی جوانی کی تھی
کوئی دم مین دم ہی نکلتا ہو آج ۔ کلیجا مرا کوئی ملتا ہو آج
چلی آتی ہین ہچکیان دمبدم ۔ مجھے یاد کرتے ہین اہلِ عدم
اندھیرا مری آنکھونمین چھا گیا ۔ جبین پر تو دیکھو عرق آ گیا
تڑپنے مجھے دو نہ بولو ذرا ۔ مرے ہاتھ اور پاؤن کھولو ذرا
نہ للہ مجکو سنبھالے کوئی ۔ مرے مُنہ مین پانی نہ ڈالے کوئی
سُبکروحی یارون کو دکھلاؤنمین ۔ کہ بو ہو کے غنچہ سے اُڑ جاؤنمین
مین کسواسطے خاطر آزار ہون ۔ کسی کے دل و دوش کا بار ہون

ہو آنکھون سے آبِ روان موجزن [١] — اُسی مین نہاؤن وہی ہو کفن
مرے فاتحہ کو نہ آئے کوئی — جنازہ نہ میرا اُٹھائے کوئی
نہ قل ہو نہ پھول اور نہ میلہ رہے — مرا مردہ سب سے اکیلا رہے
نہ شمعِ لحد کا بھی آنسو بہے — فقط بیکسی مجکو روتی رہے
خفا کر کے محسن نہ پھیرین مجھے — فرشتون سے کہدو نہ گھیرین مجھے
سمجھتا نہین مین حساب و کتاب — یہ رکھتا ہون اِک مختصر سا جواب
نہ مین نے کیا کچھ نہ جانا کبھی — مگر سجدۂ آستانِ نبیؐ
خطا بخش بدیوانگہِ کبریا — حبیبِ خدا اشرفِ انبیا
زاسماے او روز امید و بیم — شفیعِ مطاعؐ نبیؐ کریم

---

[١] آب روان ایک قسم کپڑے کی ہے۔

نگارستانِ اُلفت

۱۲۹۳ھ

معروف

پیاری باتین

یہ مثنوی ایک دوست کے اصرار سے لکھی تھی۔ شب کو اُنکے یہان مشاعرہ تھا سہ پہر کو اُنکے اصرار سے مجبور ہو کر صرف ایک گھنٹہ مین یہ مثنوی لکھی تھی نظر ثانی کی نوبت نہین آئی۔ بر سبیل تذکرہ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہ مثنوی ناتمام ہے:-

اِک نظر مہر کی مجھپر ساقی ‌ ‌ ‌ ماہِ رُو آئینہ پیکر ساقی
مہربان تشنہ لبون پر ہو جا ‌ ‌ ‌ دل کی لہرون کا سمندر ہو جا
کشتیِ مے نہ چلی میرے بغیر ‌ ‌ ‌ میرے دریا ترے بیڑے کی خیر
کر دے سرشار مجھے جی بھر کے ‌ ‌ ‌ دے صراحی یہ صراحی بھر کے
گردشِ جام شرابے ساقی ‌ ‌ ‌ دمِ آبے دمِ آبے ساقی
غرق کرتا ہے تلاطم مجھکو ‌ ‌ ‌ آج للہ کوئی خُم مجھکو
یہ بھی اِک وقت ہی بدڈھب ساقی ‌ ‌ ‌ یار کرتا ہے مخاطب ساقی
چھینٹے دیدیکے رُلاتا ہی مجھے ‌ ‌ ‌ غیر بن بن کے بناتا ہی مجھے
ہین یہ کیا رنگ تمھارے محسن ‌ ‌ ‌ سُست کیون ہو مرے پیارے محسن
نہ وہ صورت نہ وہ سیرت تیری ‌ ‌ ‌ یار کیا ہو گئی حالت تیری
اُڑ گیا رنگ ترا بُو ہو کر ‌ ‌ ‌ بہ گیا خونِ دل آنسو ہو کر
حیف حالت تری دکھ پائی ہوئی ‌ ‌ ‌ ہائے صورت تری مُرجھائی ہوئی

لب پہ آئے ہوئے نالے پیہم
ڈبڈبائی ہوئی آنکھین ہردم

چہرہ ڈوبا ہوا حیرانی مین
عرق آیا ہوا پیشانی مین

زردی چھائی ہوئی رخسارونپر
سرسون پھولی ہوئی انگارونپر

مُردنی چھائی ہے چہرہ دیکھو
اپنی جاتی ہوئی دُنیا دیکھو

چھپ گیا چاند ستارا ہوکر
اُڑ گیا آینہ پارا ہوکر

ہردم اک رنگ بدلتا ہی کیون
شمع کی طرح سے جلتا ہی کیون

یہ انگرکھے ترے گلکاری کے
جنکی کلیون مین چُبھے ہین کانٹے

کامدانی کا پہنا چھوڑا
لٹ گیا تیرا شہانا جوڑا

رنگ اُڑ اُڑ کے بکھر جانے لگا
ناتوانی کو بھی غش آنے لگا

بند آنکھین کیے روتے دیکھا
رات ہمنے تجھے سوتے دیکھا

کس بلا کا تو ہوا ہے مجنون
لیلی کہتی ہے بلائین لیلون

کوہ پر جاکے اگر سر مارے
کوہکن بھی نہ تجھے پتھر مارے

باتین کرتے ہو تو رُک جاتے ہو
آپ ہی چھیڑ کے شرماتے ہو

کبھی ملتے ہو تو بیگانے سے
کبھی ہنستے ہو تو دیوانے سے

شہر کا سیر و تماشا چھوڑا
چاندنی چوک کا رستا چھوڑا

رکھدیے موسمِ گُل مین کیونکر
طاقِ نسیان پہ سُنہری ساغر

آشنا گل کے نہ سوسن کے رہے
باغ مین تم تو خزان بنکے رہے

بیٹھے جنگل مین نہ یکسو ہوکر
کالے کوسون پھرے آہو ہوکر

نجد مین تیرا گلا ہوتا ہے
قیس لیلےٰ سے خفا ہوتا ہے

کسی بُت نے تجھے حیران کیا
کسی کافر نے مسلمان کیا

بیٹھے بٹھلائے یہ سودا تجکو
کیا ہوا میرے کنہیا تجکو

دیکھ بھر آئین تری پھر آنکھین
یاد آئین کوئی کافر آنکھین

خون مین ڈوبی نگاہین کیسی
ہین مری جان یہ آہین کیسی

بگڑے کیون اے مرے بسمل چتون
یاد آئے کوئی قاتل چتون

عشقِ گیسو نے یہ عقدہ کھولا
سر یہ چڑھکر ترے جادو بولا

جال پھیلائے ہین منتر والے
بال کھولے ہوے گھونگر والے

جان لیتے ہین نکھرنے والے
تم سلامت رہو مرنے والے

دل لگا ہے تو پشیمانی کیون
جان کی فکر مرے جانی کیون

آبرو کی تجھے پروا کب تک
ننگ و ناموس کا کھٹکا کبتک

ہوش مین آؤ سمجھ والے ہو
تم تو بے مے پیے متوالے ہو

سُنو کہین ایک نہ مانی آخر
مٹ گئی تیری جوانی آخر

چاندنی پچھلے پہر کی کب تک
روشنی شمع سحر کی کب تک

دل ناشاد کو رکھ قابو مین
نہ سہی یار نہ ہو پہلو مین

جھوٹی کھاؤ نہ ہزارون قسمین
پھینکدو دل جو نہین ہو بس مین

حال دشمن کا دگرگون ہو جائے
کیون ترا دل مری جان خون ہو جائے

تھام لے دل تجھے دلبر کی قسم
سر اُٹھا تجکو مرے سر کی قسم

دوستانہ تجھے سمجھاتے ہین
نہین سُنتا ہو تو ہم جاتے ہین

بس مجھے آتے ہین چکر ساقی
لے مرے ہاتھ سے ساغر ساقی

ہاتھ لینا مجھے غش آتا ہے
دل کہین اور لیے جاتا ہے

تیری محفل کا یہی طور رہے
دَور جبتک ہے یہی دَور رہے

مدیح خیر المرسلین

سنہ ۱۲۹۳ھ

اس قصیدے کی تشبیب پر جو اعتراض ہو سکتا ہے اُسکا جواب حضرت امیر مینائی مرحوم نے لکھا تھا وہ بجنسہ نقل کیا جاتا ہے۔

"بادی النظر مین شبہہ ہوتا ہے کہ قصیدۂ نعت مین متھرا گوکل و کنہیا کا ذکر بے محل ہے لہذا دفع دخل کیا جاتا ہے کہ نعت مین تشبیب کے معنے ہین ذکر ایامِ شباب کرنا اور اصطلاح شعرا مین مضامین عشقیہ کا بیان کرنا اساتذہ نے تخصیص مضامین عاشقانہ کی قید بھی نہین رکھی۔ کوئی شکایت زمانہ کی کرتا ہے کوئی متفرق مضامین کی غزل لکھتا ہی کوئی غزل مین کسی طرح کا خاص تلازم ملحوظ رکھتا ہے۔ الغرض متبعان کلام اساتذہ و حقیقت شناسان تشبیب و قصیدہ پر پوشیدہ نہین ہے کہ مضامین تشبیب کے محصور نہین ہین اور نہ کچھ اس مناسبت کی قید ہے کہ حمد و نعت و منقبت مین قصیدہ ہو تو تشبیب مین بھی اُسیکی رعایت رہے۔ مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی نے منقبت مین قصیدہ لکھا ہے جسکا مطلع ہے:۔

صبحے کہ در ہوائے پرستاری وثن　　　جنبد کلید بتکدہ در دست برہمن

اور اس قصیدے کی تشبیب مین بھی ایسے ہی مضامین لکھے ہین۔ عمدہ تر سند اُسکے جواز کی یہ ہے کہ حضرت سرور کائنات خواجۂ ہر دو عالم صلعم کے حضور مین قصیدہ بانت سعاد جسکی تشبیب بھی مشروع نہین ہے پڑھا گیا اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے اُسکی تحسین فرمائی۔"

اس قصیدہ مین تشبیب کے بعد گریز پڑھنے سے کوئی محل اعتراض باقی نہین رہتا ہی

تاہم بعض احباب کے بیحد اصرار سے مجبور ہو کر جناب والد مرحوم نے چند شعر بطور جواب لکھے تھے جو نقل کیے جاتے ہین۔

گو قصیدے سے جدا ابر بہار تشبیب ۔۔۔ فکر کے تازہ و تر کرنے کو ہے مستعمل
مختلف ہوتے ہین مضمون کہین عشق کہین ۔۔۔ کہین نغمہ ہو کہین مے کہین پھول کہین پھل
جیسا لکھا ہے امیر الشعرا نے دم طبع ۔۔۔ اسکی پیشانی پہ دیباچہ ماقل و دل
تاہم اک لطف ہو خاص اسمین جو سمجھے دانا ۔۔۔ کہ سخن اور سخنگو کو ہو نازش کا محل
پڑھکے تشبیب مسلمان معہ تمہید و گریز ۔۔۔ رجعت کفر با یمان کا کرے مسئلہ حل
کفر کا خاتمہ بالخیر ہوا ایمان پر ۔۔۔ شب کا خورشید کے اشراق سے قصہ فیصل
چشم انصاف سے دیکھو تو قصیدے کی شبیہہ ۔۔۔ نیم رخ تھی اسی رنگت سے ہوئی مستقبل
ظلمت اور اُسکے مکارہ مین ہوا طول سخن ۔۔۔ مگر ایمان کی کہیے تو اسی کا تھا محل
غلبہ و سطوت ظلمت کے بیان مین مضمر ۔۔۔ شوکت اُس نور کی ہے جسنے کیا مستاصل
کفر و ظلمت کو کہا کسنے کہ ہے دین خدا ۔۔۔ مے و نغمہ کو لکھا کسنے کہ ہی حسن عمل
مدعا یہ ہے کہ رندون کی سیہ بختی سے ۔۔۔ ق ۔۔۔ ظلمت کفر کا جب دہر مین چھایا بادل
ہوا مبعوث فقط اُسکے مٹانیکے لیے ۔۔۔ سیف مسلول خدا نور نبی مرسل
مہر توحید کی ضو اوج شرف کا مہ نو ۔۔۔ شمع ایجاد کی لو بزم رسالت کا کنول

شعرا اسلام نے کفر کو ظلمت سے اور ایمان کو نور سے تشبیہہ دی ہے جناب حضرت عباس عم مکرم حضرت رسالتمآب صلعم نے حضور کی شان مین شعر ذیل پڑھا۔

انت لما ولدت اشرقت الارض ۔۔۔ وضاءت بنورہ الافق

اور کعب بن زبیر رضؓ نے قصیدہ بانت سعاد کا شعر ذیل پڑھا تو حضرت سرور کائنات نے خوش ہو کر چادر مبارک صلہ مین عطا فرمائی۔

انّ الرسول لنور یستضاء بہ ۔۔۔ مہند من سیوف اللہ مسلول

اس قصیدہ پر متعدد تضمینین لکھی گئی ہین سب مین عمدہ تضمین منشی عبدالمجید سحر مرحوم کی ہے جو فٹ نوٹ مین درج کیجاتی ہے اور جسکا نام تاریخی مدح پیغمبر (۱۳۰۶ھ) ہے

سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل (۱) — برق کے کاندھے پہ لاتی ہی صبا گنگا جل
گھر مین اشنان کرین سرو قدان گوکل (۲) — جا کے جمنا پہ نہانا بھی ہی اک طول امل
خبر اُرتی ہوئی آئی ہے مہابن مین ابھی (۳) — کہ چلے آتے ہین تیرتھ کو ہوا پر بادل
کالے کوسون نظر آتی ہین گھٹائین کالی — ہند کیا ساری خدائی مین بتون کا ہی عمل

ہر صنمخانہ مین اسوقت خوشی کا ہے محل — ہر جگہ برج مین ہی دھوم سجے ہین استھل
پیشوائی کو ہوئی موج مین جمنا بیکل — سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لاتی ہی صبا گنگا جل

کیون کرین قالب بے روح مکان گوکل — جسم گوکل یہ پریزاد ہین جان گوکل
بہتی گنگا رہے ہر گھر مین میان گوکل — گھر مین اشنان کرین سرو قدان گوکل
جا کے جمنا پہ نہانا بھی ہی اک طول امل

کیا شگوفہ ہی کھلا برج کے گلشن مین ابھی — کیسے پھولے ہین کنول چشم برہمن مین ابھی
خوب بے پر کی اُڑی کوچہ و برزن مین ابھی — خبر اُڑتی ہوئی آئی ہی مہابن مین ابھی
کہ چلے آتے ہین تیرتھ کو ہوا پر بادل

آج چلتی ہے زمانہ مین ہوا بنگالی — ہندوے پیر فلک جپتا ہی کالی کالی
اب نہین روئے زمین تل کے برابر خالی — کالے کوسون نظر آتی ہین گھٹائین کالی
ہند کیا ساری خدائی مین بتونکا ہی عمل

---

(۱) کاشی بنارس کو کہتے ہین۔

(۲) اشنان بمعنی غسل۔ گوکل مقام پرستش کا ہے۔

(۳) تیرتھ کو جانا یعنی کسی پرستش گاہ کی زیارت کو جانا مہابن مشہور مقام پرستش۔

جانبِ قبلہ ہوئی ہی یورش ابر سیاہ — کہین پھر کعبے مین قبضہ نکرین لات و ہبل
دُہر کا ترسا بچہ ہے برق لیے جل مین آگ [۱] — ابر چوٹی کا برہمن ہی لیے آگ مین جل
ابرِ پنجاب تلاطم مین ہے اعلے ناظم [۲] — برق بنگالہ ظلمت مین گورنر جنرل
نہ کھلا آٹھ پہر مین کبھی دو چار گھڑی — پندرہ روز ہوے پانی کو منگل منگل

تضمین

کیا گھٹا چھا گئی کالی سوے مغرب ناگاہ — وہ اندھیرا ہے کہ ہر آنکھ کی خیرہ ہو نگاہ
ہر زبان پر یہ سخن ہے کہ عیاذاً باللہ — جانب قبلہ ہوئی ہی یورش ابر سیاہ
کہین پھر کعبے مین قبضہ نکرین لات و ہبل

اِن کا استھان نہ کاشی ہی نہ متھرا نہ پراگ — ساتھ ساتھ اپنے لیے پھرتے ہین اپنا گھر آگ
زور نیرنگ دکھاتے ہین فلک بے لاگ — دُہر کا ترسا بچہ ہی برق لیے جل مین آگ
ابر چوٹی کا برہمن ہی لیے آگ مین جل

ایک عالم کے بہانے کو بنا ہی حاکم — دوسرا آگ لگانے کو ہوا ہے عازم
کیا جفا کار ستمگر ہین یہ دونون ظالم — ابر پنجاب تلاطم مین ہے اعلے ناظم
برق بنگالہ ظلمت مین گورنر جنرل

قید باران مسلسل ہے زمانہ پہ کڑی — کبھی بھادون کا برن ہی کبھی ساون کی جھڑی
سبکو حیرت ہی کشش و پنج مین خلقت ہی پڑی — نہ کھلا آٹھ پہر مین کبھی دو چار گھڑی
پندرہ روز ہوے پانی کو منگل منگل

[۱] دُہر کا یعنی انتہا درجہ کا۔ برق کی آتش پرستی اِس غضب کی ہے کہ پانی مین آگ لیے ہے اور ابر ایسا اعلے درجہ کا برہمن ہے کہ آگ مین پانی لیے ہے چوٹی کا یعنے اعلے درجہ کا چوٹی کی رعایت برہمن سے ظاہر ہے۔

[۲] تلاطم مین پانچ حرف ہین مناسبت بنگالہ کی ظلمت سے ظاہر ہے۔

دیکھیے ہوگا سری کشن کا کیونکر درشن [1] سینۂ تنگ مین دل گوپیونکا ہی بیکل
راکھیان لیکے سلونون کی برہمن نکلین تار بارش کا تو ٹوٹے کوئی ساعت کوئی پل
ابکی میلہ تھا ہنڈولے کا بھی گرداب بلا نہ بچا کوئی محافہ نہ کوئی رتھ نہ بہل
ڈوبنے جاتے ہین گنگا مین بنارس والے [2] نوجوانون کا سنیچر ہے یہ بڑھوا منگل

لوگ ششدر ہین پڑے گھر سے نکلنا ہی کٹھن حسرت و یاس کے جاری ہین زبانون پہ سخن
عالمِ آب ہے برسانہ سے تا بندرا بن [3] دیکھیے ہوگا سری کشن کا کیونکر درشن
سینۂ تنگ مین دل گوپیون کا ہی بیکل

بُت بنے یہ نہین قدرت کہ کہین گھر سے ہلین خود پڑے قیدِ مصیبت مین خبر کسکی لین
پا بگل آپ ہوے جائین کہان کس سے ملین راکھیان لیکے سلونون کی برہمن نکلین
تار بارش کا تو ٹوٹے کوئی ساعت کوئی پل

جھولنے والون کا ہردم تہ و بالا دل تھا ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی ڈوبا ڈوبا
کوئی پہونچا جو وہان تک تو وہ دلدل مین پھنسا ابکی میلہ تھا ہنڈولے کا بھی گرداب بلا
نہ بچا کوئی محافہ نہ کوئی رتھ نہ بہل

کون یون جان کو گرداب بلا مین ڈالے اپنے ہاتھون سے پڑے دام قضا کے پالے
اتنی سُدھ بُدھ نہین پڑ جائینگے جی کے لالے ڈوبنے جاتے ہین گنگا مین بنارس والے
نوجوانون کا سنیچر ہے یہ بڑھوا منگل

[1] سری کشن کنہیا جی کو کہتے ہین۔ گوپیان وہ عورتین جو کنہیا جی کی سہیلیان تھین پہلا مصرع گوپیون کی جانب سے ہے۔

[2] بُڑھوا منگل میلہ کا نام ہے جو بنارس مین منگل کو ہوتا ہے۔

[3] برسانہ نام مقام۔

نہ و بالا کیے دیتے ہین ہوا کے جھونکے   بیڑے بھادونکے نکلتے ہین بھر گنگا جل

کبھی ڈوبی کبھی اُچھلی مہِ نو کی کشتی   بحرِ اخضر مین تلاطم سے پڑی ہے ہل چل

قمریان کہتی ہین طوبے سے مزاج عالی له   لالہ باغ سے ہندوے فلک کھیم کسل

شب دیجور اندھیرے مین ہو بادل کے نہان   لیلی محمل مین ہو ڈالے ہوے مُنہ پر آنچل

شاہد فکر ہے کھڑے سے اُٹھائے گھونگھٹ   چشم کافر مین لگائے ہوے کافر کاجل

ہوش اُڑ جائینگے آندھی کے نہ پوچھو صدمے   دشت و گلزار اُڑے جاتے ہین گرتے پڑتے

جوش دریا سے یہ طوفان و تلاطم دیکھے   نہ و بالا کیے دیتے ہین ہوا کے جھونکے

بیڑے بھادونکے نکلتے ہین بھر گنگا جل

جوش باران نے زمانہ کی یہ صورت بدلی   حوت ماہی ہو تو جوزا بھی ہو مردم ماہی

گوڑ دی مزرعہ افلاک کی بالکل کھیتی   کبھی ڈوبی کبھی اُچھلی مہ نو کی کشتی

بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہو ہل چل

داغہاے دلِ عاشق ہین گھٹائین کالی   یا بلاے قد بالا ہے قیامت والی

پرسشِ حال مین ہین محو پریشان حالی   قمریان کہتی ہین طوبے سے مزاج عالی

لالہ باغ سے ہندوے فلک کھیم کسل

صف بصف لشکر زنگی کیطرح ابر روان   یا سیہ خیمہ مین ہے گرم شبستان جہان

ہو سیہ بختی مجنون کا دوچندان سامان   شب دیجور اندھیرے مین ہو بادل کے نہان

لیلی محمل مین ہو ڈالے ہوے مُنہ پر آنچل

اک سیہ مست سیہ کار ہو کافر نٹ کھٹ   دین و دُنیا سے زمانہ کو کریگا چوپٹ

دیکھین رندون کو سُلائے یہ بلا کس کروٹ   شاہد فکر ہے کھڑے سے اُٹھائے گھونگھٹ

چشم کافر مین لگائے ہوے کافر کاجل

له کھیم کسل بمعنی مزاج شریف۔

جو گیا بھیس کیے چرخ لگائے ہی بھبوت
یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمبل
شب کو مہتاب نظر آئے نہ دن کو خورشید
ہے یہ اندھیر مچائے ہوئے تاثیر زحل
وہ دُھوان دھار گھٹا ہی کہ نظر آئے نہ شمع
گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اُسے لیکر مشعل
نور کی پتلی ہوئی پردۂ ظلمت مین نہان
چشمِ خورشید جہان بین مین ہین آثارِ سَبَل ؎
آتش گل کا دُھوان بام فلک تک پہنچا
جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل

خاک بیزی مین ہو مصروف یہ پیر فرتوت
کچھ عجب شکل بنائی ہی سراپا بھبوت
یہ دُھوان دھار گھٹا دیتی ہو دھونی کا ثبوت
جو گیا بھیس کیے چرخ لگائے ہی بھبوت
یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمبل

کیا یہ اندھیر زمانہ مین رہے گا جاوید
پرتو مہر سے ہے چشم جہان نا اُمید
کھو گئی کیا شب یلدا مین مہ نو کی کلید
شب کو مہتاب نظر آئے نہ دنکو خورشید
ہے یہ اندھیر مچائے ہوئے تاثیر زحل

ظلمتِ بزم جہان دیکھکے شرمائے نہ شمع
دیکھتے دیکھتے کافور بھی ہو جائے نہ شمع
بزم افروزی پہ نازان نہو اترائے نہ شمع
وہ دُھوان دھار گھٹا ہی کہ نظر آئے نہ شمع
گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اُسے لیکر مشعل

جلوۂ صبح سے ہوتا تھا منور دوران
شبِ ظلمت کا نہ باقی کہین رہتا تھا نشان
اب وہ اندھیر ہی آنکھو نمین زمین ہی نہ زمان
نور کی پتلی ہوئی پردۂ ظلمت مین نہان
چشمِ خورشید جہان بین مین آثار سَبَل

آج ظلمت کا حقیقت مین ستارا چمکا
سطح گردون پہ عجب تختۂ سوسن پھولا
رنگ آہ دلِ بلبل کا اُڑا کر نقشا
آتش گل کا دُھوان بام فلک تک پہونچا
جمگیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل

؎ سَبَل بیماری آنکھ کی ہو کہ آنکھ مین پانی آجاتا ہے اس مرض کو موتیا بند کہتے ہین۔

ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیر اگھپ ہی
برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر اُدھر آ نہ سکی
قلعۂ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل
فیض ترطیب ہوا نے یہ دکھائی تاثیر له
زر محلول ہے اخگر تو کھرل ہے منقل
آب آئینہ توج سے بہا جاتا ہے
کہیے تصویر سے گرنا نہ کہین دیکھ سنبھل
آج یہ نشو و نما کا ہے ستارا چمکا
شاخ مین کاہکشان کے نکل آئی کوپل

کیا گھرا جاتا ہی ظلمت مین جہان پے درپے
یہ بلا عرصہ عالم مین رہیگی تا کے
راہ ملتی نہین آنکھونسے نہان ہے ہر شے
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیر اگھپ ہے
برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل

شورش رعد نکلنے کی جگہ پا نہ سکی
طپش صاعقہ چل پھر کوئی دکھلا نہ سکی
زلف مین دل کیطرح پھنسکے کہین جا نہ سکی
جسطرف سے گئی بجلی پھر اُدھر آ نہ سکی
قلعۂ چرخ مین ہے بھول بھلیان بادل

اسقدر تازگی فصل کی چمکی تقدیر
سنگ موسی مین شرر ہین زر گل کی اکسیر
تیر کر آئی ہے پنجاب ہوائے کشمیر
فیض ترطیب ہوا نے یہ دکھائی تاثیر
زر محلول ہے اخگر تو کھرل ہے منقل

جو مرقع ہے وہ بے آب ہوا جاتا ہے
پھیل کر رنگ نگاہونسے اُڑا جاتا ہے
شکل حیرت ہی کہ سب روپ مٹا جاتا ہے
آب آئینہ تموج سے بہا جاتا ہے
کہیے تصویر سے گرنا نہ کہین دیکھ سنبھل

کیا زمانہ پہ کرم ابر بہاری نے کیا
فیض شادابی موسم سے ہوا چرخ ہرا
خوب سر سبزی افلاک کا طوطی بولا
آج یہ نشو و نما کا ہے ستارا چمکا
شاخ مین کاہکشان کے نکل آئی کوپل

له منقل انگیٹھی - ہوا برسات کی اسطرح چیزون کو تر کر رہی ہی کہ انگیٹھی کی آگ گویا کھرل مین سونا حل کیا ہوا ہے

دیکھتے دیکھتے بڑھجاتی ہے گلشن کی بہار
دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھو احول
خضر فرماتے ہین سنبل سے تری عمر دراز
پھول سے کہتے ہین پھلتا رہو گلزار امل
عطرافشان ہے شبیہہ گل نسرین و سمن
نخل داؤدی مومی سے ٹپکتا ہو عسل
لہرین لیتا ہو جو بجلی کے مقابل سبزہ
چرخ پر بادلا پھیلا ہے زمین پر مخمل
جگنو پھرتے ہین جو گلبن مین تو آتی ہو نظر
مصحف گل کے حواشی پہ طلائی جدول
ہمزبان وصف چمن مین ہو سب اہل چمن
طوطیون کی جو ہے تضمین تو بلبل کی غزل

آتش حسن کو بھڑکاتی ہو گلشن کی بہار
پرتو رنگ کو چمکاتی ہے گلشن کی بہار
دونی آنکھو نمین نظر آتی ہو گلشن کی بہار
دیکھتے دیکھتے بڑھجاتی ہو گلشن کی بہار

دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھو احول

سبز بختی ہے جوانان چمن سے دمساز
پرتو سبزۂ نوخیز ہو گویا اعجاز
ہاتھ پھیلائے ہوے لب پہ دعا دلمین نیاز
خضر فرماتے ہین سنبل سے تری عمر دراز

پھول سے کہتے ہین پھلتا رہو گلزار امل

ہو مرقع سے عیان آتش گلہاے چمن
ہو گئی شمع گداز دل بلبل روشن
راحت روح ہو تصویر کا رنگ و روغن
عطرافشان ہو شبیہہ گل نسرین و سمن

نخل داؤدی مومی سے ٹپکتا ہے عسل

باد و باران مین ہو گلگشت گلستان کا مزا
مل دیا منہ پہ حسینان چمن کے غازا
صحن گلزار سے تا اوج سما جلوہ فزا
لہرین لیتا ہو جو بجلی کے مقابل سبزا

چرخ پر بادلا پھیلا ہو زمین پر مخمل

اوج اقبال پہ تابان ہو چمن کا اختر
سورۂ نور کو بلبل نے کیا ہے ازبر
شمع سان شام سے چمکائے ہوے بال و پر
جگنو پھرتے ہین جو گلبن مین تو آتی ہو نظر

مصحف گل کے حواشی پہ طلائی جدول

تختِ طاؤسیِ گلشن پہ ہے سایہ کیے ابر — چتر کھولے ہوئے فرقِ شہ گل پر سنبھل
جسطرف دیکھئے بیلے کی کھلی ہین کلیان — لوگ کہتے ہین کہ کرتے ہین فرنگی کونسل
آہ قمری مین مزا اور مزے مین تاثیر — سرو مین دیکھئے پھول آنے لگے پھولین پھل
شاخ پر پھول ہین جنبش مین زمین پر سنبل — سب ہوا کھاتے ہین گلشن مین سوار اور پیدل
پھول ٹوٹے ہوئے پھرتے روشون پر ہین نسیم [1] — یا سڑک پر ہین ٹہلتے ہوئے گلگون کوتل

شوق سے سیکھے ہوئے طرزِ زبانِ سوسن — مشق مین لائے ہوئے سرو کا بیساختہ پن
سحر و محسن سے اڑائے ہوئے اندازِ سخن — ہمزبان وصفِ چمن مین ہوئے سب اہلِ چمن

طوطیون کی جو ہے تضمین تو بلبل کی غزل

مٹ گئے سب کے نشان کچھ نہ رہا قصر نہ قبر — کر چکے شاہجہان اور جہانگیر کا صبر
سبزا کرتا ہے لیے تیغ حکومت بالجبر — تختِ طاؤسیِ گلشن پہ ہے سایہ کیے ابر

چتر کھولے ہوئے فرقِ شہ گل پر سنبھل

ہر چمن سے ہوئے گلہائے فرنگ آج عیان — ہر شگوفہ پہ ہوا تازہ ولایت کا گمان
خوب پھبتی ہے گلستان پہ کہ ہے انگلستان — جسطرف دیکھئے بیلے کی کھلی ہین کلیان

لوگ کہتے ہین کہ کرتے ہین فرنگی کونسل

مل رہا ہے جو نسیمِ سحری سے ہر گل — جنبشِ سایہ زمین پر ہے طپش مین بلبل
بوے گل صاحبِ دلدل ہے صبا دلدل — شاخ پر پھول ہین جنبش مین زمین پر سنبل

سب ہوا کھاتے ہین گلشن مین سوار اور پیدل

عام ہے گلشنِ عالم مین ترا فیضِ عمیم — تو ہے مخصوص گلستان کی ہوا خواہِ قدیم
کیا ہوا کھائیگی تو اے شہِ گلشن کی ندیم — پھول ٹوٹے ہوئے پھرتے روشون پر ہین نسیم

یا سڑک پر ہین ٹہلتے ہوئے گلگون کوتل

[1] نسیم کی طرف خطاب ہے۔

شجرے مین پیرِ مغان کے نکل آئین شاخین ؎۱ حرمتِ دخترِ رز مین نظر آتا ہے خلل
ساتھ ساتھ آتے ہین نالونکے جگر کے ٹکڑے شجرِ آہِ رسا مین نکل آئی کوپل
سبزہ خط سے ہوا ہونے لگی سرخی لب چمنِ حسن سے لال اُڑ گئے بنکر ہریل
صاف آمادۂ پرواز ہین شامان کیطرح پر لگائے ہوے مژگانِ صنم سے کاجل
خندہ ہاے گلِ قالین سے ہوا شور نشور کیا عجب ہے جو پریشان ہین خوابِ مخمل

اسقدر نشو و نما کا ہے اثر عالم گیر پھول پھل سے یہ گلستان کی بڑھی ہے توقیر
لے اُڑی بادِ صبا باغ سے برجستہ نظیر آہِ قمری مین مزا اور مزے مین تاثیر
سر مین دیکھے پھول آنے لگے پھول مین پھل

ہوگئے زخمِ درون سینۂ عاشق کے ہرے اشک گلرنگ سے چہرو نپہ نئے گل پھولے
لالہ زارِ دل پر داغ سے رنگت بدلے ساتھ ساتھ آتے ہین نالونکے جگر کے ٹکڑے
شجرِ آہِ رسا مین نکل آئی کوپل

ہے عقیق شجری موج خوش آئین شاخین نخلِ سینا نے نہ یہ پھول نہ پائین شاخین
جوشِ موسم نے ہر اک شے مین لگائین شاخین شجرے مین پیرِ مغان کے نکل آئین شاخین
حرمتِ دخترِ رز مین نظر آتا ہے خلل

جلوۂ فصلِ بہاری کا بندھا رنگ غضب جوشِ سرسبزیِ عالم کا یہ موسم ہے سبب
داغِ حسرت ہرے ہون دلِ عشاق کے اب سبزہ خط سے ہوا ہونے لگی سرخی لب
چمنِ حسن سے لال اُڑ گئے بنکر ہریل

ہوگئے مار سیہ گیسوے پیچان کیطرح شوخیان چشم دکھاتی ہے غزالان کیطرح
جان پائی ہے بعینہ تنِ بیجان کیطرح صاف آمادۂ پرواز ہین شامان کیطرح
پر لگائے ہوے مژگانِ صنم سے کاجل

؎۱ حرمت بمعنی تعظیم و نیز ضد حلت۔

طرفہ گردش مین گرفتار عجب پھیر مین ہی — سرمہ ہی نیند مری دیدۂ بیدار کھرل
شاخ شمشاد پہ قمری سے کہو چھیڑے ملار — نونہالان گلستان کو سنائے یہ غزل
سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل غزل — تیرتا ہے کبھی گنگا کبھی جمنا بادل
سمت کاشی سے گیا جانب متھرا بادل — برج مین آج سریکشن ہی کالا بادل
خوب چھایا ہے سر گوکل و متھرا بادل — رنگ مین آج کنہیا کے ہی ڈوبا بادل

آج غوغاے قیامت سے جہان ہے معمور — ہو کہین فرش سے تا عرش نہ محشر کا ظہور
گلشن بزم مین ہی باد بہاری دم صور — خندہ ہاے گل قالین سے ہوا شور نشور
کیا عجب ہے جو پریشان ہی خواب مخمل

شور محشر ہے بپا بزم مین یا نالۂ نے — نغمہ کیا چیز ہے نے بھول گئی اپنی لے
شب کٹی جاتی ہی آنکھون مین یہ آفت تا کے — طرفہ گردش مین گرفتار عجب پھیر مین ہے
سرمہ ہے نیند مری دیدۂ بیدار کھرل

اب تمنا ہے کہ ہو محفل عشرت کی بہار — نغمۂ تر سے بٹھالے مری خاطر کا غبار
خندۂ گل سے بجے تار رگ گل کا ستار — شاخ شمشاد پہ قمری سے کہو چھیڑے ملار
نونہالان گلستان کو سنائے یہ غزل

رنگ مین ہی دل عاشق کا سویدا بادل — شل درد دل عشاق جو اٹھا بادل
صورت اشک چلا آنکھ سے گرتا بادل — سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
تیرتا ہے کبھی گنگا کبھی جمنا بادل

جھومتا آتا ہی ہر سمت سے کیا کیا بادل — ہی سیہ مست مے شوق مین گویا بادل
سانولے رنگ سے اندھیر مچاتا بادل — سمت کاشی سے گیا جانب متھرا بادل
برج مین آج سریکشن ہے کالا بادل

حسن ہر رنگ مین دکھلاتا ہی اپنا بادل — یہ دھنک ہے کہ لگائے ہوے قشقا بادل

شاہد گل کا لیے ساتھ ہی ڈولا بادل — برق کہتی ہے مبارک تجھے سہرا بادل
سطح افلاک نظر آتی ہے گنگا جمنی — روپ بجلی کا سنہرا ہے روپہلا بادل
چرخ پر بجلی کی چل پھر سے نظر آتا ہے — سبزہ چمکائے ہلاتا ہوا برچھا بادل
جب تلک برج مین جمنا ہی یہ کھلنے کا نہین — ہی قسم کھائے اٹھائے ہوے گنگا بادل
بجلی دو چار قدم چلکے پلٹ جائے نہ کیون — وہ اندھیرا ہے کہ پھرتا ہی بھٹکتا بادل

ہو گیا زلفِ سیہ برج مین کالا بادل — خوب چھایا ہے سرِ گوکل و متھرا بادل
رنگ مین آج کنہیا کے ہے ڈوبا بادل

آیا شبنم کا سجے جسم پہ جوڑا بادل — حلقۂ قوس سے باندھے ہوے کنگنا بادل
محفل بادِ بہاری ہین ہی دولھا بادل — شاہدِ گل کا لیے ساتھ ہے ڈولا بادل
برق کہتی ہے مبارک تجھے سہرا بادل

ہی زرافشان ورق سیم کی گویا ابری — آب زر سے قلم صنع نے لکھی وصلی
آب و تاب ایسی دکھاتے ہین سحاب اور بجلی — سطح افلاک نظر آتی ہے گنگا جمنی
روپ بجلی کا سنہرا ہے روپہلا بادل

ترکتازی کی ہواؤن پہ یہ اتراتا ہے — آن بان اپنی عجب شان سے دکھلاتا ہے
بانکپن اسکا غضب لوک کی لیجاتا ہے — چرخ پر بجلی کی چل پھر سے نظر آتا ہے
سبزہ چمکائے ہلاتا ہوا برچھا بادل

گیسوِ ابر سے نکلے گا نہ اب روے زمین — عقدۂ زلف گرہگیر بھی کھلتا ہے کہین
ہر برہمن کا یہ ہی قول ہی دلمین یقین — جب تلک برج مین جمنا ہی یہ کھلنے کا نہین
ہے قسم کھائے اٹھائے ہوے گنگا بادل

ٹھوکرین چال مین اندھو کیطرح کھائے نہ کیون — ہر طرف موج ہوا ہاتھ کو پھیلائے نہ کیون

چشمۂ مہر ہے عکسِ زرِ گل سے دریا ؎ | پرتوِ برق سے ہی سونے کا بجرا بادل
میری آنکھوں میں سماتا نہیں یہ جوش و خروش | کسی بیدرد کو دکھلائے کرشما بادل
دلِ بیتاب کی ادنی سی چمک ہے بجلی | چشمِ پرآب کا ہے ایک کرشما بادل
تپشِ دل کا اُڑایا ہوا نقشہ بجلی | چشمِ پرآب کا دھویا ہوا خاکا بادل

سہم جائے نہ کمان رعد بھی چلائے نہ کیوں | بجلی دو چار قدم چلکے پلٹ جائے نہ کیوں
وہ اندھیرا ہے کہ پھرتا ہے بھٹکتا بادل

موجۂ رنگ چمن بحر میں ہے جلوہ فزا | ابر پر روپ ہی بجلی کی چمک سے کیا کیا
ہر جگہ ابر بہاری سے نیا ہے جلوا | چشمۂ مہر ہے عکسِ زرِ گل سے دریا
پرتوِ برق سے ہے سونیکا بجرا بادل

صورتِ زلف اگر عشق میں ہی خانہ بدوش | پہلے ضبطِ طپشِ دل سے کرے لب خاموش
دمبدم کسکو دکھاتا ہی نیا جوش یہ جوش | میری آنکھوں میں سماتا نہیں یہ جوش و خروش
کسی بیدرد کو دکھلائے کرشما بادل

برق و باران کی تعلی ہے فقط کم ظرفی | آہ و زاری غمِ اُلفت کی کہوں ہی کیسی
جی بھرا آتا ہے پوچھو نہ محبت کی لگی | دلِ بیتاب کی ادنی سی چمک ہے بجلی
چشم پرآب کا ہی ایک کرشما بادل

ابر دیتا ہے یہ چھینٹا مجھے دھوکا بجلی | اشکِ عاشق ہی بدلی نہ جلاپا بجلی
ابر رونا نہ کسی کا نہ تڑپنا بجلی | طپش دل کا اُڑایا ہوا نقشا بجلی
چشم پرآب کا دھویا ہوا خاکا بادل

نفسِ سرد کے جھونکوں کی کبھی تاب نہ لائے | یہ دماغ اپنا کسی اور کو جاکر دکھلائے

؎ یعنی دریا عکس زرگل سے چشمہ مہر ہو رہا ہے اور بادل برق کے پرتو سے سونے کا بجرا ہے۔

اپنی کم ظرفیون سے لاکھ فلک پر چڑھ جائے	میری آنکھون کا ہی اُترا ہوا صد قابا دل
کچھ ہنسی کھیل نہین جوشش گریہ کا ضبط	یہ مرا دل ہے یہ میرا ہے کلیجا با دل
جامِ عُمرِ فلکِ پیر ہوا ہے لبریز	لیے آتا ہے جنازہ دیے کاندھا با دل
راجہ اندر ہے پریخانۂ مے کا پانی [۱]	نغمہ نے کا سریکشن کنہیا با دل
جوش پر رحمتِ باری ہی چڑھا وُ خم مے	چشمکِ برق سے کرتا ہی اشارا با دل

میری آہون سے وہ بجلی کی چمکا جو دمین آئے
اپنی کم ظرفیون سے لاکھ فلک پر چڑھ جائے
میری آنکھون کا ہی اُترا ہوا صد قابا دل

کس سے عشاق کے مانند ہوا ہو گا ضبط
دلپہ کر لیتے ہین ہر رنج و الم کیا کیا ضبط
دُور ہو مجھسے تنک ظرف سے کیا ہوتا ضبط
کچھ ہنسی کھیل نہین جوشش گریہ کا ضبط
یہ مرا دل ہے یہ میرا ہے کلیجا با دل

حالتِ صاعقہ وابر ہی عبرت انگیز
شعر تشبیہ کا مضمون ہی کہ شمشیر ہی تیز
یعنی انجام مظالم نے نہ دی راہ گریز
جام عمرِ فلکِ پیر ہوا ہی لبریز
لیے آتا ہے جنازہ دیے کاندھا با دل

میرا ساقی مجھے دے جام مے ریحانی
آئے مطرب تو سُنائے مجھے خوش الحانی
ابر و باران کا یہی ہی سببِ طغیانی
راجہ اندر ہے پریخانۂ مے کا پانی
نغمۂ نے کا سریکشن کنہیا با دل

ہر گل و سبزہ و سنبل کے فنا ہی درپے
جم سکے گلشنِ عالم مین نہ جمشید نہ کے
عیش کر لو کہ غنیمت ہی یہان جو دم ہے
جوش پر رحمتِ باری ہی چڑھاؤ خم مے
چشمکِ برق سے کرتا ہی اشارا با دل

[۱] یعنی پانی پریخانہ مے کے واسطے بمنزلہ راجہ اندر کے اور ابر نغمہ نے کیواسطے بمنزلہ سریکشن کنہیا کے ہے مناسبت اندر با پری۔

دیکھتا گر کہین محسنؔ کی فغان وزاری — نہ گرجتا کبھی ایسا نہ برستا بادل
پھر چلا خامہ قصیدے کیطرف بعد غزل — مطلع — کہ ہے چکر مین سخنگو کا دماغ مختل
باغ مین ابر سیہ مست چڑھا کر آیا — ؎ — جامِ خورشیدِ مع میکدہ برج حمل
چشم میکش مین گلابی ہر کہ پھولا ہی گلاب — پھول کیوڑے کا کھلا ہی کہ کھُلی ہی بوتل
جام بے بادہ سے کہتے ہین کہ رندونکو نہ چھیڑ — دست بے جام سے کہتے ہین کلیجو نکو نہ مل

سحر آئے گی تمہاری بھی کسیدن باری — دلپر احباب کے کیا حال ہی دیکھو طاری
اک قیامت کی بلا عشق کی ہی بیماری — دیکھتا گر کہین محسنؔ کی فغان وزاری

نہ گرجتا کبھی ایسا نہ برستا بادل

شوخی آمدِ مضمون وہ پری ہے چنچل — پھر اُسی ناز سے کرتی ہی مرا دل بیکل
پھر اُسی جنس کا سودا اُسی دورے کا خلل — پھر چلا خامہ قصیدے کیطرف بعد غزل

کہ ہے چکر مین سخنگو کا دماغ مختل

واہ کیا فصل بہاری نے کرم فرمایا — مے پرستی کا زمانہ کو مزا دکھلایا
جوش گویا خمِ صہبائے فلک نے کھایا — باغ مین ابر سیہ مست چڑھا کر آیا

جامِ خورشیدِ مع میکدہ برجِ حمل

کشتی بادۂ گلرنگ کا گلشن ہی جواب — آتشِ رنگ چمن سے دلِ بلبل ہی کباب
پھول سب ساغر و مینا ہین ہکتی ہی شراب — چشم میکش مین گلابی ہر کہ پھولا ہی گلاب

پھول کیوڑے کا کھلا ہے کہ کھُلی ہی بوتل

چشم پوشی تری ساقی ہی قیامت کی کھکھیڑ — کھولدے چشم مروت در میخانہ نہ بھیڑ
غنچو نکو خلشِ یاس ہی کانٹو نکی ابھیڑ — جامِ بے بادہ سے کہتے ہین کہ رندونکو نہ چھیڑ

دست بے جام سے کہتے ہین کلیجو نکو نہ مل

؎ ابر اس زور شور سے گھر کے آیا کہ خورشید و برج حمل غائب ہو گئے ابر سیہ مست جام بلکہ میکدہ چڑھا کر آیا

گو ہر دل کو بڑی سنگدلی سے پیسا — کشتی مے کو بنایا مرے ساقی نے کھرل
کیسی افسردگی کیا بات ہی مرجھانے کی — غنچہ کہتا ہی لجالو سے کہ گلشن سے نکل
سیر مین دشت کی مصروف ہے جو پاؤن ہی لنگ — شغل مین چاک گریبانکے ہی جو ہاتھ ہی شل
مصروالون کو یہ ڈر ہے کہ زلیخا کے لیے — سر بازار نہ بکنے لگے سودے کا خلل
مے گلرنگ ہے کیا شمع شب فکر کا پھول [1] — چلتے چلتے جو قلم ہاتھ سے جاتا ہے نکل

خام ہیہم سے جو مین بزم مین خاموش ہوا — تھا یہ کھٹکا مے گلگون کا لگے گا کانٹا
یہ مزا مجکو چکھایا ہوس بیجا کا — گو ہر دل کو بڑی سنگدلی سے پیسا

کشتی مے کو بنایا مرے ساقی نے کھرل

عام گلشن مین ہے تفریح بہار آنے کی — چاٹ لالہ کو ہی کیون داغ جگر کھانے کی
واقعی ہے یہ روش شرم سے کمہلانے کی — کیسی افسردگی کیا بات ہی مرجھانے کی

غنچہ کہتا ہے لجالو سے کہ گلشن سے نکل

وحشت انگیز ہوا ہے چمن دہر کا رنگ — عرصۂ صبر و تحمل دل عشاق مین تنگ
آج ہر پیر و جوان مین ہی جوانی کی امنگ — سیر مین دشت کے مصروف ہے جو پاؤن ہی لنگ

شغل مین چاک گریبان کے ہی جو ہاتھ ہی شل

ہے جنون خیز ہوا عاشق شیدا کے لیے — جنس نادانی ہی ارزان دل دانا کے لیے
روز بازار ہے سودائی رسوا کے لیے — مصروالون کو یہ ڈر ہے کہ زلیخا کے لیے

سر بازار نہ بکنے لگے سودے کا خلل

خوب سودائے سخن مین ہی سخندان مشغول — حرف جو منہ سے نکلتا ہی وہ ہی اول جلول
جوش کیفیت مستی پہ گمان ہی معقول — مے گلرنگ ہی کیا شمع شب فکر کا پھول

چلتے چلتے جو قلم ہاتھ سے جاتا ہے نکل

---

[1] یہان سے گریز کی ابتدا ہے پھول شراب کو بھی کہتے ہین (مطلب) شب فکر مین شمع کا پھول کیا مے گلرنگ کی خاصیت رکھتا ہے کہ ہاتھ بہکتا ہے اور قلم چھوٹا جاتا ہے؟

کیا جنون خیز ہے لکھنے مین صریر نے کلک — کہ سیاہی سے ہی ہر حرف کو سودے کا خلل
ہے سخنگو کو نہ انشا کی نہ املا کی خبر — ہو گئی نظم کی انشا و خبر سب مہمل
دل مین کچھ اور ہی پر منہ سے نکلتا ہی کچھ اور — لفظ بے معنی ہین اور معنی ہین سب بے اٹکل
کتنا بے قید ہوا کسقدر آوارہ پھرا — کوئی مندر نہ بچا اُس سے نہ کوئی استل
کبھی گنگا پہ بھٹکتا ہے کبھی جمنا پر — گھاگرا پر کبھی گزرا کبھی سوے چمل
چھینٹے دینے سے نہ محفوظ رہے قلزم و نیل — نہ بچا خاک اُڑانے سے کوئی دشت و جبل

شورشِ جوش جوانی مین ہی پیر نے کلک — کودکِ مکتب لیلیٰ ہے دبیر نے کلک
الفِ آہِ دلِ قیس ہے تیر نے کلک — کیا جنون خیز ہے لکھنے مین صریر نے کلک
کہ سیاہی سے ہی ہر حرف کو سودے کا خلل

ظرف پر حرف ہی ایسا یہ ہوا زیر و زبر — صورتِ معنی بیگانہ ہے از خود باہر
مبتدا ہے کسی جملہ مین تو غائب ہی خبر — ہے سخنگو کو نہ انشا کی نہ املا کی خبر
ہو گئی نظم کی انشا و خبر سب مہمل

مثل تصویر تحیر سے ہی کس حال مین غور — ٹکٹکی صورتِ آئینہ لگی ہی بے طور
ایسی مستی کسی مے مین نہین ہوتی فی الفور — دل مین کچھ اور ہی پر منہ سے نکلتا ہی کچھ اور
لفظ بے معنی ہین اور معنی ہین سب بے اٹکل

سیرِ کاشی سے کبھی سمت بنارس گزرا — گاہ متھرا سے اُٹھا سوے جگنّاتھ گیا
راہ پر آ نہ سکا آپ سے باہر جو ہوا — کتنا بے قید ہوا کسقدر آوارہ پھرا
کوئی مندر نہ بچا اُس سے نہ کوئی استل

نربدے پر ہے کہین سیل کے مانند گزر — کبھی بہتا ہوا پنجاب مین نکلا جاکر
کب اٹکتا ہی یہ پھرتا ہی لگاتا چکر — کبھی گنگا پہ بھٹکتا ہو کبھی جمنا پر
گھاگرا پر کبھی گزرا کبھی سوے چمل

ہان یہ سچ ہے کہ طبیعت نے اُڑایا جو غبار   ہوئی آئینۂ مضمون کی دوچندان صیقل
روے معنی ہی بھکنے مین بھی اعلیٰ کیطرف   تاکتا ہے تو ثریا کی سُنہری بوتل
اک ذرا دیکھیے کیفیتِ معراج سخن   ہاتھ مین جامِ زحل شیشۂ مہ زیر بغل
گرتے پڑتے ہوے مستانہ کہان رکھا پاؤن   کہ تصور بھی وہان جا نہ سکے سر کے بھل
یعنی اُس نور کے میدان مین پہونچا کہ جہان   خرمن برق تجلی کا لقب ہے بادل
تار بارانِ مسلسل ہے ملائک کا ورود   پئے تسبیح خداوند جہان عزّوجل

سارے عالم مین ہی پھیلا عمل جرثقیل   پائمالی سے ہوے گل کیطرح خار ذلیل
بحر و بر کو نہ ملی کوئی بھی بچنے کی سبیل   چھینٹے دینے سے نہ محفوظ رہی قلزم و نیل
نہ بچا خاک اُڑانے سے کوئی دشت و جبل

یہ بجا ہے کہ نہین خاک مین ملنا بیکار   واقعی زیر زمین ملتے ہین زر کے انبار
جلوہ گر ہوگی صفا دُور اگر ہو زنگار   ہان یہ سچ ہی کہ طبیعت نے اُڑایا جو غبار
ہوئی آئینۂ مضمون کی دوچندان صیقل

فکر عالی کو ملا عرش معلیٰ کا شرف   حسن رفتار مین ہی پائے تصوّر رفرف
ہوشیاری سے یہ مستی ہے سراپا اشرف   روے معنی ہے بھکنے مین بھی اعلیٰ کیطرف
تاکتا ہے تو ثریا کی سُنہری بوتل

دمبدم آج دکھاتا ہی ترقی کے چلن   اخترِ بخت ہی کیا اوج شرف پر روشن
بے تکلف نہ کہین عرش کا پکڑے دامن   اک ذرا دیکھیے کیفیتِ معراج سخن
ہاتھ مین جامِ زحل شیشۂ مہ زیر بغل

کس طلب مین ہی یہ دیوانہ کہان رکھا پاؤن   گلشنِ قرب مین رندانہ کہان رکھا پاؤن
صورتِ سبزۂ بیگانہ کہان رکھا پاؤن   گرتے پڑتے ہوے مستانہ کہان رکھا پاؤن
کہ تصور بھی وہان جا نہ سکے سر کے بل

کہین طوبیٰ کہین کوثر کہین فردوس برین | کہین بہتی ہوئی نہر لبن و نہر عسل
کہین جبریل حکومت پہ کہین اسرافیل | کہین رضوان کا کہین ساقی کوثر کا عمل
کنزِ مخفی کے کسی سمت نہان تہ خانے | اک طرف مظہرِ قدرت کے عیان شیش محل
عاشق جلوہ طلبگار کہین چشم قبول[۱] | نازِ معشوق کے پردے مین کہین حسن عمل
گل بیرنگی مطلق سے لہکتے گلزار | بے نیازی کے ریاحین سے مہکتے جنگل

یعنی اُس گھر مین ہی جو منزل قرب یزدان | یعنی اُس بحر مین جو ہی یم فیض سبحان
یعنی اُس باغ مین تنزیہ ہے جسکا باران | یعنی اُس نور کے میدان مین پہونچا کہ جہان
خرمن برق تجلی کا لقب ہے بادل

صاعقہ محفل تمجید کی شمع بیدود | رعد خلوتگہ توحید مین ذکر معبود
صورت صاف تگرگ آئینۂ فرق سجود | تار باران مسلسل ہی ملائک کا ورود
پے تسبیح خداوندِ جہان عز و جل

ہر طرف گلشن جنت کی بہار رنگین | ہر طرف جلوہ نما قامت حوران حسین
جوش زن چشمۂ رحمت سے کہین ماء معین | کہین طوبیٰ کہین کوثر کہین فردوس برین
کہین بہتی ہوئی نہر لبن و نہر عسل

اکطرف جوش مے عمر ابد کی ہی سبیل | اپنی خدمت سے ہین معزول جہان عزرائیل
آب حیوان کا لیے ابر کہین میکائیل | کہین جبریل حکومت پہ کہین اسرافیل
کہین رضوان کا کہین ساقی کوثر کا عمل

کہین وہ روپ جو ہر عارف کامل جانے | جنکے دل گنج محبت کے بنے ویرانے
رازِ انوارِ کرامت کے سبھے کاشانے | کنزِ مخفی کے کسی سمت نہان تہ خانے
اک طرف مظہرِ قدرت کے عیان شیش محل

[۱] چشم قبول مثل عاشق کے طالب دیدار ہے اور حسن عمل نازِ معشوق کے پردے مین ہے۔

باغ تنزیہہ مین سرسبز نہال تشبیہہ	انبیا جسکی ہین شاخین عُرفا ہین کوپل
گل خوشرنگ رسولِ مدنی عربی	زیبِ دامانِ ابد طرۂ دستارِ ازل
نہ کوئی اُسکا مشابہ ہے نہ ہمسر نہ نظیر	نہ کوئی اُسکا مماثل نہ مقابل نہ بدل
اوجِ رفعت کا قمر نخل دو عالم کا ثمر	بحرِ وحدت کا گہر چشمۂ کثرت کا کنول
مہرِ توحید کی ضو اوجِ شرف کا مہِ نو	شمعِ ایجاد کی لَو بزمِ رسالت کا کنول

کہین گلزارِ مناجات کے کھلتے ہوئے پھول
بلبلِ شوق کہین نعرہ زنی مین مشغول

کہین دامن مین تمنا کے بھرا نقدِ حصول
عاشقِ جلوہ طلبگار کہین چشمِ قبول

نازِ معشوق کے پردے مین کہین حسنِ عمل

جلوۂ عارضِ لاہوت بہارِ انظار
کُرسی و عرش کے بے پردہ نمایان اسرار

مطلعِ مہرِ تقدس کے چمکتے انوار
گلِ بیرنگیِ مطلق کے لہکتے گلزار

بے نیازی کے ریاحین کے مہکتے جنگل

ہر طرف زیبِ نظر ہے چمنستان کی شبیہہ
صورتِ سبزۂ بیگانہ بہشت و مافیہ

تختۂ قدس مین گلہاے ریاضِ تنزیہہ
باغ تنزیہہ مین سرسبز نہالِ تشبیہہ

انبیا جسکی ہین شاخین عُرفا ہین کوپل

ہر شگوفہ سے عیان نزہتِ فیضِ باری
برگ دامان نبوت رگِ ہر برگ ولی

غنچے اعجاز و کرامات کے اسرارِ خفی
گلِ خوشرنگِ رسولِ مدنیِ عربی

زیبِ دامانِ ابد طرۂ دستارِ ازل

ایسی عزت نہ کسیکی نہ کسیکی توقیر
سلطنت ایسی کسیکی نہ کسیکا یہ سریر

ایسا طالع نہ کسیکا نہ کسیکی تقدیر
کوئی اُسکا نہ مشابہ ہی نہ ہمسر نہ نظر

نہ کوئی اُسکا مماثل نہ مقابل نہ بدل

چشمِ رحمت کی نظر تیغ مصیبت کی سپر
شامِ ظلمت کی سحر فوج ہدایت کی ظفر

مرجعِ روحِ امین زیب دہِ عرشِ برین — حامیِ دینِ متین ناسخِ ادیان و ملل
ہفت اقلیمِ ولایت مین شہِ عالیجاہ — چار اطرافِ ہدایت مین نبی مرسل
جی مین آتا ہے لکھون مطلعِ برجستہ اگر — وجد مین آکے قلم ہاتھ سے جائے نہ نکل
منتخب نسخۂ وحدت کا یہ تھا روزِ ازل — مطلع — کہ نہ احمدؐ کا ہے ثانی نہ احد کا اول

باغِ عرفان کا شجر حلۂ ایمان کی خبر — اوجِ رفعت کا قمر نخلِ دو عالم کا ثمر
بحرِ وحدت کا گہر چشمۂ کثرت کا کنول

اسکی الفت مین گرو عرشِ برین کی تگ و دو — راست گو راست شنو منزلِ حق کا پیرو
کوکبِ نور جلو نیرِ ایمان پرتو — مہرِ توحید کی ضو اوجِ شرف کا مہِ نو
شمعِ ایجاد کی لو بزمِ رسالت کا کنول

راحتِ قلبِ حزین دارُوے دلہاے غمین — ہادیِ مسلکِ دین رہبرِ اربابِ یقین
مہرِ کثرت کا نگین منزلِ وحدت کا مکین — مرجعِ روحِ امین زیب دہ عرشِ برین
حامیِ دینِ متین ناسخِ ادیان و ملل

دستگیرِ غربا عاجز و مسکین کی پناہ — لبِ شفقت کا سخن دیدۂ رحمت کی نگاہ
سکہ زن کشورِ عالم مین زماہی تا ماہ — ہفت اقلیمِ ولایت مین شہِ عالیجاہ
چار اطرافِ ہدایت مین نبیِ مرسل

جلوۂ حسن دگر ہے مجھے منظورِ نظر — جوشِ اوصافِ نبی کا ہو رگ و پے مین اثر
چشمِ بد دور طبیعت ہے عجب زورون پر — جی مین آتا ہے لکھون مطلعِ برجستہ اگر
وجد مین آکے قلم ہاتھ سے جائے نہ اچھل

ہے کہان تیری مثال اور کہان تیرا مثل — کوئی تیرا نہ مشابہ نہ مقابل نہ بدل
بے تکلف ہے یہ جبریل کے کہنے کا محل — منتخب نسخۂ وحدت کا یہ تھا روزِ ازل
کہ نہ احمدؐ کا ہے ثانی نہ احد کا اول

دورِ خورشید کی بھی حشر مین ہوجائیگی صبح | تا ابد دورِ محمدؐ کا ہے روزِ اول
شب اسریٰ مین تجلّی سے رخِ انور کی | پڑگئی گردنِ رفرف مین سنہری ہیکل
سجدۂ شکر مین ہے ناصیۂ عرشِ برین | خاک سے پائے مقدس کی لگاکر صندل
افضلیت پہ تری مشتمل آثار و کتب | اولویت پہ تری متفق ادیان و ملل
لطف سے تیرے ہوئی شوکتِ ایمان محکم | قہر سے سلطنتِ کفر ہوئی مستاصل

روبرو اُسکے تو کیا مُنہ مجھے دکھلائیگی صبح
شامِ گیسوے نبیؐ دیکھ کے شرمائیگی صبح
صبح کیا جسکی گھڑی بھر مین نظر آئیگی صبح
دورِ خورشید کی بھی حشر مین ہوجائیگی صبح
تا ابد دورِ محمدؐ کا ہے روزِ اول

کیا سجی زیورِ انوار سے تصویرِ نبیؐ
سب سولون کو اسی نور نے زینت بخشی
کسکو اس حسن خداداد سے دولت نہ ملی
شبِ اسریٰ مین تجلّی سے رخِ انور کی
پڑگئی گردنِ رفرف مین سنہری ہیکل

کوئی اس رتبۂ اعلیٰ کا زمانہ مین نہین
ہے اسی ذات سے تصدیقِ نویدِ دیرین
ہر فرشتہ انھین قدمون پہ جھکاتا ہے جبین
سجدۂ شکر مین ہے ناصیۂ عرشِ برین
خاک سے پاے مقدس کی لگاکر صندل

شان و شوکت پہ تری مشتمل آثار و کتب
جاہ و حشمت پہ تری مشتمل آثار و کتب
حسن خلقت پہ تری مشتمل آثار و کتب
افضلیت پہ تری مشتمل آثار و کتب
اولویت پہ تری متفق ادیان و ملل

گلشن دین کے لیے ذات تری ابرِ کرم
خرمن کفر پہ ہے برقِ غضب کا عالم
رحمت و قہر یہان دست و گریبان ہین ہم
لطف سے تیرے ہوئی شوکتِ ایمان محکم
قہر سے سلطنتِ کفر ہوئی مستاصل

مبحثِ جاہ مین اعلےٰ کے ہین معنی ادنیٰ ؎۱ مصرفِ جود مین اکثر کا مرادف ہی اقل
شانہ حضرت کا ہی تشدیدِ دو لام واللیل ؎۲ صاد مازاغ بصر سُرمہ چشمہٴ اکحل
جسطرف ہاتھ بڑھین کفر کے ہٹجائین قدم جس جگہ پاؤن رکھے سجدہ کرین لات وہبل
تیری تشبیہ کا ہے آئینہ خانہ تنزیہہ ؎۳ شان بیرنگی مطلق ہی تجھے رنگ محل

بارک اللہ ہی کس اوج پہ اقبال رسا | عرش کب پلے ترے بازوِ در کا پایا
جو ترقی ہے کیسی وہ تنزل تیرا | مبحثِ جاہ مین اعلیٰ کے ہین معنی ادنےٰ

مصرفِ جود مین اکثر کا مرادف ہی اقل

زلف شبگون ہی کہ رتبہ مین مقامِ واللیل | جلوہ گر مصحفِ عارض مین کلامِ واللیل
صبح والفجر بناگوش پہ شامِ واللیل | شانہ حضرت کا ہی تشدید دو لامِ واللیل

صاد مازاغ بصر سُرمہ چشمِ اکحل

کر دیا وادیِ عالم کو گلستانِ ارم | یکقلم چھانٹ دیا ہے شجرِ ظلم و ستم
دست دیا سے ہے ترے کفر سراپا برہم | جسطرف ہاتھ بڑھین کفر کے ہٹجائین قدم

جس جگہ پاؤن رکھے سجدہ کرین لات وہبل

بے مثالی کے مرقع کا شرف تیری شبیہہ | طاق تنزیہہ کی رونق تری شمعِ تشبیہہ
ذاتِ اقدس تری مقصود جہانِ مافیہ | تیری تشبیہہ کا ہی آئینہ خانہ تنزیہہ

شان بیرنگی مطلق ہے تجھے رنگ محل

؎۱ آنحضرتؐ کی جاہ کے مقابلہ مین اعلےٰ سے اعلےٰ مرتبہ جاہ کا بے حقیقت ہی اور آنحضرتؐ کے جود کا مصرف ایسا تھا کہ زیادہ سے زیادہ جود کمترین جود معلوم ہوتا ہے۔

؎۲ شانہ کو تشدید (ّ) سے اور آنکھ کے سرمہ کو صاد بصر سے تشبیہہ دی ہی سرمہ آنکھ مین لگایا جاتا ہی تو صورت (ص) کی ظاہر ہوتی ہے

؎۳ تشبیہہ عالمِ امکان تنزیہہ ہستی مطلق منزہ حق تعالیٰ بیرنگی مطلق وجود حق تعالیٰ شان بیرنگیِ مطلق جو سرورِ کائنات مین ہے وہی آپ کا رنگ ہے۔

ہی حقیقت کو مجاز آپ کا حیرت کا مقام ؎ — بے نیازی کو نیاز آپ کا نازش کا محل
ہو سکا ہے کہین محبوبِ خدا غیرِ خدا — اک زرا دیکھ سمجھ کر مری چشمِ احول
رفع ہونے کا نہ تھا وحدت و کثرت کا خلاف — میم احمدؐ نے کیا آکے یہ قصہ فیصل
نظر آئے اگر احمدؐ مین مجھے دال دوئی — روزِ محشر ہون الٰہی مری آنکھین احول
پھر اُسی طرز کی مشتاق ہی مواجی طبع — کہ ہی اِس بحر مین اِک قافیہ اچھا بادل

کس سے ممکن ہی بیان اُسکی حقیقت کا مقام — خامشی مہر دہن ہی نہین حجت کا مقام
کہہ رہا ہے دل آگاہ سے وحدت کا مقام — ہی حقیقت کو مجاز آپ کا حیرت کا مقام
بے نیازی کو نیاز آپ کا نازش کا محل

دیدۂ دل سے جو دیکھے مری چشمِ بینا — خود سمجھ جائے کہ یہ نور ہے جلوہ کسکا
موج خود بحر مین ہی موج مین ہی خود دریا — ہو سکا ہے کہین محبوبِ خدا غیرِ خدا
اک ذرا دیکھ سمجھکر مری چشمِ احول

روے مرآت تحیر نہ کبھی ہوتا صاف — مصحفِ رازِ معانی کا نہ کھلتا یہ غلاف
کسکو قدرت تھی جو اِس بات کا کرتا انصاف — رفع ہونے کا نہ تھا وحدت و کثرت کا خلاف
میمِ احمدؐ نے کیا آکے یہ قصہ فیصل

یہی ابجد ہے حقیقت مین مرے ایمان کی — کہ ہوئی مظہرِ نورِ احدی ذات تری
چشمِ وحدت کے اشارے سے دعا یہ سوجھی — نظر آئے مجھے احمدؐ مین اگر دال دوی
روزِ محشر ہون الٰہی مری آنکھین احول

بحر گفتار مین کیا طاق ہی مواجی طبع — ابر نیسان کی جو مصداق ہی مواجی طبع
درفشانی مین یہ مشاق ہی مواجی طبع — پھر اُسی طرز کی مشتاق ہی مواجی طبع
کہ ہی اِس بحر مین اِک قافیہ اچھا بادل

؎ آپ کا مجاز حقیقت کے لیے حیرت کا مقام اور آپ کا نیاز بے نیازی کو نازش کا محل ہے۔

غزل

سجدے کرتا ہے سوے یثرب و بطحا بادل	کیا جھکا کعبے کی جانب کو ہی قبلا بادل
آج کعبے مین بچھائے ہے مصلا بادل	چھوڑ کر میکدۂ ہند و صنم خانۂ برج
شہسوارِ عربی کے لیے کالا بادل	سبزۂ چرخ کو اندھیاری لگا کر لایا [۱]
رحمتِ خاص خداوند تعالےٰ بادل	بحرِ امکان مین رسولِ عربیؐ دُرِّ یتیم [۲]

دل سے باندھے ہوے احرام جو اٹھا بادل ۔ سر کے بھل جاتا ہی تسلیم کو جھکتا بادل

داغ سیماے تمنا ہے سراپا بادل ۔ کیا جھکا کعبے کی جانب کو ہی قبلا بادل

سجدے کرتا ہے سوے یثرب و بطحا بادل

شمعِ ظلمت کو سمجھتا تھا یہ پروانۂ برج ۔ برج اک جلوۂ لیلیٰ تھا یہ دیوانۂ برج

توڑ کر سلسلۂ رغبتِ پیمانۂ برج ۔ چھوڑ کر میکدۂ ہند و صنمخانۂ برج

آج کعبے مین بچھائے ہے مصلا بادل

پاؤن رکھا نہ زمین پر کبھی یہ اترایا ۔ چال سیدھی نہ چلا ناز مین ایسا آیا

تنگ حیرت سے ہوا دل تو یہ نکتا پایا ۔ سبزۂ چرخ کو اندھیاری لگا کر لایا

شہسوارِ عربی کے لیے کالا بادل

جلوۂ بزم دو عالم ہو وہی ذاتِ کریم ۔ شمع سان انجمن غیب و شہادت مین مقیم

ابر حادث مین چمکتی ہو وہی برقِ قدیم ۔ بحرِ امکان مین رسولِ عربی دُرِّ یتیم

رحمتِ خاص خداوند تعالےٰ بادل

جلوۂ برق تجلی ترا روے پُر نور ۔ عین عرفان ہین یہ آنکھین تری چشم بدور

تار باران کرامت کا نگاہون سے ظہور ۔ قبلۂ اہل نظر کعبۂ ابروے حضور

موے سر قبلے کو گھیرے ہوے کالا بادل

---

[۱] سبز رنگ گھوڑے کا ہی اُسی رعایت سے "اندھیاری" استعمال کیا گیا ہے۔

[۲] اِس عالم مین آنحضرتؐ درِ یتیم ہین اور وہ بادل جس سے درِ یتیم پیدا ہوتا ہے رحمت خداوند تعالیٰ کی ہے

قبلۂ اہل نظر کعبۂ ابروے حضور | موے سر قبلہ کو گھیرے ہوے کالا بادل
رشک سے شعلۂ رخسار کے روتی ہی برق | برق کے منہ پہ ہے رکھے ہوے پلا بادل
دور پہونچی لب جان بخش نبیؐ کی شہرت | سن ذرا کہتے ہین کیا حضرت عیسیٰ بادل
چشم انصاف سے دیکھ آپ کے دندان شریف | در یکتا ہے ترا اگرچہ یگانا بادل
تھا بندھا تار فرشتون کا در اقدس پر | شب معراج مین تھا عرش معلیٰ بادل
آمد و رفت مین تھا ہمقدم برق براق | مرغزار چمن عالم بالا بادل

تار باران مین در اشک پروتی ہی برق | ضبط کرتی نہین کیون نام ڈبوتی ہی برق
مضطرب آتش حسرت سے جو ہوتی ہی برق | رشک سے شعلۂ رخسار کے روتی ہی برق
برق کے منہ پہ ہی رکھے ہوے پلا بادل

چشمۂ خضر کی کانونمین ہی پھیکی شہرت | کب مسیحا کو میسر ہوئی ایسی شہرت
عرش تک روے زمین سے ہوئی اونچی شہرت | دور پہونچی لب جان بخش نبی کی شہرت
سن ذرا کہتے ہین کیا حضرت عیسا بادل

عالم نور کے یہ سلک گہرہاے لطیف | ہی وہ تیری گرہ آب حقیر اور ضعیف
اپنے کی تیج ہے حکم کیلیے اک امر سخیف | چشم انصاف سے دیکھ آپکے دندان شریف
در یکتا ہے ترا اگرچہ یگانا بادل ؎

دیدۂ شوق تھا مانند حباب ہر اختر | دل مشتاق تھا یا برق تجلی مضطر
آب باران مسلسل کیطرح چار پہر | تھا بندھا تار فرشتونکا در اقدس پر
شب معراج مین تھا عرش معلی بادل

چست ہر چال مین ہر حسن خداداد مین طاق | طرز رفتار دلاویز مین کیسا مشتاق
جذبۂ شوق تھا وہ منتظر چشم مشتاق | آمد و رفت مین تھا ہمقدم برق براق
مرغزار چمن عالم بالا بادل

ہفت اقلیم مین اس دین کا بجایا ڈنکا | تھا تری عام رسالت کا گرجتا بادل
دین اسلام تری تیغ دودم سے چمکا | یا اُٹھا قبلے سے دیتا ہوا کاندھا بادل
آستانے کا ترے دہر مین یہ رتبہ ہے | کہ جو نکلا تو جھکائے ہوے کاندھا بادل
تو وہ فیاض ہے در پر ترے سائل کیطرح | فلک پیر کو لایا دیے کاندھا بادل
تیغ میدان شجاعت مین چمکتی بجلی | ہاتھ گلزار سخاوت مین برستا بادل
محسنؔ اب کیجیے گلزار مناجات کی سیر | کہ اجابت کا چلا آتا ہے گھرتا بادل

جس طرف لشکر اسلام کا اُمڈا دریا | زلزلہ کفر کی بنیاد مین ہرسمت پڑا
رعد کا شور کہ تکبیر سے محشر برپا | ہفت اقلیم مین اس دین کا بجایا ڈنکا
تھا تری عام رسالت کا گرجتا بادل

فوج ایمان ہے کہ یہ ابر نے باندھا ہے پرا | تیری شمشیر ہے یا صاعقۂ قہر خدا
خرمن کفر کو اس برق غضب نے پھونکا | دین اسلام تری تیغ دودم سے چمکا
یا اُٹھا قبلے سے دیتا ہوا کاندھا بادل

تیری سرکار کا وہ مرتبۂ اعلا ہے | کہ سر عرش معلی بھی جبین فرسا ہے
قدر ہمت مری مضمون یہ مجھے سوجھا ہے | آستانے کا ترے دہر مین وہ رتبا ہے
کہ جو نکلا تو جھکائے ہوے کاندھا بادل

کس سخی مین ہے تری ہمت کامل کیطرح | بحر بخشش ترے آغوش مین ساحل کیطرح
کب میسر دل حاتم کو ترے دل کیطرح | تو وہ فیاض ہے در پر ترے سائل کیطرح
فلک پیر کو لایا دیے کاندھا بادل

باغ ایمان پہ وہ باران کرم کی بدلی | خرمن کفر کو ہے صاعقۂ قہر یہی
کوئی تجھسا نہ بہادر نہ کوئی تجھسا سخی | تیغ میدان شجاعت مین یہ چمکتی بجلی
ہاتھ گلزار سخاوت مین گرجتا بادل

سب سے اعلیٰ تری سرکار ہے سب سے افضل مطلع میرے ایمانِ مفصل کا یہی ہے مجمل
ہے تمنا کہ رہے نعت سے تیری خالی نہ مرا شعر نہ قطعہ نہ قصیدہ نہ غزل
دین و دُنیا مین کسیکا نہ سہارا ہو مجھے صرف تیرا ہو بھروسا تری قوت ترا بل
ہو مرا ریشۂ امید وہ نخل سرسبز جسکی ہر شاخ مین ہون پھول ہر اک پھول مین پھل
آرزو ہے کہ ترا دھیان رہے تا دمِ مرگ شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے اجل

ہوچکی سحر کی بھی بلبل افکار کی طیر سمت کعبہ کبھی صحرا کبھی دریا کبھی دیر
ختم ہوتا ہے قصیدہ مع تضمین بالخیر محسن اب کیجیے گلزار مناجات کی سیر
کہ اجابت کا چلا آتا ہے گھر تا بادل

تو ہے محبوبِ خدا تو ہے نبی مرسل ہر صفت مین ہے تری ذاتِ مقدس اکمل
ہے یہ مطلع ترے اوصاف مین ماقل و دل سب سے اعلےٰ تری سرکار ہے سب سے افضل
میرے ایمانِ مفصل کا یہی ہے مجمل

دولت آرزوے دل سے ہو بالا بالی یہ ارادہ ہو مری فکر کی خوش اقبالی
تاکہ ہو شانِ سخن عرش برین سے عالی ہے تمنا کہ رہے نعت سے تیری خالی
نہ مرا شعر نہ قطعہ نہ قصیدہ نہ غزل

تجھسے حاصل مرے ہر درد کا چارا ہو مجھے حال دل غیر سے کہنا نہ گوارا ہو مجھے
تیرے دامن کے سوا سب سے کنارا ہو مجھے دین و دُنیا مین کسیکا نہ سہارا ہو مجھے
صرف تیرا ہو بھروسا تری قوت ترا بل

جسطرح رہتے ہین طوطی کے ہمیشہ پر سبز جیسے رہتی ہے زمین فلکِ اخضر سبز
عشق بیجان ہو مرے شوق کا سبزاندر سبز ہو مرا ریشۂ امید وہ نخلِ سرسبز
جسکی ہر شاخ مین ہون پھول ہر اک پھول مین پھل

دل مین قائم رہے ایمان ترا تا دمِ مرگ دیدۂ دل رہے حیران ترا تا دمِ مرگ

نامِ احمدؐ بزبان سرِّ بلامیم بصدر　　لب پہ ہو صلِّ علیٰ دل مین مری عزّوجل
روح سے میری کہین پیار سے یون عزرائیل　　کہ مری جان مدینے کو جو چلتی ہی تو چل
دمِ مردن یہ اشارہ ہو شفاعت کا مری　　فکر فردا تو نہ کر دیکھ لیا جائیگا کل
یادِ آئینۂ رخسار سے حیرت ہو مجھے　　گوشۂ قبر نظر آئے مجھے شیش محل
میزبان بنکے نکیرین کہین "گھر ہے ترا　　نہ اُٹھانا کوئی تکلیف نہونا بے کل"
رُخِ انور کا ترے دھیان رہے بعد فنا　　میرے ہمراہ چلے راہ عدم مین مشعل

دھیان رکھین مرے ارمان ترا تا دمِ مرگ　　آرزو ہے کہ رہے دھیان ترا تا دمِ مرگ
شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے اجل

نظر آئے مجھے یہ عالمِ کثرت بے قدر　　ماومن کر نہ سکے کشورِ دل مین کچھ غدر
تو ہی تو دل مین رہے جیسے نہان ابر مین بدر　　نامِ احمدؐ بزبان سرِّ بلامیم بصدر
لب پہ ہو صلِّ علیٰ دل مین مرے عزّوجل

ہو دمِ نزع یہ آسانیِ مشکل کی سبیل　　دم نکلنا ہو تمنا کے نکلنے کی دلیل
کہ بجے قافلۂ عمر کا جب کوسِ رحیل　　روح سے میری کہین پیار سے یون عزرائیل
کہ مری جان مدینے کو جو چلتی ہی تو چل

ملک الموت سنائین یہ مجھے خوشخبری　　دیکھ وہ چشم توجہ ہے تجھے دیکھ رہی
کوئی ہیبت نہ رہے دلمین مرے محشر کی　　دمِ مردن یہ اشارہ ہو شفاعت کا مری
فکر فردا کی نہ کر دیکھ لیا جائے گا کل

کچھ نکیرین کی پرسش سے نہ وحشت ہو مجھے　　خلوتِ کنجِ لحد بزمِ مسرت ہو مجھے
راحتِ دل ترا جلوہ تری صورت ہو مجھے　　یادِ آئینۂ رخسار سے حیرت ہو مجھے
گوشۂ قبر نظر آئے مجھے شیش محل

مجکو آزاد کرین جان کے تیرا بردا　　مجھسے پوچھین نہ کچھ احوال برا اور بھلا

حذف ہون میرے گناہان ثقیل و خفیف　　آئین میزان مین جب افعال صحیح و معتل
میری شامت سے ہو آراستہ گیسوے سیاہ　　عارضِ شاہدِ محشر ہو اگر حسنِ عمل
صفِ محشر مین ترے ساتھ ہو تیر امداح　　ہاتھ مین ہو یہی مستانہ قصیدہ یہ غزل
کہین جبریل اشارے سے کہ ہان بسم اللہ　　سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل

مہربان مجھ پہ ہون سمجھین مجھے مہمان اپنا　　میزبان بنکے نکیرین کہین گھر ہے ترا
نہ اُٹھاتا کوئی تکلیف نہوتا بے کل

تو ہی رہبر ہے مرے خضر مرے راہنما　　ظلمتِ راہ عدم کا نہو مجھکو کھٹکا
دیدۂ دل سے رہو ئین تری صوت یکتا　　رخِ انور کا ترے دھیان رہی بعدِ فنا
میرے ہمراہ چلے راہ عدم مین مشعل

جبکہ تو مدرسۂ حشر مین لائے تشریف　　صرفِ ہر نحو شفاعت ہو ترا وقت شریف
اسطرح ہو مرے اعمال زبون کی تعریف　　حذف ہون میرے گناہانِ ثقیل و خفیف
آئین میزان مین جب افعالِ صحیح و معتل

مثل دُنیا کے نہ عقبیٰ مین رہے حال تباہ　　مجکو ملجائے ترے سایۂ رحمت مین پناہ
عیب میرے ہون قیامت مین ہنر یا اللہ　　میری شامت سے ہو آراستہ گیسوے سیاہ
عارضِ شاہدِ محشر ہو اگر حسن عمل

دم بخود صورت ارواح جہان ہو اشباح　　بیم و امید مین ہون اہل شر و اہل صلاح
دل سے پکڑے ترا دامن بہ نیاز و الحاح　　صف محشر مین ترے ساتھ ہو تیر امداح
ہاتھ مین ہو یہی مستانہ قصیدہ یہ غزل

نذر اس تحفۂ تضمین کی جو پائین دلخواہ　　اور سمجھین کہ ہو مقبولِ شہ عرش پناہ
دیکھکر میری طرف تیری توجہ کی نگاہ　　کہین جبریل اشارے سے کہ ہان بسم اللہ
سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل

چراغِ کعبہ

سنہ ۱۳۰۱ھ

ہے نامِ خدا سوادِ تحریر — واللیل اذا سجیٰ کی تفسیر
دریاے رواں ہی دُرِّ نظم آج — یہ بحرِ خفیف بحرِ موّاج
جاتا ہے کلیم آسمان تک — معراجِ سخن ہی لامکان تک
خلوتگہِ دل ارم سرشتہ — پروازِ طبیعت اک فرشتہ
ہر گوہرِ قلزمِ تکلم — سیارۂ آسمانِ ہفتم
ہر حرف سیہ زبانِ سوسن — گنجینۂ رازِ ہشت گلشن
ہر لمعۂ فکرِ طبع والا — شمعِ سرِ طاقِ عرشِ اعلےٰ
ہر گل مین ہی رنگ گلستان کا — ہر قطرے مین موجزن ہے دریا
ہر لفظ عروسِ پردۂ گوش — ہر معنی جانِ پیکرِ ہوش
مضمون نئے روپ کی دُلھن ہی — اِک راستی لاکھ بانکپن ہی
خطرہ نہین بحر مین سخن کے — کھٹکا نہین قفل مین دہن کے
بندش کی ادا ہی دستۂ گل — طرزِ نمکین ہے شورِ بلبل
نیرنگ دماغ رنگِ تقریر — بیداری قلب خوابِ تحریر[لہ]
تحریر کی وضع مین تامل — تقریر کے دور مین تسلسل
مضمون کو ازدیاد کا شوق — مصرع کو ہے مستزاد کا شوق
منظورِ ادائے خوش بیانی — تشریحِ کتابِ آسمانی

لہ تحریر کی افتادگی کو خواب سے تشبیہ دی ہے۔ منہ رح

گر سبزیِ طبع نکتہ پرور ۱؎	کشاف رموزِ خلد و کوثر
کاغذ مین سطور کا تسلسل	ہی کھیت مین چاندنی کے سنبل
شبدیزِ قلم کی شان اعلیٰ	جنگل مین براق کے غزالا
تحریک انامل سخنگو	جبریل امین کا زور بازو
از رفعتِ طبع من چہ پرسی	ہر حرف کی عرش پر ہے کرسی
اک رات کی روشنی ہی دلمین	چھٹکی ہوئی چاندنی ہی دلمین
شب کیا کہ جہان کا بخت فیروز	عالم کا خلاصۂ شب و روز
ایام کے گیسوے مسلسل	آنکھون مین نہ آسمانکے کاجل
ساعت ہی کمال بدر شب کی ۲؎	شب ہے شرفِ مہِ عرب کی
اندھیاری کے دیکھ لین اوجالے	آئین سرِ طور جانے والے

آغازِ روایت

بھیگی ہوئی رات آبرو سے ۳؎	داخل ہوئی کعبے مین وضو سے
اوڑھے ہوے لیلیِ گل اندام ۴؎	شبنم کی ردا بقصدِ احرام
گویا کہ نہا کے آئی فی الحال ۵؎	جھک جھک کے نچوڑتی ہوئی بال

۱؎ تفسیر کشاف زمخشری کی مشہور ہے کشاف بمعنی ظاہر کرنے والی۔

۲؎ شب کو بدر قرار دیا ہے۔

۳؎ بعد نصف شب کے رات بھیگ جاتی ہی چونکہ رات کعبہ مین داخل ہوتی ہی اسواسطے تلازم ارکان حج کا کیا گیا

۴؎ الفاظ ردا احرام سعی صفا نا محرم رمی جمار ہدی برعایت ارکان حج ہین۔ احرام باندھنے کے لیے ردا یعنی چادر پیٹھ پر ڈالنا ہوتی ہے۔

۵؎ احرام باندھنے کے وقت غسل کرنا ضروری ہے۔

گیا سعی صفا سے رنگ فق ہو ۱ سر سے پا تک عرق عرق ہو
نامحرمون سے چھپائے چہرا ۲ پروین کو بنائے منہ کا سہرا
آنا کھلتا ہوا نہ جانا انداز خرام صوفیانہ
سناٹے کا دم انیس و ہمدم انفاس ہوا رفیق و محرم
خوشبو وہ کہ ہار یاسمن کے لپٹے ہوے بالونمین دلھن کے
یا تازہ بسی ہوئی ختن کی کلیان یوسف کے پیرہن کی
ناخن کی جگہہ ہلال کی مد ۳ دفتر سے طلوع کے ندارد
گرتے ہوے ٹوٹ کر ستارے ۴ ہین رمی جمار کے اشارے
قربان رہ ضرورت ہدی ۵ ثور و حمل سپہر تا جدی
قطبین کے سایۂ ضیا مین ۶ مشغول دوگانے کے ادا مین

۱ سات مرتبہ صفا سے مروہ تک آنا جانا ہوتا ہے اُسی کی جانب اشارہ ہے صفا و مروہ دو پہاڑیان مسجد حرام کے متصل ہین۔

۲ چونکہ شب کو لیلی قرار دیا ہے لہذا خیال نامحرم کا ضروری ہے۔

۳ حج کے احرام باندھنے پر ناخن کٹوانا مستحب ہو مطلب شعر کا یہ ہے کہ اُس رات کو ہلال نہین تھا۔

۴ جمار چھوٹے چھوٹے پتھرون کے ٹکڑون کو کہتے ہین جمار جمع جمرہ کی ہے۔ حاجی جب منا مین پہونچتے ہین تو کنکریان پھینکتے ہین اور اُسیکو رمی جمار کہتے ہین۔

۵ ہدی وہ جانور ہوتا ہو کہ جو مکہ معظمہ مین پہونچکر ذبح کیا جاتا ہے۔ ہدی اونٹ۔ گائے۔ بھیڑ۔ بکری کی ہوتی ہے ۵ ثور گاؤ نر و نیز نام برج دوم فلک و آن بصورت گاؤ نرست۔ حمل برہ و نام برجے از بروج آسمان کہ صورت برہ گوسپند دارد۔ جدی بزغالہ و نام برجیست از بروج آسمان و ستارہ ایست نزدیک قطب شمالی کہ بعرف آن ستارہ را قطب گویند۔

۶ قطب جنوبی و قطب شمالی مراد ہین۔

خلوت کی جمائے انجمن کو [۱] پردے مین چھپائے ماومن کو
صورت مین غلاف محترم کے در پردہ طواف مین حرم کے

گریز

تھا دیکھ کے اِس ادا کو مفتون [۲] دشتِ عرفات شکل مجنون
چشم درِ کعبۂ معلےٰ آئینۂ حیرتِ تماشا
سکتے مین کہ کیا یہ گل کھلا ہے اِس رات کا رنگ روپ کیا ہے
آنکھون مین ہوا سمٹ کے یکجا [۳] بیدار دلون کا کیا سویدا
میدان نظر مین خلوت آرا کس چشم سیاہ کا ہے پردا
دامانِ نگاہ بنکے پھیلی کس دیدۂ منتظر کی پتلی
گل دار ہوے ہین سبز فانوس [۴] پنجرے مین ہین طوطیو نکے طاؤس
واللیل کی زینتِ حواشی [۵] تفسیر کبیر کہکشان کی
انجم کا یہ آسمان مین نقشہ سوسن کی زمین مین بنفشہ
جگنو کا ہوا ہین یہ اشارا ظلمت کا چمک رہا ہے تارا
تاریکی ہین نور یا الٰہی آنکھون مین سما گئی سیاہی

---

[۱] یعنی انجمن خلوت را آراستہ ۱۲ منہ رح

[۲] عرفات صحرائیست فراخ حاجیان در انجا استادہ شوند ولبیک و ادعیہ خوانند وبعد نماز ظہر وعصر بمکہ باز گردند۔ لفظ مجنون برعایت لیلی شب ۱۲۔

[۳] تشبیہات اِس قسم کی ہین کہ سیاہی مین روشنی نکلی۔

[۴] فلک و انجم سے گلدار فانوس تیار ہوے۔ فانوس منقش کو گلدار کہتے ہین۔

[۵] واللیل بمعنی شب و نام سورۂ کلام مجید۔ تفسیر کبیر مشہور تفسیر ہے۔

ہر شے مین ہی وضعِ خوش ادائی — ہر رنگ مین شانِ دلربائی
ہر باغ نثارِ روئے شبو — ہر دشت شکارِ چشم آہو
ظلمت مین ہے نور کی تجلی ۱؎ — بکھری ہوئی طور کی ہی چوٹی
ہر در سے ظہورِ نورِ مطلق ۲؎ — ہر دار مین شورشِ اناالحق
ہر قطرہ وضو کی فکر مین گم — ہر ذرہ کیے ہوے تیمم
ہر سرو کو بندگی پہ ہے میل — ہر اکّے کی لو ہے قائم اللیل
ہر بزم طرب مین اتقیا جمع — قعدے مین لگن قیام مین شمع
کہتا ہے جھکا ہوا اندھیرا ۳؎ — ہو جائے قبول سجدہ میرا
سجادۂ چرخِ نیلگون پر — تسبیح ہزار دانہ اختر
تاریکی ہے یان سے منزلون دور — پیدا ہے سوادِ کشورِ نور
ابرِ رحمت گھرے ہوے ہین — کچھ رات کے دن پھرے ہوے ہین
نفرت ہی ستم کو آسمان سے ۴؎ — ہے تیر کھنچا ہوا کمان سے
چلّے مین ہی پیر قوس روپوش ۵؎ — عقرب کے ہی نیش مین بھرا نوش
گردون کو اسد کیے ہوے زیر ۶؎ — چھوٹا ہوا نیل گاو پر شیر

۱؎ پہاڑ کی چوٹی اور بالون کے جوڑہ کو بھی چوٹی کہتے ہین۔

۲؎ دار عربی بمعنی خانہ اور فارسی مین پھانسی کے معنی ہین۔

۳؎ صرف جھکنے سے تشبیہ سجدہ کی ہے۔

۴؎ تیر کو ستم اور کمان کو آسمان قرار دیا ہے۔

۵؎ قوس کو باعتبار خمیدگی کے پیر سے تشبیہ دی ہی اور پیر کی مناسبت سے چلہ نشینی ہی۔ قوس نام برجے از بروج آسمان۔ عقرب نام برج ہشتم از بروج آسمان و آن بصورت کژدم است۔

۶؎ اسد نام برجیست کہ صورت شیر دارد۔ گردون کو نیل گاو قرار دیا ہے۔

رفعت کا ہوا ہے سکہ جاری ۱ہ — میزان کے ہین دونون پلے بھاری
نوشاہ بنا ہوا ہے جوزا ۲ہ — ہے زیبِ کمر زری کا پٹکا
مریخ بشر بلند اختر ۳ہ — گردون کا لڑا ہوا مقدر
کیوان کو دمِ سکندری ہے ۴ہ — چمکی زہرہ کی مشتری ہے
ہر پستی ہے اوج سے ملاقی — ہر شانِ نزول کو ترقی
اعلی کیطرف ہے میل انوار ۵ہ — پروانہ چراغ سے خبردار
شبنم کے ہے پر لگائے گلشن — بلبل سے کہو کہ پکڑے دامن
ذرونکی طرح نہ دشت اُڑ جائین — دیوانون سے کہیے ہوش مین آئین
شمشاد نہین کسی کے بس مین — قمری نہ پڑی رہے قفس مین
ساحل ہوتا ہے خشک ڈر سے — نکلا جاتا ہے بحر بر سے
کنعان کے اُڑا رہا ہے جوہر ۶ہ — دلو آج بنا کے ڈول جنتر
یونسِ سرِ حوت تک پہونچکر ۷ہ — سکہ نہ بٹھائین ہر درم پر
مرغابیِ برق ابر مسکن ۸ہ — چُگ جائے نہ سنبلے کا خرمن

۱ہ میزان نام برجے از بروج آسمان۔

۲ہ جوزا نام برج کا ہے۔

۳ہ مریخ نام ستارہ ایست کہ در پنجم آسمان ست و بپارسی بہرام گویند۔

۴ہ کیوان نام ستارہ زحل کہ بر فلک ہفتم است۔

۵ہ چراغ کے اُڑجانے کا اندیشہ ہو لہذا پروانہ سے کہتے ہین کہ چراغ سے خبردار۔

۶ہ دلو نام برج کا ہے جو بصورت ڈول کے ہے۔

۷ہ یونس علیہ السلام کو مچھلی نگل گئی تھی۔ حوت نام برج دوازدہم از فلک کہ بصورت ماہی است۔

۸ہ سُنبلہ بالضم خوشہ و نام برجے از بروج آسمان کہ او بصورت خوشۂ گندم ست۔

اُڑ جائے نہ سطح ارض الٰہی [۱] سرطان پہ کرے نہ چوٹ ماہی
پامال زمین نہ آسمان ہو پٹری نہ سڑک کی کہکشان ہو
ظاہر ہوے کس لیے یہ سامان کیون اتنے عروج پر ہی دوران
کیون خاک کی اتنی ارجمندی کیون پستی کی اسقدر بلندی
کیون شب کا یہ حسن روز افزون کیون ہے یہ پلیچ اتنی موزون
محمول کا کسطرف ہے موضوع مسند کو کیا ہے کسنے مرفوع
یہ کسکی خبر کا مبتدا ہے موصول کہان کہان صلا ہے
ہین کس سے مضاف یہ عجائب راجع ہے کدھر ضمیر غائب
ناگاہ خطاب وحی تنزیل [۲] عالی لقب حضور جبریل

مدح جبرئیلؑ

عمان کرم کے در منثور [۳] قرآن شرف کے سورۂ نور
مانند دوا زمین پہ نازل مانند دعا سپہر منزل
منشور اوامر و نواہی عنوان صحیفۂ الٰہی
فہرست اخبار اصفیا کی تاریخ فرشتہ انبیا کی
دُرج گہر کلام باری پیغامبر و پیام باری
وارد ہوے ابر سان زمین پر ساتھ اُنکے براق برق پیکر

---

[۱] سرطان نام برج۔ ماہی زیر زمین سرطان پر چوٹ نہ کرے۔

[۲] خطاب خدا و وحی تنزیل جبریل کی صفت منہ رح۔ حضور خداوند مین صاحب لقب عالی یہ بھی جبریل کی صفت ہے منہ رح۔

[۳] عمان یعنی دریاے اعظم۔

تمہید وصفِ براق

پہونچا ہے براق تک جو نامہ — دو ہاتھ اُچھل پڑا ہے خامہ
شوخی یہ ہے کلک تیز رفتار ۱؎ — جل جائے سپندِ سبع سیّار
قطبین ہین سن میان انجم — دُکڑی کی ہوئی ہی چوکڑی گم
چکر مین ہے چار موجِ دریا — نشہ سا ہرن ہے چوکڑی کا
مضمون کی جست مین ہی گرمی ۲؎ — یا جست کے تار مین ہے بجلی
ہان اے مرے خامۂ سبک گام — آہستہ خرام بلکہ مخرام
دو چار قدم وہ چل سنبھل کر — حرف اُڑ کے نہ جا کین فلک پر
گو ہو نہ سکیگا کچھ مگر خیر — لکھ وصفِ براقِ آسمان سیر

صفت براق

چھوٹا سا فرس فرشتہ ہیکل ۳؎ — کھیت اُسکا بہشت خلد جنگل
مہ پارہ فلک سے آنے والا — اطلس کو کتان بنانے والا
یون چرخ سے نکلے وہ سُبک رو ق ۴؎ ۳ بیت — فانوس سے جس طرح کہ پرتو
شیشے سے پری چمن سے شبنم — سیپی سے گہر حباب سے دم

۱؎ دو معنی ہین ایک یہ کہ بلا سے سپند سبع سیار جل مرین دوسرے یہ کہ سپند جلے تا کہ نظر نہو جائے ۱۲ منہ رح
سپند کو نظر بد کے دفعیہ کے واسطے جلاتے ہین ۔ سبع سیار قمر عطارد زہرہ شمس مریخ مشتری زحل ہین ۔

۲؎ جست مین قوت مقناطیسی زیادہ ہوتی ہے ۔

۳؎ حدیث مین ہے کہ براق چھوٹے فرس کے برابر تھا منہ رح ۔

۴؎ ان تین اشعار مین صرف سبکروی کی تشبیہ ہے ۔

گلشن سے بہار جسم سے جان | آنکھوںسے نیند دل سے ارمان
صحراے شہود مین رمِ غیب ۱؎ | چلتی ہوئی راہ عالمِ غیب
محوِ روشِ فراغ بالی | مشتاقِ خرامِ لاابالی
آدم سے ملک تک ایک دم مین | امکانسے قدم تک اک قدم مین
شوخی مین سلوکِ شوق کا حال | رفتار مین جذبِ عشق کی چال
نیرنگِ طلسمِ حیرت آئین | یا گنج روانِ ۲؎ دولتِ دین
اقبال کا یا کہ بالِ دیگر ۳؎ | یا روحِ امین کا تیسرا پر
یا دیدۂ منتظر مین نقشا | اُڑتی ہوئی وصل کی خبر کا

ورود جبرئیل و براق بر آستانۂ شریف

باالجملہ وہ دونون محرمِ قرب | پروانہ و شمعِ عالمِ قرب
یون آئے ہو جسطرح سے عاجل | پروانہ چراغ کے مقابل
یا جیسے کہ عاشقانِ مضطر | اپنا خطِ شوق آپ لیکر
حاضر ہوے اُسکی آستان پر | جسکا کہ مکان ہی لامکان پر

۱؎ شہود در اصطلاح سالکان رویت حق ست کہ از مراتب کثرات و موہومات صوری عبور نمودہ بمقام توحید رسیدہ در صور جمیع موجودات مشاہدہ حق نماید و غیریت دور شدہ ہرچہ بیند حق بیند۔ رم بمعنی رمیدگی۔

۲؎ گنج روان کنایہ از گنج قارون کہ پیوستہ در زیر زمین حرکت بسوے تحت میکند۔ یہان مناسبت لفظ روان سے ہے اور گنج روان سے مراد خزانہ ہے۔

۳؎ لفظ اقبال مین ایک بال ہے۔

نعت

محبوب خدا ے انس و جان کا | مقصود رموزِ کن فکان کا
منظور اشارۂ فکبر [۱] | قائم بمقام قُم فانذر
نور القمرین والکواکب | خورشیدِ مشارق و مغارب
ہاشم کی کلاہ مین گلِ تر | دامن مین قریشیو نکے گوہر
امکان کے گھر کا ابر نیسان [۲] | دریاے قدم کا شاخ مرجان
صانع کے قلم کا رنگ ایجاد | بندون کے چمن کا سرو آزاد
ایمان کی سند کا نقشِ خاتم | عرفان کے نگین کا اسمِ اعظم
آغاز ازل کی ابتدا کا | انجام ابد کی انتہا کا
تشبیہ کے آئینہ مین تمثال | تنزیہ کی سلطنت کا اقبال
رونق دہ ایمن تجلی | شمعِ تہ دامن تجلی
لاہوت مقام و عرش مسند | شاہنشہِ انبیا محمدؐ
تا دَورِ زمانہ بہر نازش | تسلیم خدا و احترامش
اُسوقت وہ دفتر معانی | تھا داخل بیتِ ام ہانی
رکھتا ہی نہ تھا قدم زمین پر | نازان تھا مکان اُس مکین پر
تھی خاک وہان کی گل بدامن | اُس حجرے کا تھا چراغ روشن
راحت تھی نیاز مند سرکار | تھا خواب کا بختِ خفتہ بیدار

---

[۱] اشارہ ہے آیت یاایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر کا۔

[۲] نیسان نام ماہ ہفتم از ماہہاے درمیان و آن مدت ماندن آفتاب در برج حمل ست از قطرات باران این ماہ در صدف مروارید پیدا شود و باران این ماہ را مجازاً نیسان گویند۔

رحمت کی رداے مہر گستر ۔۔۔ گلگون و لطیف و صاف بستر
رنگینی فیض عام قالین ۔۔۔ خاطر کا گداز شمع بالین
ہم غافلون کا خیال ہر پل ۔۔۔ آرایش پردہ ہاے مخمل
تھی چاندنی کی بساط ہی کیا ۔۔۔ ہوتی جو وہ فرش بزم والا
کیا بال ہما کے بالش پر ۔۔۔ تکیہ سر پاک کا خدا پر
خضر رہِ حق مقیم منزل ۔۔۔ ۱؎ سوتی ہوئی آنکھ جاگتا دل
دریاے روان برنگ گوہر ۔۔۔ غنچے کے لباس مین گل تر
آداب سے آپ کو اُٹھایا ۔۔۔ ۲؎ یا اپنے نصیب کو جگایا
بیدار ہوئی جو چشم حق بین ۔۔۔ آہو ہوئی شکل خواب شیرین
دیکھا کہ عجیب ماجرا ہے ۔۔۔ گھر بُرجِ قمر بنا ہوا ہے
انشاے رموزِ غیب مخبر ۔۔۔ ۳؎ ہونے کا نہین یہ دن کبھی پھر
سونا کبھی ہو نہ یہ جگانا ۔۔۔ لیتا رہے کروٹین زمانا
طالع مین نہین یہ شب کسیکے ۔۔۔ اختر سو بار سو کے جاگے
ہوگی نہ یہ پھر زمین کی توقیر ۔۔۔ مٹی ہو ہزار بار اکسیر
انوار کا ہے درود پیہم ۔۔۔ تارون کی برس رہی ہو شبنم
نازل سوے عالم مجازی ۔۔۔ امواجِ محیطِ بے نیازی
جبریل ہین اور براق بھی ہو ۔۔۔ قاصد بھی ہو اشتیاق بھی ہو
تحریکِ نسیم و صبح صادق ۔۔۔ کشتی سبک و ہوا موافق

۱؎ یعنی خضر راہ حق کا منزل پر ٹھہرا ہوا تھا جاگتا دل بلحاظ خضر کے اور سوتی ہوئی آنکھ بمناسبت مقیم ہونیکے ہے۔

۲؎ حضرت جبرئیل نے خواب سے بیدار کیا۔

۳؎ انشا برعایت خبر کے ہے۔ مطلب یہ ہو کہ انشاے رموز غیب خبر دیتے تھے یہ مضمون شاعرانہ احتمال ہے۔

کوسون سے رسولِ روح پرور [1] آیا ہے ہولے شوق لیکر
آنا ہے طلب کا استعارہ [2] بُردن کا ہے آمدن اشارہ
یعنی اُٹھیے کہ بحرِ پرجوش گوہر کے لیے ہی کھولے آغوش
اُٹھیے کہ چمن ہرا بھرا ہے طوطی بلکہ بلبل کا بولنا ہے
اُٹھیے کہ ہی بابِ فیض مفتوح ہی طالبِ جسم عالمِ روح
اُٹھیے کہ نگاہِ چشم تنزیہ ہے منتظرِ جمالِ تشبیہ
اے محملِ شوقِ منزلِ ذوق اے شاہدِ ذوقِ محملِ شوق
اے ہمتِ طالبِ آنِ مطلوب [3] اے جانِ حبیب و شانِ محبوب
تھی دل سے تجھے طلب خدا کی ہر لحظہ تھی یاد کبریا کی
اب اُسکی طلب کا ہی تقاضا ہی یاد مین تیری حق تعالیٰ
دیکھ اُٹھکے بہارِ منزلِ صدر اے امشب و ہر شبت شبِ قدر
کر سیر مقامِ قدس کی آج اے امشب و ہر شب تو معراج
عرش آپ کا منتظر ہے چلیے خاطر کو سنبھالیے سنبھلیے
پاکر یہ اشارۂ کرامت کی شوق نے شورشِ قیامت
سینے سے جگر چلا نکل کر شادی سے ہزار ہاتھ اُچھل کر
فرحت سے ہوا یہ قلبِ بیتاب [4] آئینہ دکھا رہا تھا سیماب
پہونچا دلِ بیقرارِ سرورؐ سو بار زمین سے آسمان پر

[1] رسول بمعنی پیغامبر یہان مراد حضرت جبرئیل ہین۔

[2] چونکہ حدیث شریف مین صراحتاً مذکور نہین ہے کہ حضرت جبرئیل نے حاضر ہوکر کیا عرض کی اسواسطے طریقہ طلب اسطرح بیان کیا گیا ہی

[3] مراد عام طالب و مطلوب ہے یعنی آنحضرت ہمت طالب کی اور آن مطلوب کی ہین۔

[4] سیماب کی بیتابی مشہور ہے مطلب یہ ہے کہ سیماب آئینہ دکھاتا تھا۔

تشریف آوری بیت اللہ

اُٹھ کر وہ خدا کا آرزومند — لب تشنۂ شربتِ شکرخند
آیا پئے آبروے کعبہ — مانندِ خلیلؑ سوے کعبہ
محبوب خداے بحر و بر کا — مہمان ہوا خدا کے گھر کا
اُس گھر مین یہ تھا خوشی کا عالم — ق ۲ بیت — ڈر تھا کہ اُبل نہ جائے زمزم
کعبہ نہ کرے طواف اپنا — ہو قبلہ نما کہین نہ قبلا
پاؤن پہ بُتان سرکشیدہ — گر پڑ کے نہ ہون خدا رسیدہ
اہلاً سہلاً کہا حرم نے — لبیک حریم محترم نے
محراب جھکی سرِ ادب سے — منبر نے قدم لیے نبی کے
آیا جو کرم پہ عشق بیباک [۱] — سینہ کیا شق جگر کیا چاک
بھڑکا دیے اور شعلے دل کے — آبِ زمزم کے دیکے چھینٹے
کی مشق جفا سر وفا سے — زخمی بھی کیا تو اک ادا سے
لبریزِ طرب کیا الم سے [۲] — نشرح کو ملا دیا الم سے
گوہر کو بنا دیا سمندر — آئینے کو کر دیا سکندر
بھر دی دلِ پاک مین تجلی — یا کعبۂ دل مین کی سپیدی
خالی اُسے کر کے ماسوا سے — لبریز کیا فقط خدا سے
حق سے رگ و پے کو کر کے معمور — جسمِ بشری کو کر دیا نور
بندے سے کہا نظر بچا کر [۳] — کیا غیر ہے تو خدا خدا کر

---

[۱] اشارہ شق صدر مبارک کا ہے۔
[۲] اشارہ ہے آیت الم نشرح لک صدرک کا۔
[۳] عشق بیباک نے کہا کیونکہ شق صدر کو اُسی کی طرف منسوب کیا ہے۔

وحدت کو کھچا دوئی کا نیرنگ
بیرنگی کی سمت کو چلا رنگ
بسمل ہوئی قلب کی تپش بھی
کوشش کرنے لگی کشش بھی
اعلیٰ کیطرف ہوا ارادا
کعبے نے کہا خدا کو سونپا
با عزت و شان و جاہ تمکین
آیا بالائے خانۂ زین
حضرت کے رکاب مین قدم تھے
یا طاق مین رکھے گل کے دستے
اللہ وہ راہوارِ چالاک
اور پشت پہ شہسوارِ لولاک
یہ شان کبھی سُنی نہ دیکھی
افلاک کی ہفت پشت نے بھی
لی باگ تو اشہبِ سُبک گام
تھا صبحِ بہارِ کشورِ شام [۱]

مسجدِ اقصیٰ

پیشِ نظرِ جنابِ عالی
بیت المقدس کا بابِ عالی
وہ سرورِ انبیائے پیشین
وہ باعثِ فخرِ شرع و آئین
مسجد کے قریب آ کے اُترا
آداب سے سر جھکا کے اُترا
اک ہاتفِ غیب دان خبردہ
اسرائے سُبحانہٗ بعبدہٖ
ہر شے تھی وہان کی حیرت افزا
اللہ کے گھر مین تھی کمی کیا
گوشے گوشے مین روح واصل
پہلو پہلو مین قلب شاغل
ظلمت کے غبار سے نمایان [۲]
گردِ رہِ لشکرِ سلیمان
شانِ لبِ بام سے ہویدا
جان بخشیِ حضرتِ مسیحا

[۱] شام سے مراد ملکِ شام ہے۔

[۲] بیت المقدس مین آنحضرت صلعم نے دوگانہ شکر ادا کیا اور ارواح انبیا نے اقتدا کی ان اشعار مین اشارہ ارواح انبیا کے موجود ہونے کا ہے۔

دیوار مین خامشی کا عالم — آثارِ قبولِ صوم مریم
داؤدؑ کے نغمہ ہاے دلبند — کھائے دمِ عیسوی کی سوگند
سلطانِ عرب کے مژدہ گویان [1] — انجیل و زبور اُٹھائے قرآن
مرفوع پیمبرون کے رایات — یا سورۂ انبیا کے آیات
ہر تختے مین تھے ہزار تھالے [2] — اک شجرۂ طور کی قلم کے
دو مرجع کائنات باہم [3] — وہ قبلہ یہ کعبۂ دو عالم
قبلے نے درود کی ندا دی — کعبے نے نمازِ شکر ادا کی
مینار اُٹھے براے تعظیم — محراب جھکی بقصدِ تسلیم
منبر نے پڑھا ادب سے گویا — شاہنشہِ انبیا کا خطبا
آنکھون کو بچھائے تھا مصلا — سایہ کیے گنبدِ معلا
ازراہ کمالِ مہربانی — اُس گھر سے ہوئی یہ میہمانی
رکھ کر مے و شیر کو مقابل [4] — اُس صاحبِ ذوق کا لیا دل
اک رنگ مین لالہ ایک نسرین — اک ذوق مین تلخ ایک شیرین
گلگون مے ناب مہر پیکر — کہسارِ طرب کی لعلِ احمر
اکسیرِ طراوتِ نفس کی — یا روح کھچی ہوئی ہوس کی

[1] انجیل و زبور قرآن اُٹھا کر سلطانِ عرب کے مژدہ گو تھے۔

[2] ایک شجرہ کی قلم سے ہزارون تھالے تیار ہوے تھے۔

[3] قبلہ سے مراد بیت المقدس اور کعبہ ہر دو عالم سے آنحضرت صلعم ہین۔

[4] دل لینا یعنی آزمایش کرنا۔ آنحضرت صلعم کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک مین شیر دوسرے مین شراب حضرت صلعم نے شیر کے پیالے کو لے لیا اور شراب سے انکار کر دیا مطلب اشعار کا یہ ہے کہ ہوس اور عشق پیش کیے گئے آنحضرتؐ نے عشق کو اختیار فرمایا۔

وہ شیر لطیفِ ماہ تابان ۔۔۔ شیرینی دردکاہشِ جان
جان بخشی دورِ عالمِ عشق ۔۔۔ بالائی اکِ آمدِ غمِ عشق
کی رغبت قلب نے جو تاثیر ۔۔۔ مقبول بشیر ہو گیا شیر
عکسِ لبِ جانفزا لبن مین ۱ ۔۔۔ ہمرنگ عقیق تھا یمن مین
چرکا سرے پہ تیغ نے کا ۲ ۔۔۔ انگور کے زخم پر نمک تھا
پی کر وہ شیر صبح پیکر ۔۔۔ خورشید روان ہوا فلک پر
تنہائی کا قافلہ روان تھا ۔۔۔ تجرید کا ساتھ کاروان تھا
گلگون بہار تھا وہ شبدیز ۔۔۔ مانندِ دمِ نسیم گلریز
پہونچی جو ہوائے دامنِ پاک ۔۔۔ کھلنے لگے غنچہ ہائے افلاک

سیرِ فلکِ اوّل

پتلی نے سمند بادپا کی ۳ ۔۔۔ جا کر چشمِ قمر مین جا کی
وہ خطبۂ منبرِ خلافت ۔۔۔ آئینۂ جوہرِ شرافت
جسکا کہ ارم ہو تختِ طاؤس ۔۔۔ افلاک و نجوم شمع و فانوس
خلقت ہوئی جسکے جان و دل سے ۔۔۔ جس طرح بشر کی آب و گل سے
ہمرتبہ صفی باصفا کا ۔۔۔ مصداق خطاب مصطفےٰؐ کا
وہ روز ازل کا سعد اکبر ۴ ۔۔۔ وہ اول ما خلق کا مظہر

۱ لبن بمعنی شیر۔
۲ تیغ سے مراد دشنۂ انکار ہے یعنی مے کو چرکا انکار کا دیا تو انگور یعنی مادہ شراب کے زخم پر نمک چھڑکا نہ رہا
۳ مناسبت پتلی کی آنکھ کے ساتھ خاص لطف رکھتی ہے۔ قمر فلکِ اول پر ہے۔
۴ اشارہ ہے حدیث شریف اول ما خلق اللہ نوری کا یعنی سب سے پیشتر اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔

وہ سطرِ اخیرِ صفحۂ راز — وہ مطلعِ اولینِ اعجاز
وہ اخترِ انبیاے مرسل — جسکا ثانی نہین وہ اول
تنزیہہ کا لطف پانے والا — شانِ وحدت دکھانے والا
پہونچا کیے طے زمین کا دفتر — مثلِ الفِ اول آسمان پر
آیا جو نظر وہ فخرِ عالم — آدم نے کہا کہ خیرِ مقدم
فرخندہ پسر ملا پدر سے — خیرُ البشر اولُ البشر سے
پہلے پہل آسمان کو دیکھا — ارواحِ فرشتگان کو دیکھا
پہونچے قدمِ سعیدِ سرور[۱] — مہتابیِ منزلِ فلک پر
پامال طبیعتِ روان کی[۲] — گویا تھی زمین آسمان کی

فلک دوم

پھر وہ سببِ ظہورِ ایمان[۳] — ظلماتِ جہان مین آبِ حیوان
جسکے شہدا کا واپسین دم — صبحِ انفاسِ ابن مریم
جسکا کرم آیتِ شفا ہے — بیمار کے درد کی دوا ہے
ہے جسکی اذانِ صبحگاہی — احیاے شریعتِ الٰہی
وہ گوہرِ آبِ زندگانی — جسکا اول نہین وہ ثانی
شانِ احد احمدِ مکرم — شاہنشہِ کشورِ دو عالم

---

[۱] مہتابی عمارتیکہ بر لب حوض براے سیر مہتاب سازند۔

[۲] زمین سخن کا پامال ہونا اصطلاح مشہور ہے ۱۲ منہ رح

[۳] آب حیوان یعنی آب حیات - آبحیات ایک چشمہ ظلمات مین ہے جسکا پانی پینے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

پھیلی ہوئی جسکی چاندنی ہے ۔ دن دونی ہے رات چوگنی ہر
یکتائی کا رنگ لانے والا ۔ نیرنگ دوئی مٹانے والا
پہونچا بہ کمالِ شادمانی ۔ تا دائرۂ سپہر ثانی
رونق ہوئی کشورِ فلک مین ۔ جان آگئی پیکرِ ملک مین
یکجان و دو تن ہوے نمایان ۔ یحیٰؑ کو لیے مسیحؑ دوران
تاجِ سرِ انبیا کے گوہر ۔ آئینۂ حق نما کے جوہر
یحییٰؑ نے صدائے مرحبا دی ۔ انفاس مسیحؑ نے جلا دی
تھا منشیِ چرخ[۱] لو لگائے ۔ خامہ کی طرح سے سر جھکائے
زندہ ہوئین صورتین رقم کی ۔ اور روح پھڑک گئی قلم کی

فلک[۲] سوم

پھر وہ شرفِ ستارۂ حسن ۔ زیبِ رُخِ ماہ پارۂ حسن
ہی جسکی حسین و پاک صورت ۔ اک نسخۂ گلستانِ قدرت
جسپر ہے فدا چمن مین سنبل ۔ گلزار مین گل قفس مین بلبل
ہین جسکے بہارِ رُخ کی تمہید[۳] ۔ اوراقِ سہ برگۂ موالید
وہ واسطۂ قدیم و حادث[۴] ۔ سعدین فلک نشین کا ثالث
وہ چشم و چراغ آدمؑ و نوحؑ[۵] ۔ سروِ چمن مثلثِ روح

---

۱ منشیِ چرخ یعنی عطارد جو دوسرے آسمان پر ہے۔
۲ فلکِ سوم پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی لہذا رعایت حسن کی کیگئی ہے۔
۳ نباتات جمادات حیوانات کو موالید ثلاثہ کہتے ہین موالید ثلاثہ کو سہ برگہ سے تشبیہ دی ہے۔
۴ سعدین یعنی مشتری و زہرہ۔
۵ ارواحِ ثلاثہ یعنی جان بو اور ہوا ان کا مثلث قرار دیا ہے۔

توحید کا تخم بونے والا — تثلیث کا گھڑ ڈبونے والا
یون گزرا تیسرے فلک پر — جسطرح نظر مین حسنِ منظر

سراپا

اِس جا ہے سخن کا اور مرجع ؎۱ — مصرع ہے ہر ایک حسن مطلع
کاتب کی چمک رہی ہو تقدیر — آنکھون مین کھچی ہوئی ہو تصویر
نقشے کی ہو وہ لطیف صورت — جس سے کہ ہو اہلِ دلکو حیرت
صورت کا وہ دلپسند نقشا — جس سے ہے ہر آئینہ کو سکتا
سورج کی نہ دوپہر پلٹ جائے — اسدم مرے سامنے سے ہٹجائے
گر بدر کہین ادھر اُدھر ہو — کہدو مرے شہر سے بدر ہو
حقا کہ وہ جسم سر سے تا پا — ہو شاہدِ غیب کا سراپا
دیکھا ہے خدا نے اپنا عالم — آئینہ بنا کے قدِ آدم
کھینچی بہ کمالِ حسنِ تدبیر — نقاشِ ازل نے اپنی تصویر
رُخ مین صفتِ جمال دی ہو — صورت مین جان ڈالدی ہو
ابرو پہ جبین مہ شمائل — رکھی ہوئی رحل پر حمائل
پیشانی ہے جزو مصحفِ رو — اِس پارے کے دو رکوع ابرو
واللیل کا ترجمہ ہے گیسو — تفسیر اذا سجےٰ ہے گیسو
آنکھونسے لکھون صفت وہ آنکھین ؎۲ — مالا عینٌ رأت وہ آنکھین
بیداری بخت چشم ایجاد — سیپارہ رُخ کے سورۂ صاد

؎۱ رعایت لفظ حسن کی ہے۔ مطلع کے بعد کے شعر کو حسن مطلع کہتے ہین۔

؎۲ ترجمہ جسکو کسی آنکھ نے نہین دیکھا اشارہ ہے مالا عینٌ رأتْ ولا اُذنٌ سَمِعتْ کیطرف۔

خلوت گہ کبریا کو دیکھا ۱ آنکھون کی قسم خدا کو دیکھا
بینی سے بلند اخترِ حسن معراج پہ ہے پیمبرِ حسن
اسرارِ دہن ہین وحیِ منزل اور حامل وحی رئیس مرسل
احباب مین لب مسیح تقریر اعدا مین لبے کلیم شمشیر
کیا ذکر تبسم نبیؐ ہے گُل کی گلشن مین جو ہنسی ہے
کانون کی سُنی ہے کیا روایت ۲ جو سرو ہے قطب کی ولایت
جوہر کا بھرا ہوا خزینہ آئینۂ بے مثال سینہ
اسرار نہ آسمان نظر مین ڈوبے ہوئے ہفت بحر بر مین
اُس گردن صاف کی بلندی تکبیر فریضۂ سحر کی
رعنائیِ قامتِ مناسب روزے مین اذان وقتِ مغرب
دیکھے ہین فلک مین یا زمین مین ہاتھ ایسے کسی کے آستین مین
دو انگلیون مین یہ ماہ کا حال مقراض مین جسطرح ہما جال
کھولے ہوئے شوق عرشِ عالی ۳ عینین براہ پایمالی
چرچے یہی شیخ وشاب مین ہین پاون ایسے کسی رکاب مین ہین
دیکھی جو وہ صورتِ دل آرا ارواح کو دفعتہً غش آیا
حالت ہوئی بیخودی کی طاری ۴ زہرہ کہین بھول اُٹھی ستاری

---

۱ حضرت کی آنکھین خلوت گہِ کبریا ہین جسنے اُنکو دیکھا خدا کو دیکھا۔

۲ اصطلاح علم ہیئت قطب شمالی وجنوبی مین بے انتہا سردی ہر ولایت بمعنی اقلیم مستعمل ہے وقطب ایک مرتبہ خاص اولیاء اللہ کا ہے۔ اِس صورت مین لفظ ولایت بھی دو معنی رکھتا ہے۔

۳ لفظ عرش عالی مین دو عین ہین ۱۲ منہ رح

۴ زہرہ آسمان سوم پر ہے۔

کہتے تھے ملک سُنی نہ دیکھی
صورت ہے کہ قدرتِ الٰہی

حاضر تھے مہ منیر کنعان
فرزند جوان پیر کنعان

گل بُجنکے تھے مصر کے چمن مین
کانٹے کنعان کے پیرہن مین

یعقوب تھے جنکے نازبردار
تھا جنکا دلون مین گرم بازار

آنکھون مین سمائی وہ تجلی
جو خواب مین تھی کبھی نہ دیکھی

یوسف ہوے جان ودل سے شیدا
مُنہ دیکھ کے رہگئی زلیخا

فلک چہارم[1]

پھر وہ خطِ عفو اہل عصیان
فرزانہ شفیع پیش یزدان

جس سے کہ ہوئی شکستِ کفار
صحرائے عرب ہے جس سے گلزار

تشریف شرف کی بے کم وکاست
جسکے قد راست پر ہوئی راست[2]

وہ رونق چارسوے ایجاد
اعجاز کرامتِ خداداد

تھے جسکے چہار یار ذیجاہ
منزلگہ لطف و مہر کے ماہ

زیبایش صدر حلم وتمکین
آرایش چاربالش دین[3]

بیکس کی مراد دینے والا
ناچار کی داد دینے والا

ٹھہرا چرخ چہارمین پر
یا صفحہ سیم پر خطِ زر

اسرار نہ یان کے لکھنے مین آئین
گو دونون زبان خامہ ملجائین

---

[1] اس آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ سب سے اوّل قلم سے حضرت ادریسؑ نے لکھا اسی رعایت سے الفاظ خط شفیع شکست گلزار خط توام خط تجنیس لائے ہین۔

[2] یہ شعر اس رعایت سے ہے کہ حضرت ادریس نے سب سے پہلے سیے ہوے کپڑے پہنے تھے۔

[3] چاربالش یعنی مسند۔

میدان وہ عجیب روپ مین تھا (لہ) خورشید بھی دوڑ دھوپ مین تھا
کی مصحفِ انبیا کی تدریس تا واذکر فی الکتاب ادریس
یکجا ہوے دو نبیِ اکرم مثلِ صفحاتِ خطِ توام
یکرنگی مصطفیٰ و ادریس قدرت کے قلم کی سطر تجنیس
ہم وضع و نقشِ کلکِ ایجاد دو قطعے نوشتۂ یک استاد

فلکِ پنجم

پھر وہ گلِ نوبہار معنی وہ گوہر شاہوار معنی
ہی جسکی زبان مین فصاحت ہر جسکے کلام مین ملاحت
ہی جسکی شگفتہ رنگ تقریر ما ینطق عن ہوی کی تفسیر
اعجاز اثر بیان شیرین قرآن کا ورق زبان شیرین
اورنگ نشین عزت و جاہ زور سر پنجۂ ید اللہ
تکبیر کی جسکے پاس دولت ہے جسکی نماز پنج نوبت
گبران جہان کا آبرو ریز برہمزنِ پنج گنج پرویز
دُرہاے یقین پرونے والا دل سے شش و پنج کھونیوالا
آیا سر چرخ پنجمین پر یا افسر سلطنت پہ گوہر
ہارون نے کہ افصح البیان تھے گویا کہ کلیم کی زبان تھے
موسیٰ کے وزیر اور برادر پیغمبر و بازوے پیمبرؐ
کی نعت ادا بخوش بیانی یا وصف چمن مین گلفشانی
تحریر کیے ہزار دفتر الواح زبر جدِ فلک پر

لہ خورشید فلکِ چہارم پر ہے۔

بہرام تھا مہرِ خامشی کی [1] عبری نے یہ کی تمام ترکی

فلک ششم [2]

پھر وہ درِ بے بہائے تکوین وہ لالہ و لعل کوہ تمکین
جسکی نہین روک لامکان تک پایاب ہے نیل آسمان تک
ہے دورمین جسکے سحر باطل افسون ہے اسیر چاہ بابل
آہوے رمیدہ ساحری ہے اللہ کی گاے سامری ہے
جس سے ہوئی شان کفر نابود فرعون کوئی بچا نہ نمرود
جسکی شوکت وزیر وشہ پر شمشیر اُسکی قضا کا شہپر
جسکی بخشش سے ڈرکے قارون پہلے سے ہوا زمین مین مدفون
وہ روز طلوع صبح بینش صبحِ ششِ روزِ آفرینش
وہ قبلۂ شش جہات عالم وہ مرجع کائناتِ عالم
اَندازِ کرم بتانے والا شش دانگ جہان لٹانیوالا
گردونِ ششم پہ چشم بد دور چمکا مانند شعلۂ طور
جلوے وہ جمال نے دکھائے موسیٰ وہی آگ لینے آئے
تھا داغ فراق لن ترانی [3] مسرور وصال من رانی

[1] بہرام یعنی مریخ جو فلک پنجم پر ہے۔ بہرام نام ایک پہلوان کا بھی ہے۔ عبری سے مراد حضرت ہارون جنکی زبان عبرانی تھی مطلب یہ ہو کہ بہرام ترک فلک سے تقریر اُنکے سامنے نہو سکی۔

[2] اس فلک پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہے اسی رعایت سے الفاظ نیل سحر سامری فرعون شعلہ طور لن ترانی وادی ایمن لائے ہین۔

[3] اشارہ حدیث من رانی فقد رای الحق ۱۲ منہ رح

وہ محوِ کلامِ ایزدِ پاک — تھا مُہرِ سکوتِ ما عرفناک
آتی تھی صدائے عقلِ اول — دیکھے کوئی نخلِ طور کا پھل
کیا وادیِ ایمنِ فلک کی — تقدیر سے مشتری ہے چمکی

فلکِ ہفتم

پھر وہ حرمِ سجدہ گاہِ تسلیم — محرابِ حریمِ جاہ و تعظیم
کعبے کا سوادِ صفحۂ عین ۱ — شنگرفیِ نسخۂ ذبیحین
جسکی آمد کا سُنتے ہی غل — آتشکدے شمع سان ہوے گل
گردن مین بُتانِ بے دہن کی — پھانسی ہوئی چوٹی برہمن کی
کلیون کی طرح سے چُنکے چھوڑا ۲ — کعبے مین پڑا بُتون کا توڑا
طوفانِ بلا ہے جسکا خنجر — بہرِ آزر پرست و آذر
وہ ناظرہ خوانِ مصحفِ دل — خضرِ سرِ راہِ ہفت منزل
سلطانِ سریرِ ہفت کشور — شمعِ فانوسِ ہفت اختر
جمعے کو سعید کرنے والا — ہر ہفتے مین عید کرنے والا
اُترا سرِ بامِ چرخِ ہفتم — قربان ہوے ہر قدم پہ انجم
تھین منتظرِ جنابِ اطہر — عینینِ خلیلِ ابنِ آذر
کرتا تھا جو صرفِ میہمانی ۳ — خوانِ یغمائے من عصانی

۱ یعنی سوادِ صفحہ عین کعبہ۔ حدیث شریف مین ہے انا ابن الذبیحین مین بیٹا دو ذبیحون کا ہون ایک ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السّلام دوسرے حضرت عبداللہ۔

۲ بیدہانے کی رعایت سے بُتون کو غنچہ قرار دیا ہے۔

۳ اشارہ ہو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دُعا کا ومن عصانی فانک غفور رحیم۔

دیوان ازل کا مطلع نور　　برجستہ ردیف بیت معمور
اِک بزم کے تھے چراغ دونون　　مِلکر ہوے باغ باغ دونون
ہندوے فلک بتون سے بیزار ؎۱　　مِنّت سے نجات کا طلبگار

بیت المعمور

اُس بیت مین پھر وہ سروِ موزون　　آیا مانندِ تازہ مضمون
قبلہ تھا خدا کے سب گھرون کا　　یا صدر تمام دفترون کا
جلتے تھے وہان فرشتون کے پر　　گرتے تھے مَلَک سرِ مَلَک پر
گنجایش غیر حق سے معذور　　مالک سے تمام خانہ معمور
نیرنگ خیال قدسیان کا　　یا رنگ محل نہ آسمان کا

بہشت و دوزخ

آگے جو بڑھا وہ صاحبِ دل　　حیرت کے تھے آئنے مقابل
ہر شے تصویر بزم تنزیہہ　　آئینۂ حیرت اُسکی تشبیہہ
سب عالم غیب کے کرشمے　　سرِّ ملکوت کے معمّے
باغ لاہوت کے کھلے رنگ　　قدرت کے عیان طلسم و نیرنگ
خورشید جمال کے ستارے　　یا قوتِ جلال کے شرارے
ٹھہری جو اُتر کے پُل سواری　　؎۲ مالک نے ادب سے بندگی کی
پاکر خبرِ بہارِ مقدم　　گل ہو گئی آتش جہنم

؎۱ ہندوی فلک یعنی زحل۔

؎۲ مالک نام دار وغہ دوزخ۔

تھا خوف کہ ہو نہ جائے برباد | دوزخ مثل بہشت شداد
رحمت کی سحر ہوئی نمودار | ہو کیون نہ سقر سفر پہ تیار
شعلے کی شرارتین بھی فی النار | خاموش تھا صورت گنہگار
پھر وہ گل گلستان تنزیہہ | وہ باعثِ خلق دہر و مافیہ
مانند بہار فرحت انگیز | جنّت کی طرف ہوا جلو ریز
جسکا ہے لقب میان جمہور | نورافشان باغ عالمِ نور
کیا عرض کیجے بیان صفت فضا کی | پھلواری جناب کبریا کی
سرِ صلّ علےٰ گلِ تر (۱) | رمز بَلَغَ العُلےٰ صنوبر
مے وہ کہ برنگ چشم مخمور | اپنے نشے مین آپ ہی چور
نے وہ کہ ہے جسکا ترجمہ لا | ہم معنیِ لا کہ الّا
یک سینۂ عندلیب و صد گل (۲) | یک سایۂ گلُ ہزار بلبل
تارِ رگِ گلُ ہزار دستان | از بر کیے بلبلین گلستان
رُخ حسنِ عمل کا حور و غلمان (۳) | چشمِ نگہِ قبول رضوان
دریاے کرم سمٹ کے کوثر | رحمت محدود ہو کے ساغر
خوش ہو کے فضا بہشت پیرا (۴) | تقدیر نہال ہو کے طوبا
ہر شاخ رہِ خدا کی مشعل | ہر پھول نہال شوق کا پھل

۱ برعایت خوشبوے گلاب کے صل علی ہے اور بمناسبت بلندی صنوبر کے بلغ العلی۔

۲ صد گل و ہزار بلبل سے کثرت گلُ و بلبل مقصود ہے۔

۳ رخسار حسن عمل کا حور و غلمان ہین اور نگاہ قبول کی آنکھ رضوان ہے۔

۴ نہال ہونا خوش ہونا نہال بمعنی درخت نورستہ مطلب یہ ہے کہ فضا کا اہتزاز بہشت اور تقدیر کا خوش ہونا طوبےٰ ہے۔

ہر چشمہ نیاز کا کرشمہ [1] | یا دیدۂ منتظر کا چشمہ
تھا نوک زبان حال رضوان [2] | دیباچۂ منّت گلستان
اللہ رے یہ مرا مقدر | رکھ اپنے قدم مرے جبین پر
امت سے بھی اسقدر ہوا ارشاد | آکر کرین میرے گھر کو آباد
ہین سب بد و نیک مجکو محبوب | بے قید وہ یوسف اور مین یعقوب
اچھے ہون اگر قصور میرے | عاصی کے قصور سے بدلئے
ہو مشک خطا مرے ختن مین [3] | یا نافرمان ہو اس چمن مین
کیجے نہ مجھے قبل حشر برپا | ہے مجکو یہ مدتون سے کھٹکا
اُس دن عجب اضطراب ہوگا | ہنگامۂ بے حساب ہوگا
مجنون کوئی رہ نجائے بن مین | بے خود کوئی وادیِ قرن مین
غافل کوئی حشر مین نہ کھو جائے [4] | محسن کسی سایے مین نہ سو جائے
اے صدر نشین یوم موعود | اے بادشہِ مقام محمود
بر لا مری آرزو کرم سے | ہو میری بہشت تیرے دم سے

عرش و کرسی

[1] چشمۂ عینک۔

[2] زبان حال رضوان کو دیباچہ شکر گذاری جنت از بر تھا کہ اللہ رے یہ میرا مقدر گلستان سے مراد جنت ہو۔ بعد کے اشعار زبان حال رضوان سے ہین۔

[3] خطای عاصی میرے ختن مین مشک اور میرے چمن مین نافرمان ہو۔ نافرمان یعنی عاصی اور قسم پھول کی۔

[4] طبع اول مین مصرع ثانی یہ تھا۔ محسن ترے سایہ مین نہ سو جائے اس خیال سے تبدیل کیا گیا کہ جو آپکے سایہ مین سویا اُسکو جنت کی کیا پروا ہے۔ تو و طوبیٰ و ما و قامت یار۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔

القصہ سمجھ کے جزو و کل کو   اور دیکھ کے وا نکے خار و گل کو
اور آگے بڑھا وہ طالب رب   کہتا ہوا آمدم بمطلب
طوبےٰ سے رکھا قدم جو آگے   جبریل و براق دونون ٹھہرے
رفرف پہ چڑھا وہ صاحب قدر   جس طرح کمال بر سرِ بدر
کرسی پہ بٹھا کے نقش مقصود   آیا سوِ عرش پاک معبود
سب سرو قدان عرش اعظم ؎۱   تعظیم کو اُٹھے قدِ آدم

مقام اعلےٰ

زیر قدمِ جنابِ والا   اعلےٰ سے جو تھا مقام اعلیٰ
دلکی تگ و دو تھی دم سے آگے   ہر چار قدم قدم سے آگے
آئینہ روے ذاتِ عالی   اقلیم صفاتِ بیمثالی
چمکا ہوا ایمنِ تجلی   پھیلا ہوا دامنِ تجلی
وحدت کا کھلا ہوا وہ ناکا   جسمین نہین دخل ماسوا کا
وارفتہ خیال جست و جو کے ؎۲   چھاپے لیے خون آرزو کے
امید کے تہ نشین سفینے   ٹوٹے ہوے حوصلے کے زینے
نکلی ہوئین ہمتون کی جانین   اُتری ہوئین چلّے سے کمانین
بھولے ہوے راہ کے مسافر ؎۳   ارکان رباعی عناصر
افتادۂ خاک بحر و ساحل   درماندۂ راہ خضر و منزل

؎۱ الفاظ سرو قد و تعظیم و قد آدم خاص لطف رکھتے ہین۔

؎۲ شہر کے ناکے پر ہاتھ مین چھاپا لگایا جاتا ہے۔

؎۳ مسافران راہ فراموش شدہ ۱۲ منہ رحم

طاؤسِ سپہر بال بستہ ۱ عنقاے نجوم پرشکستہ
جھیلے ہوے دورباش ادب کی طوبی و بہشت و عرش و کرسی
جانے کا نہ لے سکین ملک نام روحونکا پہونچ سکے نہ پیغام
تاثیرِ دُعا کے در سے محروم ۲ کوشش شرفِ اثر سے محروم
انسان کی وہان تھی کب رسائی آنکھون مین کشش بٹھا کے لائی
وہ مردمِ چشم دین و ایمان کحل البصرِ وجوب و امکان۔
ایمان کا رنگ بوے تصدیق نخل چمن مجاز و تحقیق
وہ مرجع کار و کارسازی وہ سرِ نیاز و بے نیازی
آنکھون کو تلاشِ جلوۂ رب ۳ کانونمین صداے نحن اقرب
آیا سوے بزم لی مع اللہ ۴ آئینے مین جیسے پرتو ماہ
پہونچا وہ وہان جہان نہ پہونچے جبریل کی عقل کے فرشتے
نزدیک خدا حضور پہونچے اللہ اللہ دُور پہونچے
لرزے مین تمام دست و پا تھے انداز جلال کبریا تھے

---

۱ یعنی اُڑکر نہین پہونچ سکتا۔

۲ دُعا بھی وہان پہونچنے کی بے اثر تھی۔

۳ اشارہ ہی آیت کلام مجید کا نحن اقرب من حبل الورید۔

۴ اشارہ ہے حدیث ذیل کیطرف لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبیٌ مرسلٌ۔ اس حدیث کا ذکر مولانا علی القاری محدث فقیہ نے کتاب موضوعات کبیر کے صفحہ ۱۰ مین فرمایا ہے عبارت اُنکی یہ ہی حدیث لی مع اللہ وقتٌ لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل یذکرہ الصوفیة کثیراً و ہو فی رسالة القشیری لکن بلفظ لی وقت لا یسعنی فیہ غیر ربی قلت و یوحد منہ انہ اراد بالملک المقرب جبرئیل و بالنبی المرسل نفسہ الجلیل وفیہ ایماء الی مقام الاستغراق باللقاء المعبر عنہ بالسکر والمحو والفناء۔

بے سایہ قدِ رسولؐ باری | تھا سایۂ نخلِ خاکساری
سجدے کے لیے جھکا ہوا تھا | سر عرش پہ اور زمین پہ پا تھا
ہر لحظہ زبان پر مناجات | ہر لمحہ لبون پر التحیات
خالق سے نگاہِ پاک محرم | چھوٹی ہوئی عینک دو عالم
پُتلی مین جما جمالِ دلخواہ | جس طرح چنے پہ قل ہو اللہ
خاموشیِ عشق سُرمہ پیکر | آوازۂ حُسن شورِ محشر
موّاجیِ بحرِ جانگدازی | سیرابیِ باغِ دلنوازی
وحدت کے بچھے ہوے تھے اورنگ | کثرت کے مٹے ہوے تھے نیرنگ
تھی اوج پہ شانِ مصطفائی | دکھلاتی تھی بندگی خدائی
وحدت کی ہوئی دوئی مین آمد | مانند احد میان احمدؐ
دامن مین چھپائے غیر کو عین [۱] | واحد تھا نقاب روے اثنین
عینیتِ غیر رب کو رب سے [۲] | غیریت عین کو عرب سے
ذاتِ احمدؐ تھی یا خدا تھا | سایہ کیا جسم تک جدا تھا
خالق کی صفت ہی ذات والا | وہ شعلۂ طور یہ اُجالا
کیا ہوگئے حد سے بڑھنے والے | سجدے مین درود پڑھنے والے
عرفان کے مقام کی کرین سیر [۳] | دیکھین کہ صفت ہی عین یا غیر
کافی ہے اسیقدر بیان بس | بس اے مری طبعِ نکتہ دان بس
لازم ہے ادب سے وہ خموشی | جو مُہر ہو میرے خاتمے کی

---

۱ سرِ اثنین الف ہے بقاعدہ علم معما نقاب قرار دیا ہے ۱۲ منہ

۲ تعمیہ عین رب اگر عین عرب سے نکالا جائے تو رب ہوتا ہے۔

۳ اشارہ ہے اس مسئلہ کا کہ صفات باری تعالیٰ عین ذات ہین یا غیر ذات۔

خاتمہ و مناجات

اِسوقت اُٹھا ہوا ہے پردا — موقع ہے رسائی دُعا کا
کر عرض ادب سے سر جُھکا کر — تا پایۂ عرش ہاتھ اُٹھا کر
اے پرتوِ مہرِ لایزالی — بے مثل مثال بے مثالی
شمعِ حرمِ خدا نمائی — قندیلِ حریمِ کبریائی
جسطرح ملا تو اپنے رب سے — انداز سے شوق سے ادب سے
یون ہی ترے عاصیان مہجور — اکدن ہون تری لقا سے مسرور
صدقے مین ترے یہ آرزو ہی — دم مین رہِ آخرت کرین طے
ہو حشر کا دن خوشی کی تمہید — جسطرح سے صبحِ صادق عید
یون سر یہ ہو مہرِ آتشین خو — ٹوپی مین کسی کے جیسے جگنو
دشمن پہ کڑی ہو پہلی منزل — مین سوؤن لحد مین ہو کے غافل
گزرے مری نعت کے سخن مین — رکھی ہو یہ مثنوی کفن مین
پردہ رہے نامۂ عمل کا — کھلجائے نہ قبر مین لفافا
اُسدم کھلے چشمِ آرزومند — جب دفترِ حشر ہو چکے بند
جلدی کرے شوقِ قلبِ مضطر[۱] — کھلجائین مرے بُراق کے پر
اس تیزی سے آئے وہ سُبک بال — پیچھے رہین کاتبانِ اعمال
پہونچے مرا باد پا ارم تک — پہونچادے مجھے ترے قدم تک
رہ جائین نہ میرے دلکے ارمان — مشکل سے نہ مشکلین ہون آسان
شامت سے نہ پائمال ہو جائے — سبزہ جو اُگے نہال ہو جائے

[۱] شوق کو براق قرار دیا ہے۔

پھولے پھلے گلشن تمنا عقبیٰ مری پھل ہو پھول دُنیا
یان شوق و خلوص و التجا ہو وان مین ہون آپ ہون خدا ہو

شفاعت ونجات

سنہ ۱۳۱۱ھ

اسرارِ معانیِ دردِ عشق

سنہ ۱۳۱۱ھ

زرا عشق ادھر دیکھے بھالے ہوے [ے] — قدم اے ستمگر سنبھالے ہوے
نہ چلنا کہین وہ قیامت کی چال — کہ لاشے شہیدونکے ہون پائمال
جفا تیری چتون مین اے بیوفا — سروہی کے قبضے مین دستِ قضا
ہوے گرچہ لاکھون تہِ تیغ جور — ادا کہتی ہے میری خاطر سے اور
جو تو رہنما ہے تو رہزن ہے کون — تجھے دوست سمجھین تو دشمن ہے کون
تری بیوفائی کرم کا ستم — تری کج ادائی ستم کا کرم
صفین صاف برباد لشکر ہوے — کبھی تیرے میلے نہ تیور ہوے
نظر بند تیرے ستائے رہین — مگر آنکھین چتون چرائے رہین
ترے داغ سے دل مین گلکاریان — ترے دم سے آنکھونمین چنگاریان
کہین تو ہے آتش کہین رودِ نیل — بچین یا الٰہی کلیمؑ و خلیلؑ
کیا تیرے زندان نے یوسفؑ کو بند — ہوے تیرے مقتل کو عیسٰیؑ پسند
نمک تیرا زخمون مین ایوبؑ کے — کھٹک تیری دیدونمین یعقوبؑ کے
ہوا قلب یونسؑ کو بعد وہور — کما ہی حقیقت پہ تیری عبور
ترا نجد اچھے بنون کا بگاڑ — ترا بیستون بگڑے دل کو پہاڑ

[ے] خطاب عشق کیطرف ہے اور اُسی کا سراپا بیان کیا گیا ہے۔

نہ شیخ و برہمن کے ٹھہرے قدم | کشاکش مین ہین تجھسے دیر و حرم
جہانگیر ہے نکہتِ دلربا | ہے کس فتنہ مین عطر ڈوبا ہوا
جوانان گلشن کو ہر دم فشار | نہ مانگے کہین خون بہا لالہ زار
چمن کو ہوا تیری ایسی لگی | رگِ گل سے بلبل کو پھانسی لگی
ترا دیر ہے قبلۂ کائنات | ترا کعبہ ہی مرجع سومنات
ترا طور کیف انا الحق سے مست | ترا وادیِ ایمن آتش پرست
برہمن کو بت بنکے دھوکا دیا | بتون کو خدا بنکے بندا کیا
پڑا سایہ جسپر فنا ہو گیا | پری بنکے تو اک بلا ہو گیا
تپش مہرِ محشر کی بڑھتی ہوئی | ترے حسن کی دھوپ چڑھتی ہوئی
نہ گیسو کا مثل اور نہ رخ کا بدل | وہ شامِ ابد ہے یہ صبح ازل
ترے موے مشکین بلا در بلا | ہر اک طرہ ہنگامۂ کربلا
کہان بل کہان پیچ تقدیر کے | یہ لٹکے ہین زلفِ گرہگیر کے
وہ چمکے شہیدان ابرو کے داغ | کہ گل ہو گئے مسجدون کے چراغ
کوئی چشم کافر سے اس آن کی | قسم کفر کھائے تو ایمان کی
ستم تیرِ مژگان کا اٹھتا نہین | کسی دل کا اتنا کلیجا نہین
جو سیدھی بھی ہو تیری ترچھی نظر | تو ہو اک زمانہ ادھر سے ادھر
خموشی کے پردے مین معجز بیان | دہن گو مگو کی ہے اک چیستان
کمر تیری ہوتی تو کہتے بشر | کہ ڈوبا ہے تو خون مین تا کمر
دو عالم ہے کاہ اور تو کہربا | کشش ہے ترا قامتِ دلربا
کھنچی تیرے قامت کی تصویر ہے | کشش کیا قیامت کی تصویر ہے
چہ خوش گفت روشندلے اہل حال | ق | کہ حسرت ست سودائے شوق وصال

جہان تا جہان از ابد تا ازل — کشش مظہرِ شاہدِ لم یزل
قیامت اسی جذب کا ہے خطاب — فنا و بقا شبنم و آفتاب
پھرائے شوق کبتک یہ لیل و نہار — بلائے فراق و غمِ انتظار
خدا کے لیے اک نئی چال چل — دکھا آج ہی جو کہ دیکھین گے کل
نظر آئے مستقبل دہر حال — ہو امروز آئینہ فردا مثال
نہ ہو خیرہ حیرت سے چشمِ یقین — دکھا کوئی نزدیک بین دور بین
سخن کو ہے محشر کا جلسہ پسند — کہ ہے مصرعِ طرح قدِ بلند

شرح حال روز قیامت
۱۳

اب اے ساقیِ غم وہ دورِ ستم — کہ برہم ہو میخانۂ کے و جم
دل و درد دو ہاتھ اچھلنے لگے — مے عیش پاؤن سے چلنے لگے
فنا پر ہو نو دائرون کا مدار — کشش کاف مرکز کی ہو آشکار
نہ مے ہو نہ نے اور کہے مے سے نے فٹ۱ — کہ کے سے طرب کر دو کاوس کے
سُن اک رند بیباک کی گفتگو ق — جو کہتا تھا ساقی سے اے ماہرو
وہ مے دے جو اسوقت موجود ہو — کہین بابِ توبہ نہ مسدود ہو
بدورِ اخیر ایک لبریز جام — کہ ہے مرگِ انبوہ کا جشن عام
اُجالے مین پیدا اندھیرا ہوا — شبِ آرزو کا سویرا ہوا
سموم پر آتش نسیمِ سحر — سحر کی یہ نوبت کہ ہے دوپہر
ہوا پرزے پرزے گریبانِ صبح — کھلا بخیۂ چاک دامانِ صبح
اذانِ سحر صور نے ایسی دی (نفخۂ صور اول ۲) — کہ اللہ اکبر چھری چل گئی

فٹ۱ پہلا کے استفہامیہ دوسرا بمعنی کیخسرو تیسرا استفہامیہ ہے۔

ہوا غُل دہلنے لگی جو زمین | فنا کی سلامی کی توپین چلین
یہ سمجھے جو حسرت ہوئی سینہ کوب | ۱ؔ پڑی کوسِ رحلت کے ڈنکے پہ چوب
زمانے کی قوت زمین کی سکت | ۲ؔ ہوئی پائمالِ اذا زُلزِلَت
لڑے قلعے شاہون کے بایکدگر | بجانے لگے شیشے خانے گجر
بلاخیز جھونکے فنا کے چلے | پر و بالِ عنقا کے پنکھے چلے
ملے خاک مین آسمان و زمین | نہ باقی ہین شاہ اب نہ مہر و نگین
زمین ہو گئی قطعہ لاخراج | ہُما کیا اُڑا اُڑ گئے تخت و تاج
نظر آئے سب سیم و زر نقش آب | ہوئی بھُن کے سکّے کی مچھلی کباب
غضب حضرتِ عشق ڈھانے لگے | کہ اپنے متون کو مٹانے لگے
قبا گل کی مسکی تو سُنبل کی بیل | بگاڑا جو اب تک بنایا تھا کھیل
چمن کے خیابان مین اُڑتی ہے دھول | اُٹھے بلبلون مین گلستان کے پھول
ہر اک لالہ داغِ دلِ نا اُمید | ہر اک نرگسِ شوخ چشمِ شہید
لگائی فنا نے کہان داغ بیل | عدم کو چلی آب و آتش کی ریل
ہر اک بزم مین ماتمِ رنگ و بو | ہر اک سینہ اک تربتِ آرزو
ہوئی محوِ خلوت ہر اک انجمن | ہر اک شے کو ہے غربت اندر وطن

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گذشتہ) ۲ؔ قال اللہ تعالیٰ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَن فِی السَّمٰوٰتِ وَمَن فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَن شَاءَ اللّٰہ
(ترجمہ) جب صور پھونکا گیا تو جو آسمان و زمین مین ہے مرجائیگا مگر جسکو خدا چاہے (الا ما شاء اللہ مین حضرت جبرئیل و میکائیل و عزرائیل و اسرافیل و حاملان عرش ہین)

۱ؔ کوس بمعنی صدمہ منیر مرحوم نے بھی اس لفظ کو اسی طرح استعمال کیا ہے۔ نہین سُنتا ہے اے میر کوئی + ڈنکے بجتے ہین کوس رحلت کے۔

۲ؔ اشارہ ہے آیت قرآن شریف اذا زلزلت الارض کی طرف۔

[illegible]

حسین مٹ گئے نکہتِ گل کیطرح — اسیر اُڑتے پھرتے ہین بلبل کیطرح
منادی کی یہ شہرت عام ہے — کہ مصر اور کنعان کا نیلام ہے
ہر اک غم کے ماتم مین نالان ہنسی — ہر اک رُخ پہ چھائی ہوئی بیکسی
اُڑاتے ہوے سر پہ مرقد کی دھول — مرے ایسے جنکا نہ تیجا نہ پھول
کرین یاد کیا عیش موہوم کو — خدا بخشے یاران مرحوم کو
کہو خدمتِ حضرتِ مولوی — ق لہ — کہ اب نَے کے ہجران کی بڑی کٹی
وطن کو غریبان ہجبان چلے — نے و نالہ سوے نیستان چلے
سوے بحرِ قطرہ روانہ ہوا — جدائی کا ختم آب و دانہ ہوا
نہ باقی رہا غیرِ حق بہر نام — ے۲ — ہوا قصرِ ایجاد ہو کا مقام
نداۓ عالمِ قدس کی بار بار — ق — کہ کیا ہو گئے شاہ گردون وقار
جو تھے اپنی ثروت کی نخوت مین گم — جو کہتے تھے ہر دم انا ربکم
کہان پہلوانانِ لشکر شکن — کہان شہسوارانِ شمشیر زن
کہان ماہرویانِ چین و چگل — کہان جان نثاران آشفتہ دل
کدھر جی چھپائے ہین اب وہ صنم — نکلتا تھا جنپر خدائی کا دم
کدھر چھپ گیا چرخِ مینا نگار — کہان لُٹ گیا کاروانِ غبار

لہ اشارہ ہی مثنوی مولانا روم کے ابتدائے اشعار کیجانب ع بشنو از نے چون حکایت میکند + وز جدائیہا شکایت میکند - از نیستان تا مرا ببریدہ اند + وز نفیرم مرد و زن نالیدہ اند -

ے۲ عَن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَقبِضُ اللہُ الارضَ یومَ القیامۃِ یَطوِی السَّماءَ بیمینہٖ ثُمَّ یقول انا الملِکُ اینَ ملوک الارض - روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پنجہ مین لے لیگا اللہ تعالیٰ زمین کو روز قیامت کے اور لپیٹے گا آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ مین پھر فرماے گا کہ مین ہون بادشاہ (یعنی نہین ہے بادشاہت مگر میرے لیے اور مین ہی شاہنشاہ ہون) کہان ہین بادشاہان روے زمین -

حشر وحشت افزا ۱۳۱۱ھ

پلا میرے یوسف لقا ایک جام
نہین اب تو قید حلال و حرام

وہ مے جسکی تیزی کو شیشے سے لاگ
اُڑائے پھرے جسکی بو تل کو کاگ

وہ مے جو کہ بھرتی ہو عیسےٰ کا دم
کرے از سر نو روان جام جم

وہ مے جس سے پھر اپنے گھر آئے روح
وہ مے جسکا ہر قطرہ بنجائے روح

ہر اک مست خوابیدہ بیدار ہو
وہی گرم ہو حق کا بازار ہو

ہوا پھر تقاضائے شان شہود
کہ ملکِ عدم سے پھر آئے وجود

مکرر ہوئی نغمہ سنج ظہور (نفخۂ ثانیہ[۱])
نیستانِ قدرت کی نے یعنی صور

فضائے عدم مین وہ لے چھا گئی
کہ قالب مین مردون کے جان آگئی

اُڑا پہلے رنگ اب ہے اُڑنا محال
بچھا ابکی اچھا رگِ گل کا جال

ہوے رونقِ دہر خانہ خراب
وہی چرخ مینا وہی آفتاب

یہ مرقد کا سانچہ اُبلنے لگا
کہ ہر جسم گل گل کے ڈھلنے لگا

نہ سوجھا زمانے کا کیا ہے چلن [۲]
ہوا چشم مردم مین جالا کفن

نکل آئے عریان نئے روپ مین [۳]
چلے اُٹھکے تہ خانے سے دھوپ مین

بیابان وحشت مین ہر اک روان
کفن کی اُڑائے ہوے دھجیان

---

[۱] ثم نفخ فیہ اُخریٰ فاذا ہم قیام ینظرون۔ پھر دوسرا صور پھونکا گیا تو وہ کھڑے ہو گئے دیکھتے ہوے۔

[۲] کفن آنکھو نمین جالا ہو گیا آنکھ مین جالا آجانے سے آدمی اندھا ہو جاتا ہی یہ وجہ قبر سے باہر نکلنے کی ہی۔

[۳] عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انکم محشورون حفاۃً عُراۃً غرلاً یعنے تم جمع کیے جاؤگے اور اُٹھائے جاؤگے ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ کیے ہوے۔

وہ دشتِ پُر آشوب روے زمین — وہ ریگِ روان قلزمِ آتشین
ہر اک موج چلتی ہوئی تیغِ تیز — ہر اک قطرہ برحال خود اشک ریز
گہر اُسکے ڈوبے ہوے قافلے — حباب اُسکے ٹوٹے ہوے آبلے
چھپائے ہے بجلی کو مٹی مین ریت — پکاتی ہی دھوپ اپنے کشتون کے کھیت
زبان مین وہ کانٹے پڑے پیاس سے — بشر مضطرب مثل ماہی ہوے
ہوا کیا بھبوکا رُخِ دلربا — کہ ہر خال کا دانہ بُھننے لگا
سرون پر ہمارے ہمارے گناہ — لگے کھیلنے مثل مارِ سیاہ
یہ کہیے کہ آنکھین چھپائے ہوے — اسی دن یہ تھے زہر کھائے ہوے
ہین اُن یارون کے چھکے چھوٹے ہوے — جو تھے داؤن پر داؤن لوٹے ہوے
ملا دخترِ رز کو سورج کا روپ — یہ ہے وہ پری جسکا سایہ ہی دھوپ
نَے بے نوا نے وہ لی دُون کی — کہ زہرہ سے اونچی ہر اک لے گئی
سحر پر ہوا دوپہر کا یقین — یہ ڈوبی ہے سارنگ مین بھیرون
صفت اور موصوف غم مین پھنسے — خطا اور خطا وار مشکین کسے
کھنچے اک شکنجے مین فقر و غنا — بندھے ایک رسّی سے شاہ و گدا
نہ بیٹے کو مطلق خبر باپ کی — ل یہ پیدا ہوئی فکر آپ آپ کی
ہر اک باپ بیٹے کے مُنہ سے خجل — ہر اک آنکھ سے گر گیا لختِ دل
نہین اب کسیکو برادر عزیز — کبھی تھا جو یوسف سے بڑھکر عزیز

ل فاذا جاءت الصاخة یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه لکل امرئٍ منهم یومئذٍ شانٌ یغنیه ۔ پس جب شور (قیامت) ہو جس سے کان بہرے ہو جائین (اور جس دن بھاگے مرد اپنے بھائی اپنی مان اپنے باپ اپنی جورو اور اپنے بیٹون سے ہر ایک کو اُن رشتہ دارون مین سے اُسدن فکر ہوگی جو اُسکے لیے کافی ہے (یعنی نفسی نفسی کا معاملہ ہوگا)

محبّت ہوئی قیس سے نا امید — لہو ہو گیا کوہکن کا سفید
ہے سبزے کو گلشن سے بیگانگی — پریشان ہے جنگل مین دیوانگی
یہ بے اُلفتی ہے خدا کی پناہ — کہ کعبہ بھی قبلے کی بھولا ہے راہ
ہراِک زندے پر مُردنی چھاگئی — ہراِک پتّی گرمی سے مُرجھا گئی
یہ سوچے کہ کچھ فکر جمتی نہین ١ — زمین پاؤن کے نیچے تھمتی نہین
نہ پہونچی نہ پہونچے گی بے بال و پر ٢ — زبان تک دُعا اور دُعا تک اثر
چلین سوئے شاہان عالیجناب — پر و بال ذرّون کا ہے آفتاب
سفارش کے اُنسے طلبگار ہون — جو وہ کشتی کھینچین تو ہم پار ہون

طلب دعای خیر نفوس قدسیہ

کدھر ہے تو اے ساقیِ آہِ سرد — ترا دور اور آگ کا گھر ہے درد
لگا دے کوئی برف کی آج کل — کہ گرمی بہت پڑتی ہے آج کل
ملا درد شیرین و اشکِ روان — یہ شربت بنا کر جما قفلیان
گھڑے بھر کے آب عرق کے چھڑک — کہ یہ دشت ہو جائے ٹھنڈی سڑک
چلین پیشواؤن سے اپنے ملین — گھڑی بھر مین سب طے کرین منزلین
ہوے دل فگاران روزِ قیام ٣ — قدمبوس آدم علیہ السلام

---

١ قال صلی اللہ علیہ وسلم یُحبَسُ المؤمنون یوم القیامۃ حتے یہموا بذلک فیقولون لو استشفعنا الی ربنا فیریحنا من مکاننا۔ یعنی روکے جائینگے مسلمان روز قیامت کے (یعنی ٹھہرے ہونگے سکتہ کی حالتمین) یہانتک کہ فکر مین ڈالے جائینگے (بوجہ رکنے کے) پس کہین گے مسلمان کاش ہم خداے تعالیٰ کے حضور مین اپنا شفیع کسیکو بناتے جو ہمکو راحت دیتا اور اِس غم و محنت سے نجات دلاتا۔

٢ جب ایک جملے مین دو مبتدا یا ایک فعل کے دو فاعل ہوتے ہین اور اُنمین ایک مذکر ہو

ابو الانبیا و ابو المرسلین — نئے باغ کے میوۂ اولین
چمن پرور رنگ و بوے کلم[لہ] — یہ الہام انبئے باسماہم
ملک کی نظر مین بڑی دور تھے — نہ کیون سجدہ کرتے کہ مجبور تھے
سر آسمان خلد و طوبے ملا — زمین پر خلافت کا تمغا ملا
کہین کچھ زبان سے یہ طاقت کہان — اشارون سے ظاہر یہ طرز بیان
کہ تن پر نہ کپڑا نہ منہ پر نقاب — سوا نیزے پر آگیا آفتاب
چلے آتے ہین دم بدم غش پہ غش — زبان پر ہے الجوع یا العطش

(بقیہ فٹ نوٹ) دوسرا مؤنث تو شعرا تذکیر و تانیث فعل مین لحاظ لفظ اول کا رکھتے ہین
مومن - دکھانا ہے یہ رنج و حسد وہ بلا کہ آج — سنبل کو تیری زلف کا سا پیچ و تاب تھا

[۵ٓ] فیاتون آدم فیقولون انت آدم ابو الناس خلقک اللہ بیدہ و اسکنک جنتہ و اسجد لک ملائکتہ و علمک اسما کل شئی اشفع لنا عند ربک حتے یریحنا من مکاننا ہذا - پس آئین گے مسلمان حضرت آدمؑ کے پاس اور کہین گے کہ آپ آدم ہین باپ سب آدمیون کے خدا نے آپ کو اپنے ہاتھ سے (بلاواسطہ یا اپنی قدرت کاملہ سے) پیدا کیا اور آپ کو اپنی بہشت مین رکھا اور اپنے فرشتون سے سجدہ (تحیۃ) کرایا اور نام ہر چیز کے سکھائے آپ ہماری شفاعت بارگاہ خداوندی مین کیجیے تاکہ ہمکو (اِس دشوار) مقام سے نجات ملے۔

[لہ] وَعَلَّمَ آدم الاسماءَ کُلَّہا ثم عرضہم علے الملائکۃ فقال انبئونی باسماء ہولاء ان کنتم صادقین قالوا سبحٰنک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم قال یآدم انبئہم باسمائہم - آدمؑ کو سب چیزون کے نام بتادیے پھر اُن چیزون کو فرشتون کے روبرو پیش کرکے فرمایا کہ اگر تم دعوے مین سچے ہو تو ہمکو اِن چیزون کے نام بتاؤ بولے تو پاک ذات ہے جو تو نے ہمکو بتادیا ہے اُسکے سوا ہمکو کچھ معلوم نہین ہے تحقیق تو ہی جاننے والا مصلحت کا پہچاننے والا ہے (تب خدا نے آدم کو) حکم دیا کہ اے آدم تم فرشتون کے نام بتادو۔

نئی چال یہ ہمکو دکھاتا ہے دن ۔ کہ ڈھل ڈھل کے پھر پھر کے آتا ہے دن
یہ بگڑی ہی گردون کی جیبی گھڑی ۔ کہ ایک ایک پل مین ہین سو سو گھڑی
تپنچے ہین موج ہوا مین نہان ۔ برستی ہین سیماب کی گولیان
سراپا عرق ہے پسینے سے دل [۱] نکلتا ہے گھبرا کے سینے سے دل
ہین ہیرے کے ریزے ہر اک پھانس مین ۔ کلیجے کے ٹکڑے ہر اک سانس مین
چلین دو قدم اب وہ ہم ہی نہین ۔ کہین آئین جائین وہ دم ہی نہین
اُٹھے جاتے ہین پاؤن کیا کیجیے ۔ بلند آپ دست دُعا کیجیے
سوا اسکے اپنی نہین کوئی عرض ۔ کہ ہے اپنے بیٹون کی امداد فرض
یہ فرمایا میری بھلا کیا مجال [۲] خدا کا غضب ہے خدا کا جلال
مجھے یاد آتی ہے اپنی خطا [۳] کہ بھولا تھا مین نہی لاتقربا
بترغیب ابلیس بیہودہ کوش ۔ دغا باز گندم نما جو فروش
مجھے سخت ہے اضطرار و ہراس [۴] مگر تم کرو نوح سے التماس

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعرق الناس یوم القیامۃ حتی یذہب عرقہم فی الارض سبعین ذراعا ویلجمہم حتے یبلغ آذانہم ۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ پسینا گرائینگے لوگ دن قیامت کے یہانتک کہ جائیگا پسینہ اُنکا زمین مین ستر گز اور پہونچے گا اُنکے مُنہ پر مانند لگام کے (یعنی باز رکھے گا اُنکو کلام سے) یہانتک کہ پہونچے گا اُنکے کانون تک ۔

[۲] فیقول لست ہنا کم ویذکر خطیئۃ التی اصاب اکلہ من الشجرۃ وقد نہی عنہا پس فرمائینگے آدمؑ کہ مین اسکا مرتبہ نہین رکھتا ہون اور یاد کرینگے اپنی تقصیر یعنے شجر ممنوعہ کا کھانا ۔

[۳] لاتقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین اس درخت کے پاس تم دونون (آدم وحوا) نہ جانا (ورنہ) تم (آپ اپنا) نقصان کروگے ۔

[۴] ولکن ائتوا نوحًا اول نبی بعثہ اللہ الی اہل الارض فیاتون نوحًا ۔ لیکن جاؤ تم نوح کے پاس کہ وہ اول نبی (مرسل) ہین بھیجا اُنکو خدا نے کفار روے زمین پر پس آئینگے نوح کے پاس ۔

رہا مد تون جسکو اُمّت کا خار | ہدایت کے گلشن مین تھا وہ ہزار
پڑا جبکہ چکّر مین دین کا جہاز | ق | ہوا نا خدا اُنکے وہ چارہ ساز
ہوے جبکہ طوفان مین غرقِ آب | ہوا مین بھرے تھے جو مثل حباب
ہر اِک موج تلوار کی باڑھ تھی | مگر گھاٹ پر اُسکی کشتی لگی
وہان سے مِلا صاف سیدھا جواب | لہ | کہ شرمندگی سے ہون مین آب آب
جو کی مینے وقت نزولِ قضا | پسر کی شفاعت خلاف رضا
تمھین چاہیے جا کے پیش خلیلؑ | ے | کرو خواہشِ رحم ربِّ جلیل
وہ تھا جسنے بیٹے کی گردن پہ تیغ | رکھی پا کے حکم خدا بے دریغ
وہ تھا جسکو کہتے تھے اہل زمن | کہ فرزند آذر ہوا بت شکن
ہوئی جسپہ آتش سلام اور برد | کیا اُسنے نمرود کو گرد برد
بنایا خدا کا وہ پُر نور گھر | کہ جسپر پڑی لامکان کی نظر
گئے قبلہ وکعبہ کے روبرو | وہی ہر قدم پر جسم آرزو
وہ بولے کہ پیش جہان آفرین | نہین مجھکو کہنے کی طاقت نہین

لہ فیقول لست ہناکم ویذکر خطیتہ التی اصاب سوالہ ربہ بغیر علم پس وہ فرمائینگے کہ مین مقام شفاعت مین نہین ہون اور یاد کرینگے اپنا قصور کہ خدا سے نادانستہ (اپنے پسر کی نجات کا) سوال کیا تھا۔

ے ولکن ائتوا ابراہیم قال فیاتون ابراہیم فیقول انی لست ہناکم ویذکر ثلاث کذبات کذبہن۔ لیکن تم ابراہیم کے پاس جاؤ پس جائین گے وہ ابراہیم کے پاس تو وہ بھی فرمائینگے کہ مین اِس مرتبہ کا نہین ہون اور یاد کرینگے تین جھوٹ جو اُنھون نے دُنیا مین بولے تھے (حقیقت مین وہ باتین جھوٹ نہین تھین مگر چونکہ مرتبہ انبیا کا عالی ہی اُنکو ایسے امور پر بھی مواخذہ کا خوف ہوگا حسنات الابرار سئیات المقربین۔

کئی باتین مانند انی سقیم ؎۱ غلط کہکے میرا ہوا دل دونیم
اسی سے ہے ہر دم مرا حال غیر ؎۲ بلو جاکے موسیٰ سے یا دشن بخیر
اُسی کو ملا تھا یہ گوش و دہن کہ ہر دم خدا سے رہا ہمسخن
نگین جہانتابِ نام آوری چراغِ سرِ طورِ پیغمبری
عصا پیر اعجاز کا دستگیر اسیر کفِ دست مہر منیر
وہان جاکے گھبرائے خونین جگر ق کہ بولے جناب کلیم الحذر
خیال ایک خون کا بڑا ہے مجھے ؎۳ لیے مشعلین ڈھونڈھتا ہے مجھے
مری طبع کو ہے بڑا انتشار مرا قلب ہے لالہ سانِ اغدار
مگر تم اُٹھاؤ نہ حرمان کا غم ؎۴ تمھارے لیے بس ہے عیسیٰ کا دم

؎۱ اول جب قوم ابراہیمؑ کی کسی میلے کے تماشے کو باہر جانے لگی ابراہیمؑ نے ساتھ جانا نہین چاہا اور عذر علالت کا کیا حالانکہ ظاہر مین بیمار نہین تھے لیکن اُنکی مراد یہ تھی کہ قوم کے کفر و عناد کا روگ دل کو رنجیدہ کیے تھا دوم ابراہیمؑ نے چھوٹے بتون کو توڑ ڈالا تو قوم نے سوال کیا کسنے توڑا ہے ابراہیمؑ نے فرمایا بڑے بت نے منشا اُنکا اِس جواب سے یہ تھا کہ کفار قائل ہو جائین یا یہ منشا تھا کہ بڑے بُت کی تعظیم سبب اِس فعل کا ہوے سوم سارہ کو اپنی بہن فرمایا وہ فی الحقیقت اُنکی چچازاد بہن تھین۔

؎۲ ولکن ائتوا موسیٰ عبداً آتاہ التوراۃ وکلّمہ وقربہ نجیا۔ لیکن جاؤ تم موسیٰ کے پاس کہ یہ وہ بندہ ہے جسپر خدا نے توریت نازل فرمائی اور کلام کیا بے واسطہ اور اُنکو اپنا رازدار بنایا۔

؎۳ قال فیاتون موسیٰ فیقول انی لست ہناکم ویذکر خطیئتہ التی اصاب قتلہ النفس پس وہ آئینگے موسیٰ کے پاس اور وہ بھی فرمائینگے کہ مین اِس مرتبہ کا نہین ہون اور یاد کرینگے قتل کرنا قبطی کا۔

؎۴ ولکن ائتوا عیسےٰ عبداللہ ورسولہ وروح اللہ وکلمتہ لیکن تم جاؤ عیسےٰ کے پاس کہ وہ خدا کے خاص بندے اور اُسکے رسول و روح (یعنے بے مادہ جسمانی کے قدرت خدا سے پیدا ہوے) اور اُسکا کلمہ (یعنے اُسکے کلمہ سے پیدا ہوے) ہین۔

دمِ واپسین تک رہی اُسکی بات / کہ دیتا تھا مُردون کو آبِ حیات
نہ تھی جسمِ خاکی مین اور ایسی رُوح / وہ تھا عطرِ گل یا کہ مٹی کی روح
ہوے آ کے حاضر بشوقِ تمام / ؎ بسرکارِ ذیجاہ گردون مقام
لُٹاتے ہوے معدنِ چشمِ تر / پئے نذر تارِ نظر مین گہر
سمجھ کر کہ مشکل ہے یہ ماجرا / مسیحا ہوے اسطرح رہنما
کہ لو دامنِ شاہِ اقلیمِ دین / مخاطب بہ یا شافع المذنبین
کلیدِ درِ درگہِ کبریا / حبیبِ خدا اشرفِ انبیا
محمدؐ کہ شانِ خدا شانِ او / جحیم و جنان زیرِ فرمانِ او

نعت منبع الطاف احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سنبھل کر ذرا خامۂ تیز دم / ادب سے ٹھہرتا ہوا ہر قدم
سرِ شکر سے سیکڑون کر سجود / ہر اک سجدے مین پڑھ ہزارون درود
مقابل مین رکھ لوحِ محفوظ کو / تو ارد بھی مصحف سے گر ہو تو ہو
یہ ہو معنیِ تازہ مین رنگ و بو / کہ جو حرف نکلے وہ ہو باوضو
ہر اک صفحے پر سو ورق ہون نثار / وہ لکھ نعتِ محبوبِ آمرزگار
وہ لکھ جسکو فرمائین روح الامین / کہ پڑھ چلکے پیشِ سخن آفرین
حسینے کہ روے خدا سوے او / حبیبے کہ سوے خدا روے او
مہِ حسنِ عارض کی منزل مین ہے / غمِ عشق کا خون رگِ دل مین ہے

؎ قال فیاتون عیسیٰ فیقول لست ہناکم ولکن ائتوا محمداً عبداً غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر
پس آئینگے وہ عیسے کے پاس اور وہ فرمائین گے کہ مین اس مرتبہ کا نہین ہون لیکن تم جاؤ محمدؐ کے
پاس کہ وہ ایسے بندے ہین جنکے اگلے پچھلے گناہ خدا نے بخش دیے ہین۔

وہ خود شمع روشن ہے خود ہی گداز　　نیاز اُسکا پروانہ مانند ناز
وہ سرکارِ ہاشم مین سرّدارِ جیش　　چراغِ رہِ دودمانِ قریش
وہ دیباچۂ گلستانِ وجود　　کہ جسپر ہے بلبل کا طغرا درود
کہے دیکھکر صورتِ بیمثال　　ہر آئینہ حیرت سے یا ذوالجلال
وہ عالم کہ داناے سرّ قدم　　وہ اُمّی کہ ہمرازِ لوح و قلم
وہ کامل کہ جسپر فدا شانِ بدر　　نثار اُسپہ روحِ شہیدانِ بدر
صفی جسکی الا پہ ہر دم نگاہ　　سخی جو کہے لا نہ جز لا الہ
قدم عزت افزاے عرشِ برین　　غبارِ قدم سرمہ چشمِ دین
سلامش پیامِ خداے حمید　　درودش بہارِ کلامِ مجید
بحارِ قدم کا دُرِ شاہوار　　گلستانِ قدرت کی صبحِ بہار
چہ کثرت کہ یک سقف عرش بلند　ق　زصد جلوۂ اوست آئینہ بند
چہ وحدت کہ آئینہ ابیکرش　　نتابد کہ عکسے فتد از برش
لیے ہاتھ وسعت کا فیضِ عمیم　　کیے عہد رافت کا خلقِ عظیم
رضا اُسکی عینِ رضاے خدا　　شفاعت ہی شرط اور غفران جزا
دُعا کو اثر کی ضرورت نہین　　طلب کو تقاضے کی حاجت نہین
کرامات جنّت کرم کا خطاب　　عذابِ الیم اصطلاح عتاب
سخاوت کا منصب شجاعت کے ساتھ　　عبادت کا میدان ریاضت کے ہاتھ
لبِ خشک بیمائگی روزہ دار　　ورم ہر قدم کا تہجد گزار
وہ عارف کہ تھی جسکی خلوتسرا　　مقامِ الےٰ ربک المنتہیٰ
وہ عابد کہ جسکی سرافگندگی　　تھی معراجِ پیغمبرِ بندگی
ملی اُسکے ہاتھون سے یہ آبرو　　کہ کہیے وضو کرنے آیا وضو

کیا سجدۂ شکر با صد نیاز — مصلے پر اُسکے جو پہونچی نماز
وہانِ مبارک سے رونے کی عید — جہاد اُسکی چین جبین کا شہید
دو عالم کا تھا قبلۂ محترم — سرِ منبرِ کعبہ اُسکا قدم
بتون سے کیا اُسنے کعبے کو صاف — کہو حج کرے اُسکے گھر کا طواف
وہ توحید کی اک دوہائی پھری — کہ دورِ بتان سے خدائی پھری
دیا قول اُسکے جو دو بول نے — تو کلمے کا طوطی لگا بولنے
حکومت ہر اک جا ہدایت کی تھی — ولایت خدا کی ولایت کی تھی
عرب اور عجم سبکی زینت ہین آپ — ولایت کا تاج کرامت ہین آپ
مہِ برجِ رفعت سپہرِ شرف — گلِ ہفت گلشن دُرِ نہ صدف
شہنشہ کہ تاج سرِ سروری — پیمبر کہ اعجازِ پیغمبری
عناصر کی یارب یہ توقیر ہو [۱] — کہ اس چوکھٹے مین یہ تصویر ہو
کریم و کرم گستر و کارساز — خدا در حقیقت بقولِ مجاز

شفاعتِ شفیع

خبر لے ذرا ساقیِ مست ناز — کہ بے کیف بیخود ہین اہلِ نیاز
نہ پیالے کہ از مادرو دش برد — پیام و سلامے بزودش برد
نہ رنگے کہ زیبِ بہارش کنم — نہ جانیکہ نذرِ نثارش کنم
تجسس مین کس گل کے ہے بیقرار — ذرا سُنیے تو نالہاے ہزار
ہوا ہے نمک پاشِ زخمِ جگر — یہ ہے شورِ کوکوے قمری کدھر
پپیہے نے لین دل مین سو چٹکیان — کہان بولتا ہے سکھی پی کہان

لہ اربع عناصر کی رعایت سے چوکھٹا ہے۔

وہ مے دے جو ہو دلکش و دل کشا | وہ مے جسکا نشۂ ہو مشکل کشا
وہ مے جو ہے سرجوش دیگ قبول | وہ مے جو ہے دستار رحمت کا پھول
کھنچی بیخودی خانۂ نور کی | نچوڑی مدینے کی انگور کی
چلا اللہ اللہ کسے دیکھنے | کوئی مجکو دیکھے مری آنکھ سے
اسیواسطے تھا یہ شورِ نشور | ظہورِ فنا و فنائے ظہور
کہ سب اگلے پچھلے برے اور بھلے | جنھون نے نہ دیکھا ہو دیکھین اُسے
ہر اک بسملِ مشہدِ اضطرار | پہونچکر حضورِ شہِ ذی وقار
ہوا ہمدم نالہاے بلند | زبان یون ہوئی ترجمانِ سپند
کہ اے خستہ جانون کے حاجت روا | ہر انسان کے دردِ دل کی دوا
بہارِ گلستان صبح وجود | چراغِ شبستانِ شامِ شہود
حبیب خدا وند بالا و پست | فدا تجھپہ ہستی و ہر انچہ ہست
ترے گرد پھرنے کو ہین نہ سپہر | ہین تیرے قدم کے نشان ماہ و مہر
شرافت کو آدمؑ کی تجھسے شرف | خلافت کو تو ہی گرامی خلف
بلا کی نبرد اور غضب کے فتوح | نہان تیرے خنجر مین طوفان نوح
نہ رہتے کہین کفر کے بحر و بر ۱؎ | جو آتا زبان پر تری لاتذر ؏
ہوا جبکہ تڑکا ترے نور کا ؏ | چراغ کفِ دستِ موسیٰ بجھا
خدا کا جدا تجھسے طرزِ سخن ۲؎ | نہو حذف کیون لن ترانی سے لن
مقیمانِ مہمانسرائے خلیلؑ | ترے خوان نعمت پہ ابن السبیل

۱؎ اشارہ بدعاے حضرت نوحؑ ربِ لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا۔

۲؎ لن ترانی یعنی تم مجکو ہرگز نہ دیکھ سکوگے یہ خطاب حضرت موسیٰؑ کیطرف تھا حضرت شفیع المذنبین کے واسطے وہ لن نفی کا حذف ہوکر ترانی رہجائے گا۔

مریضان دار الشفاے مسیحؑ
ہوے لوٹ کر تیرے در پر صحیح

تپش سے ہر اک شخص بسمل ہے آج
نفس گردِ آئینۂ دل ہے آج

بسا خوب خانۂ خرابی کا گھر
بنا آسمان اُجڑے گھر لوٹ کر

بیان کیا کرین حالتِ آب و گل
کہ پس پس گیا گوہر جان و دل

خموشی مین ہر اک نفس نالہ خیز
ہر اک زخم پر زخم الماس ریز

نہین باقی اب دوست دشمن مین بیر
ہو شر کی زبان پر بھی یہ ذکر خیر

ترے دوست بھی کہ نہین سکتے حال
له مبادا کہ ہو دشمنون کو ملال

کوئی بیقراری کوئی آہ سرد
نہ پیدا کرے آپکے دل مین درد

غبار اپنا حضرت کے دل پر نہو
مزاجِ مبارک مکدر نہو

بلا مین پھنسے ہین غریب و امیر
ہین سب ایک تکیے کے گویا فقیر

تمام اہل دل اک مصیبت مین ہین
تری جان سے دور آفت مین ہین

اُکھڑتا ہے میدان سے ہر اک قدم
نکلتا ہے ہر سانس کے ساتھ دم

نہین آب و دانہ جیین یا مرین
پئین آنسو کھاتے رہین ٹھوکرین

ذرا جان تک پیرہن مین نہین
کوئی دم کا دھاگا کفن مین نہین

ہر اک دیدۂ تر ہوا تار گھر
اسی تار مین ہے ہماری خبر

جھڑی وہ لگائے ہے چشم پر آب
کہ ہے اُسکے ڈھیلون کی مٹی خراب

بھڑک اُٹھی اور آتش تیز تر
بجھانے کو دوڑا جو دامان تر

یہ سب تیرے پاس آئے ہین اسلیے
کہ بندون کو رکھ لے خدا کے لیے

رُخِ خور مین زردی نمودار ہو
زمین حشر کی زعفران زار ہو

وہ سردی کہ ہو موسمِ بردگرد
وہ یخ جس سے یہ آگ ہو جائے سرد

له منشا یہ ہے کہ حضور کو ملال نہ ہو۔

بلا سے فلک گر جلن مین رہے — یہ سورج کوئی دم گہن مین رہے

بفرمودۂ آن سیّدِ انبیا [1] — کہ کارِ منست این و انی لہا

کہ یعنی ہون مین ہر بشر کا کفیل — جمیع انبیا کی طرف سے وکیل

اسی دن مرا جشن موعود ہے — مقامِ محمدؐ ہے محمود ہے

قلمرو مین محشر کے نام خدا — چلے گا تو سِکّہ اسی نام کا

مجھے ہر بشر کا تھا خود انتظار — مین تھا نا امیدون کا امیدوار

رکھے گا مرا رب مری آبرو [2] — فمن رحمتہ اللہ لا تقنطوا

کرم اُسکا ہے فتح بابِ فرج [3] — کہ مَن دَقَّ بابَ الکریم انفتح

گزر پھر تہ عرش اعظم کیا ق — سرِ بندگی اسقدر خم کیا

کہ سیپارۂ دل کا ہر اک رکوع — گرا سجدے مین باکمال خشوع

زمین پر گری جب جبین مبین — مٹی سب کی قسمت کی چینِ جبین

دعا ایسی کی بعد حمد و ثنا — کہ الحمد آمین کہنے لگا

کہا عرش نے بار بار آفرین — ہزار آفرین صد ہزار آفرین

---

[1] قال فیاتونی فاستاذن علی ربی فیوذن لی علیہ فاذا رائیتہ وقعت ساجداً فیدعنی ماشاء اللہ ان یدعنی۔ فرمایا آنحضرت صلعم نے پس آئینگے لوگ میرے پاس مین اجازت گھر مین آنے کی (گھر سے محدثین مقام محمود مراد لیتے ہین) چاہون گا اور مجکو اجازت ملیگی جب مین اللہ تعالی کو دیکھون گا سجدہ مین کرون گا اور جبتک خدا چاہے گا مین سجدہ مین رہونگا۔

[2] قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم ۔ اے محمد کہدو کہ اے میرے بندو جنہون نے اپنی جان پر زیادتی کی ہی اللہ کی رحمت سے مایوس نہو تحقیق کہ اللہ سب گناہ بخشتا ہی اور وہی بخشنے والا مہربان ہی۔

[3] کریم وہ ہے جسکا دروازہ تھوڑی سی توجہ سے کھل جاتا ہے۔

تمنا درونِ دلِ دردمند — پری قاف قدرت کی شیشہ مین بند
یہ فرمان ہوا سر اُٹھا تو سہی ؁ — جو ہے تجھکو منظور ہو گا وہی
اُٹھایا سر پاک المختصر — گرا یا دُعا کے قدم پر اثر
تمنا ے محبوب روشن ضمیر — یہ تھی ملتجی پیش ربّ قدیر
کہ اے خالق چرخ و شمس و قمر — ترے باغ کے خشک و تر بحر و بر
خداوند کرسیؔ و عرش مجید — ز قوت بفعل آور ما یرید
رُخ مہر انور ہے آتش فگن — جوان پھر ہوا ہے سپہر کہن
حرارت سے ہر شخص بیتاب ہر — بدن کا عرق مثل تیزاب ہے
بلا کا غضب کا مصیبت کا دن — قیامت کی گرمی قیامت کا دن
چھٹے سب سے مرقد کے بیت الحزن — ہین بے یار و یاور غریب الوطن
تو ہی بندہ پرور تو ہی کارساز — مجھے ناز ہے تجھ پہ اے بے نیاز
نہ تیرا سہیم اور نہ تیرا شریک — تری ذات ہے وحدہ لاشریک
گرون کو زمین سے اُٹھائیگا کون — بگاڑے کو تیرے بنائیگا کون
ترے ہاتھ ہے اپنی بگڑی بنی — ہین محتاج سب تو کریم و غنی
کہان جز ترے مجرمون کی پناہ — ترحم صفائی کا سچا گواہ

؁ فیقول ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع وسل تعطہ قال فارفع رأسی فاثنی علی ربی بثناء تحمید یعلمنیہ ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرج فاخرجہم من النار وادخلہم الجنۃ۔ پس فرمائیگا خدای تعالیٰ اے محمد سر اُٹھاؤ جو تم کہو گے سُنا جائیگا شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کیجائیگی جو مانگو گے دیا جائیگا فرمایا آنحضرتؐ نے مین اپنا سر اُٹھاؤنگا اور وہ ثنا و حمد اپنے رب کی کرونگا جو مجھکو سکھائی جائیگی پھر مین شفاعت کرونگا پس مقرر کیجائیگی واسطے میرے حد معین (یعنی جماعت مخصوص گنہگارونکی جیسے بے نمازی شرابخوار وغیرہ) پس مین نکلونگا (درگاہ رب سے) اور اُس جماعت کو دوزخ سے نکالکر بہشت مین داخل کراونگا

کسی کے گناہون کی پروانہ کر
تو ستار ہے آج رسوا نہ کر

ہراک چشم تر بادلِ بیقرار
سحاب کرم کی ہے امید دار

مٹادے یہ گرمی کا نام و نشان
کہ بلبل کہے آتش گل کہان

یہ سایہ بڑا دفعتاً گھیرلے
کہ خورشید جگنو کے پر مین چھپے

ہوا دل سے ممنون خلق رسول
دُعا کو گلے سے لگا کر قبول

الا اے غم عشق و تاثیر تو
دو عالم بفتراک تسخیر تو

وفا سے بھی بہتر تھی تیری جفا
جزاک اللہ اے دوست خیر الجزا

ترے درد کا شیوہ جان پروری
ترے جذب کا نام پیغمبری

تجلی ہوئی مہر تنزیہہ کی
یہ تقدیر اللہ تشبیہ کی

مہ اوج وحدت ہی کثرت مقام
نہین اپنا بے وحدتو نسے کلام

ہوا جلوہ فرما بعز و جلال
مثال آفرین قادر بے مثال

خدا ے جہان عز سلطانہ
علا شانہ جل برہانہ

زمین پر ہجوم ملائک کا نور
چمکتی ہوئی شمع شان غفور

اب اے روز بد آنکھ پھیرے ہوے
خدا ہے خدائی کو گھیرے ہوے

نہ لایا خدا کی تجلی کی تاب
ہوا سکتے مین مطلع آفتاب

زمین پر ہوئی آتشین دھوپ چھاؤن
بنا اطلس آسمان دھوپ چھاؤن

زر مہر کا رنگ پھیکا ہوا
بہت چرخ کھا کھا کے کشتا ہوا

ہوا خلد کی لائے روح الامین
کہ دامان محشر کی کلیان کھلین

چمن ہو گیا تختۂ روزگار
ہوا دشت پر خار اک سبزہ زار

چھپی اُسکے سایہ مین دھوپ آج کی
نہ تھا جسکی قامت مین سایہ کبھی

خزانہ رحمت

۱۳۱۱ھ

ہوا ٹھنڈی چلتی ہے میدان مین ۔ یہ کہتے ہین سورج ہے میزان مین

پلا بے حساب اب تو ساقی مجھے ۔ دکھا اپنی واصل نہ باقی مجھے

کہون کیون نہین میرے ذمہ حساب ۔ تو سچا ہے سچی ہے تیری کتاب

مرے سامنے آئے میرا لکھا ۔ اگر مین کہون سب ہی تیرا لکھا

مرے ہاتھ ہی کا نوشتا سہی ۔ ترا میر منشی فرشتا سہی

غنی ہے تو محروم رہنے نہ دے ۔ مین مفلس ہون ہردم اُلھنے نہ دے

نیا لیکھ لکھ لے زراہِ کرم ۔ کوئی چاہیے بندۂ بے درم

روی جب ہوا پرچۂ آفتاب ۔ کھلا دفتر امتحانِ حساب

ادھر رازداران ذی فہم وہوش ۔ (۱) ہمارے رفیقانِ خانہ بدوش

جنازون مین حسرت کا کاندھا دیے ۔ ہراک مردے کا روزنامہ لیے

اُدھر موشگافانِ موزون رقم ۔ (۲) نہ ہو جنکی میزان مین کچھ بیش وکم

ترازو کو ہاتھون مین تولے ہوے ۔ رعایت کے پلّون کو کھولے ہوے

نہین ہی کچھ آسان اے دل حساب ۔ ہی محشر کی اک سخت مشکل حساب

مقابل لگا نذر التقدیر ہے ۔ ترازو کلیجون مین اک تیر ہے

(۱) وان علیکم لحافظین کراماً کاتبین یعلمون ما تفعلون ۔ تمہارے نگہبان کراماً کاتبین ہین جو کچھ تم کرتے ہو (اُسکو) جانتے ہین ۔

(۲) ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئاً وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفا بنا حاسبین ۔ اور ہم قیامت کے دن (اعمال تولنے کے لیے) سچی ڈنڈیان لگا دینگے تو کسی شخص پر ذرا بھی ظلم نہوگا اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسیکا عمل) ہوگا تو ہمکو اُسکو بھی (تولنے کیلیے) حاضر کرینگے اور حساب لینے کو ہم

ادھر کلکِ قدرت کا رو و قبول — اِدھر بندگان ظلوم و جہول
ہر اک مد کا ہر اہل مد خود گواہ — دو رویہ ہین فردین کی فردین سیاہ
محاسب نہ کیونکر کہے نا درست — ہمارا نہ رو کرنہ کھاتا درست
گھٹائین بڑھائین تو ہو نہ فرد گرد — کہ میزان کی جانچ والا ہے فرد
کچہری ہوئی گرم جب جانچ کی ۱ — ہر اک بال کی کھال کھنچنے لگی
صدائے زعُمّال نار و بہشت ۲ — چہ آخر درو کرد اول چہ کشت
نویدِ اِنَّ ابرار لفی نعیم — وعیدِ اِنَّ فُجّار لفی جحیم
بنی نوع انسان جو بعد حساب — ہوے مستحق عذاب و ثواب
بہشت اور دوزخ کی جانب چلے ۳ — دکھائے مقدر نے جو راستے

۱ واشرقت الارض بنور ربها ووضع الکتاب وجیٔ بالنبیین والشهداء وقضی بینهم بالحق وهم لا یظلمون - اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اُٹھے گی اور (نامہ اعمال کی) کتاب (سامنے) رکھدیجائیگی اور پیمبر و گواہ حاضر کردیے جائینگے اور لوگونمین (انصاف کے ساتھ اُنکے جھگڑون کا) فیصلہ کردیا جائیگا اور اُنپر ظلم نہوگا۔

۲ وَوُفّیت کل نفس ما عملت وهو اعلم بما یفعلون - اور جسنے جیسے عمل کیے ہین سبکو پورے پورے بھر دیے جائینگے اور (لوگ) جو کچھ کرتے ہین خدا اُنسے خوب واقف ہے۔

۳ وسیق الذین کفروا الی جهنم زمراً حتی اذا جاؤها فتحت ابوابها وقال لهم خزنتها الم یاتکم رُسُلٌ منکم یتلون علیکم آیات ربکم وینذرونکم لقاء یومکم هذا قالوا بلی ولکن حقت کلمة العذاب علی الکافرین قیل ادخلوا ابواب جهنم خالدین فیها فبئس مثوی المتکبرین وسیق الذین اتقوا ربهم الی الجنة زمراً حتی اذا جاؤها وفتحت ابوابها وقال لهم خزنتها سلام علیکم طبتم فادخلوها خالدین وقالوا الحمد لله الذی صدقنا وعده واورثنا الارض نتبوأ من الجنة حیث نشاء فنعم اجر العاملین - اور جو لوگ کفر کرتے رہے ہین ٹولیان بنا بنا کر جہنم کیطرف

اٹک یہ کہ دریاے رعب جلیل — لیے قطرہ قطرہ مین دریاے نیل
اُترنے کا پل اِک بلاے عظیم — جسے کھیے سرطان پشتِ جحیم
پئے شہسوارِ قضا و قدر — ہے تیغ کمر یا کہ خود وہ کمر
کہ گر بال سی دھار تلوار کی[1] — مقابل ہوا اُس سے تو ہو کر کری
چڑھی ہے کمان برق کے تیر کی — بھڑکتی ہوئی آنچ شمشیر کی
کھلا جادہ راہِ تیغ ہلاک — بٹھائے ہوے لاکھ بجلی کی ڈاک
دمِ واپسین کا اجارا لیے — گزرنے کا دروازہ تیغا کیے
نہ تھا فرق ابرار و فجار مین — چلین کشتیان ایسے منجدھار مین
اُسیکا کنارے پہ بیڑا لگا — جو گمراہی و کجروی سے بچا
پیمبر چلے جیسے حق کا پیام — ولی جیسے روح نبی پر سلام
خدا کے طلبگار اہل کمال — بڑھے جیسے مشتاق روز وصال

(بقیہ فٹ نوٹ) ہانکے جائینگے یہانتک کہ جب اُسکے (جہنم کے) پاس پہونچین گے تو (اُنکے لیے) اُسکے دروازے کھولے جائینگے اور دوزخ کے موکل اُنسے کہین گے کہ کیا تم مین کے رسول تمہارے پاس نہین آئے کہ وہ تمہارے پروردگار کی آیتین تمکو پڑھکر سُناتے اور تمکو اس روز (بد) کے پیش آنے سے ڈراتے یہ جواب دینگے کہ ہان (رسول تو آئے اور اُنھون نے ہمکو ڈرایا بھی مگر (ہمنے اُنکا کہنا نہ مانا اور) عذاب کا وعدہ (ہم) کافرونکے حق مین پورا ہوا (پھر اُنسے) کہا جائیگا کہ جہنم کے دروازونمین داخل ہو اور ہمیشہ جہنم مین رہو اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے اُنکو ٹولیان بنا کر بہشت کیطرف لیجائینگے یہانتک کہ جب وہ لوگ بہشت کے پاس پہونچین گے اور اُسکے دروازے کھُلے ہونگے بہشت کے موکل اُنسے سلام علیک کرکے کہین گے کہ تم مزے مین رہے تو بہشت مین ہمیشہ کیلیے داخل ہو اور (یہ لوگ) کہین گے خدا کا شکر ہے جسنے اپنا وعدہ ہمکو سچ کر دکھایا اور ہمکو (بہشت کی) زمین کا مالک بنایا کہ ہم بہشت مین جہان چاہین رہین تو نیک عمل کرنیوالونکا (کیا) اچھا اجر ہے

[1] حدیث شریف مین صراط کے متعلق ادق من الشعر واحد من السیف واظلم من اللیل ہے یعنے بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز اور رات سے زیادہ تاریک

ہوا بیقراران حق کا گزر — چلے تار برقی پہ جیسے خبر
چلا کوئی جیسے کہ قالب سے جان — کوئی جسطرح گلستان سے خزان
جنھین راہ حق کی ہدایت ہوئی — اور اپنے نبیؐ کی حمایت ہوئی
وہ گزرے مثال نسیم بہار ؎۱ — کہان اُنکا دامن کہان خارزار
ذرا جنکے صدق و یقین مین تھا فرق — ہوے الامان آب آتش مین غرق
غرض خیر و شر آن کی آن مین — ہوے خیمہ زن اپنے میدان مین
کوئی داخل گلستان نعیم — کوئی دار ذلت مین نامحترم
کہین عیش فی عیشۃ راضیہ ؎۲ — کہین آفت اُمُّہٗ ہاویہ
پھنسے غم مین تھوڑے مسلمان بھی — گیا کفر کے ساتھ ایمان بھی
خدا ناشناسون کا جسم عفیر — ہوا تازہ مہمان بئس المصیر
شکم سیر درد عذاب الیم — بلا نوش زہراب ماءِ حمیم
پگھلنے لگی نفس سرکش کی روح — معاذ اللہ آتش کہ آتش کی روح
جہنم کے چہرے پہ غیظ شدید ؎۳ — ہر اک داخلے پر ہے ہل من مزید

؎۱ حدیث شریف مین ہے فیمر المومنون کطرف العین وکالبرق وکالریح یعنی مسلمان مثل نگاہ اور بجلی اور ہوا کے گزرینگے۔

؎۲ اما من ثقلت موازینہ فہو فی عیشۃ راضیہ واما من خفت موازینہ فامہ ہاویہ وما ادراک ماہیہ نار حامیہ۔ تو جسکے اعمال (نیک) تول مین زیادہ ٹھہرینگے تو وہ خاطرخواہ عیش مین ہوگا اور جسکے اعمال تول مین کم ٹھہرینگے تو اُسکا ٹھکانا ہاویہ ہوگا اور (اے پیمبر) تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے (وہ دوزخ کی) دہکتی ہوئی آگ ہے۔

؎۳ یوم نقول لجہنم ہل امتلئت وتقول ہل من مزید اُسدن ہم دوزخ سے پوچھینگے تو بھر گئی (یعنے دوزخیون سے بھر چکی یا نہین) وہ جواب دیگی کچھ اور بھی ہے۔

قضا کا یہ قہرِ نہانی ہوا — کہ دوزخ کا پتہ بھی پانی ہوا

شفاعت مکرر

چھپا تھا کدھر عالمِ پاک مین — مین بھا کب سے ساقی تری تاک مین
ترے مست پھر لڑکھڑانے لگے — وہی جھونکے غفلت کے آنے لگے
وہ مے دے جو ہو روح بخش انام — جو خود ہو حلال اور توبہ حرام
وہ مے جسکا میخانہ خلد برین — وہ مے جو کہین اور بلتی نہین
وہ مے جس سے دکان رضوان رچے — جسے بیچین غلمان بنے مغبچے
جسے لائے گاتی ہوئی حورِ عین — لہ یطاف علیہم بکاس معین
وہ مے جو بحکم پیمبر چلے — وہ مے جو لب حوض کوثر چلے
جو زندان مین اپنے اسیرونکا حال — یہ دیکھا تو یعقوب یوسف جمال
غم اندوزِ کنعان گم گشتگان — عزیز وشہِ مصر کون ومکان
شفیق جہان احمدِ مجتبیٰ — شفیع الوریٰ خاتم الانبیا

لہ اشارہ ہے آیت قرآن شریف کا یطوف علیہم ولدان مخلدون باکواب اباریق وکاس من معین لا یصدعون عنہا ولا ینزفون وفاکہۃ مما یتخیرون ولحم طیر مما یشتہون وحور عین کامثال اللؤلؤ المکنون ۔ یعنے غلمان جو ہمیشہ (لڑکے بنے) رہین گے اُنکے پاس آبخورے اور لٹیا اور شراب صاف کے جام لائے اور لیجاتے ہونگے جس (کے پینے) سے نہ تو اُنکو خمار ہوگا اور نہ بک لگے اور جس قسم کا میوہ پسند کرین اور جس قسم کے پرندون کے گوشت کو اُنکا جی چاہے اور تہون مین رکھے ہوے موتیون کیطرح کی بڑی بڑی آنکھون والی حورین ہونگی ۔

اگر اسجدے مین باکمال ادب ؎۱ سپاس وثنائے خدا زیر لب
کیا شوق دل سے وہ پیارا سجود کہ تھا ورد سُبحان ربّی درود
ثنا اِس صفت کی کہ بیمثل وطاق نہ ثانی سے جسکا روا اشتقاق
ہوئی ایسی خوبی سے الحمد ادا ؎۲ کہ تعریف الف لام کرنے لگا
مناجات وہ کی کہ روحی فدا وہ توصیف بیحد کہ صلّ علےٰ
ہوا بحر موّاج رحمت کا جوش ؎۳ سخنگو بہ اندازِ موج خموش
تامل نہ کر عرض مطلب مین تو کہ ہے مصطفےٰ مجتبےٰ سب مین تو
نظر مین ہے مالک کے تیرا وقار ہر اِک قطرہ تیرا دُرِ شاہوار

؎۱ ثم اعود الثانیۃ فاستاذن علی ربی فی دارہ فیوذن لی علیہ فاذا رائیتہ وقعت ساجدا فیدعنی ماشاء اللہ ان یدعنی ثم یقول ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع وسل تعطہ قال فارفع راسی فاثنی علے ربی بثناء وتحمید یعلمینہ ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرج فاخرجہم من النار وادخلہم الجنۃ۔ پھر آؤنگا مین دوسری مرتبہ (بارگاہ خداوندی مین واسطے شفاعت اور حاجتون کے) پس اذن چاہونگا مین اپنے پروردگار کے پاس اُسکے مکان (مقام شفاعت مین) داخل ہونیکا اور مجکو اذن ملے گا۔ پس جب دیکھونگا اپنے رب کو (منزہ مکان و تمام صفات حدوث سے) سجدہ مین گرونگا اور رہونگا سجدہ مین جبتک خدا چاہیگا پھر فرمائیگا اللہ تعالےٰ اے محمد سر اُٹھاؤ کہو سُنا جائیگا شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کیجائیگی اور جو دل مین ہو مانگو تمکو دیجائیگی فرمایا آنحضرتؐ نے پس اُٹھاؤنگا مین اپنا سر اور جو ثنا وحمد اُسوقت خدا مجکو سکھائیگا کرونگا پھر شفاعت کرونگا پس حد معین کیجائیگی واسطے میرے پس نکلونگا مین (مقام شفاعت سے) اور نکالونگا اُنکو دوزخسے اور داخل کرونگا بہشت مین۔

؎۲ الحمد مین الف لام تعریف کا ہے۔

؎۳ سخنگو معنی گوئندہ سخن یعنے رحمت نے بزبان حال مضمون اشعار مابعد ادا کیا۔

تو اس دن کا پہلے سے مامور ہو — رضا تیری خالق کو منظور ہے
سند پیش کر سوف یعطیک کی — فترضےٰ کی ہے مہر جس پر لگی
ہوا تازہ باغِ روانِ نبیؐ — زبان پر روان اُمتی امتی
یہ حاصل کہ ہون جنتی سب کے سب — بغیر عمل بے عوض بے سبب
نہ ساقی نہ بیکش نہ قائل کو دیکھ — تو اپنے کرم کو مرے دل کو دیکھ
کہان ناتوانون کو گرمی کی تاب — [۱] انھین بخشدے کرکے ڈیوڑھا حساب
نہ دکھلا مجھے میرے رب غفور — مین ہون پاس تیرے وہ ہون مجھسے دور
مرے ساتھ کر محو اُنکے گناہ — ہو جنت غریبون کی آرامگاہ
حساب اُنکا نیکی ہی کی مدمین ہو — [۲] جو انکی بدی ہے مری بدمین ہو
الٰہی ہون تیرا گنہگار مین — شفاعت سے اپنا طلبگار مین
ہوا حکم ناطق کہ اے دردمند — ہے رحمت کو تیری شفاعت پسند
بہ لطفِ خداوندِ ارض وسما — کر اک نوع کے مجرمون کو رہا
یہی عفو تعذیر کی حد رہے — رہائی ہو لیکن اسی قید سے
اُٹھے آپ بخشش کی لیکر برات — دی اک قسم کے عاصیونکو نجات
جھکے پھر کئی بار پیش خدا — [۳] کیے یون ہی پیہم سجود و دُعا

---

[۱] حساب ڈیوڑھا ہونا یعنے حساب کا بیباق ہوجانا۔

[۲] بد بمعنی ذمہ یہ اصطلاح ساہوکارون کی ہے۔

[۳] ثم اعود الثالثة فاستاذن علی ربی فی دارہ فیوذن لی علیہ فاذا رایتہ وقعت ساجداً فیدعنی ماشاء اللہ ان یدعنی ثم یقول ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع وسل تعطہ قال فارفع راسی فاثنی علی ربی بثناء وتحمید یعلمنیہ ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرج فاخرجہم من النار وادخلہم الجنۃ حتی ما یبقیٰ فے النار الا من قد حبسہ القران ای وجب علیہ الخلود ثم تلے ہذہ الایۃ عسیٰ ان یبعثک

یہانتک کہ پوری تمنا ہوئی لہ — نہ باقی رہی جنس بھی نوع کی
بتاکید وتعجیل دیوان پاک — خط عفو لائی فرشتون کی ڈاک
یہ ہرکارے جلدی مچانے لگے — کہ بے دستخط حکم آنے لگے
نہ باقی رہا ایک بھی مبتلا — جو رائی برابر بھی ایمان تھا
بچایا ہر آدم کو ایمان نے — مگر جسکو روکا ہے قرآن نے
چلے خوش نصیبان ایمان سرشت — جہنم سے اُٹھ اُٹھکے سوئے بہشت
جہنم مین پہونچے تھے جو اُس برے — وہ بجلی کے مانند اُلٹے پھرے
بہت لوگ نادیدہ شکل جحیم — چلے خلد کو بر خط مستقیم
حضور جناب رسالت مآب — فرشتون کے ہاتھون مین سادی کتاب
ہوئی پھر اُسی مبتدا کی خبر مه — کرم جوشئ انبیاے دگر
مسیحا تک آدم سے جو تھے رسول — ہوے خضر مقصد براہ وصول
ہمہ رہنمایان خیر السبل — فضیلت مآبان تلک الرسل

(بقیہ فٹ نوٹ) ربک مقاماً محمودا دعا ل ہذا المقام المحمود اللذی وعدہ نبیکم تیسری مرتبہ کی شفاعت مین آنحضرت نے فرمایا کہ مین مقام شفاعت سے نکلکر اُنکو دوزخسے نکالکے بہشت مین داخل کرونگا یہانتک کہ دوزخمین کوئی شخص سوائے اُسکے جسکو قرآن نے روکا ہی یعنے وہ شخص جسپر ہمیشہ دوزخمین رہنا واجب ہوا ہی (کفار) اور کوئی باقی نہ رہیگا پھر پڑھے آنحضرت نے یا انس نے یا قتادہ نے آیت عسیٰ ان یبعثک الخ قریب ہی کہ اُٹھائیگا رب تیرا تجکو مقام محمود مین اور فرمایا آنحضرت نے یا انس نے یا قتادہ نے کہ یہ ہی وہ مقام محمود ہے جسکا وعدہ کیا ہی خداے تعالےٰ نے تمہارے نبی سے۔

لہ جنس ونوع اصطلات منطق۔

مه یشفع یوم القیامۃ ثلثۃ الانبیا ثم العلما ثم الشہدا۔ فرمایا آنحضرت نے شفاعت کرینگے دن قیامت کے انبیا بعد اُنکے علما بعد اُنکے شہدا۔

گہرہاے گنجینۂ کاف ونون — ہمین شہسواران والسابقون
پھراور انجم آسمان نبی — غبار رہِ آستان نبی
تقدس سماتان اوجِ حضور — بلند اختران کرامت ظہور
ابوبکرؓ لاثانی روزگار — کہ تھا ثانی اثنین یاران غار
عمرؓ نام وناموس نام آوری — معمای اسرار پیغمبری
سخا جلوہ عثمانؓ عالی مقام — انیس پیمبر علیہ السلام
علیؓ شیر یزدان وعالی وقار — یداللہ اور قبضہ مین ذوالفقار
ملک رتبہ خاتون جنت بتول — مہ اوج تنزیہ بنت رسول
حسنؑ خاتم خاتم المرسلین — سیادت کا الماس زیر نگین
شہادت کا لخت جگر نور عین — نیام شجاعت کا خنجر حسینؑ
تمام آل واصحاب خیرالانام — اس اُمت کا ہر پیشوا وامام
ہراک غازی مرد میدان بدر — ہمہ بسملان وشہیدان بدر
شکن پرور طالع نارسا — اُویس قرن عاشق مصطفےٰ
بہار آفرینان صبح امید — جنید وحسن ادہم وبایزید
ابا عن جدٍ جو ولی در ولی — قدم جنکا بر گردن ہر ولی
ہوا الحق نوایان ثابت قدم — انا الحق سرایان منصور دم
سب اپنے نبیؐ کے قدم پر چلے — جو باقی تھے وہ طے لئے مرحلے
ہزارون بنے ایک پتی سے باغ — جلے ایک بتی سے لاکھون چراغ
شفاعت کے پورے ہوئے حوصلے — کہ عاصی کو خلعت پہ خلعت ملے
تعالی اللہ اُستاد کا انتخاب — کہ خاے خطا پر ہے صاد صواب
گنہ سے تلاشش گنہگار مین — وہ بھرتی ہے احمدؐ کی سرکار مین

ہوا خاک جلکر جہنم کا باغ — کیا برف رحمت نے ٹھنڈا چراغ

ہوا سوختہ آتش کا سب سوز و ساز — سمندر مین ڈوبا دخانی جہاز

وہ ریلا ہوا باغ فردوس مین — کہ میلا ہوا باغ فردوس مین

بڑھا ہر طرف جوے رحمت کا آب — کٹورا بجانے لگا ہر حباب

بھرے خوانچے ایسے پھرنے لگے — کہ خود میوے دامن مین گرنے لگے

قرابون مین کوثر نے رکھی سبیل — تہِ نخل فوارۂ سلسبیل

جوانون کے خاطر لبساز و براق — ٹہلتے ہوے راستون پر براق

محافے پریوش برائے زنان — گلابی کہارون کی سب وردیان[1]

ہوا کیا کہ لڑکے مچاتے ہین شور — لگا دو ہنڈولے کی طوبیٰ سے ڈور

کھلے نخل ایجاد کے پھول پھل — ابد پر جما رنگِ صبح ازل

لگے ٹوٹنے صبر و تمکین کے پل — بہار آئی لادے ہوے بارِ گل

شگفتہ ہر اک تختہ کا خشک و تر — رسیدہ ہر اک نخل کا ہر ثمر

ہر اک برگ مین ساز و برگ بہار — ہر اک لالہ صد معدنِ کوہسار

ہر اک جا پہ موجود ہر ایک شے — کوئی ہمدم نے کوئی محو مے

گمان جسپہ جائے وہ تحقیق ہو — تصور مین جو آئے تصدیق ہو

سحر وہ کہ جس پر فدا ہر نفس — ہوا وہ کہ ہر دل کو جسکی ہوس

ہر اک بیل بوٹا نگار آفرین — ہر اک خار دگل صد بہار آفرین

کلی بے صبا کے شگفتا ہوئی — خزان بے بہار آئے پتا ہوئی

پری سایۂ نخل کی پابوس — گلستان عروس آب عطرِ عروس

جو لالہ ہے لاکھا جمائے ہوے — تو نرگس ہے کاجل لگائے ہوے

[1] ورد بمعنی گلاب ۔

یہ مانا کہ دل سے نہ کھیے سنبھل — نظر تو سنبھالو نہ جائے پھسل
کہین پھیل کر بیل بوٹا ہوئی — کہین نکہت اُڑ کر فرشتا ہوئی
اگر شاہد گل ہے بلبل بدست — تو پھولونکے بنگلے مین بلبل ہے مست
چمن اور ایسا دکھائے کوئی — قسم مصحف گل کی کھائے کوئی
کہاں تھین دُنیا کی پھلواریان — یہ سچ مچ بہشت اور وہ گلکاریان
وہ گویا نیاز اور یہ بے نیاز — یہ شان حقیقت وہ شان مجاز
وہ ہر لحظہ نعمت پہ نعمت ملی ۱ — کہ اِک شکر کی بھی نہ فرصت ملی
ہر اِک چہرے مین ایک نورِ دگر — ہر اِک حور ہے رشک حور دگر
ملین نعمتین سب کو بے انتہا — اور آخر کو اِن نعمتون کے سوا
وہ نعمت جو ہے سر عین الیقین ۲ — جو ہے دین و ایمانِ ایمان و دین

---

۱ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالے اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علے قلب بشر الحدیث ۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ فرمایا اللہ تعالے نے کہ طیار کی ہین نے اپنے نیک بندون کے لیے وہ چیز کہ نہ کسی آنکھ نے (اُسکی ذات کو) دیکھا اور نہ کسی کان نے (اُسکے صفات کو) سُنا اور نہ (اُسکی ماہیت) کسی دل مین آئی ۔

۲ عن النبی صلعم قال اذا دخل اہل الجنۃ الجنۃ یقول اللہ تعالے تریدون شیئاً ازیدکم فیقولون الم تبیض وجوہنا الم تدخلنا الجنۃ وتنجنا من النار قال فیرفع الحجاب فینظرون الے وجہ اللہ فما اعطوا شیئاً احب الیہم من النظر الے ربہم ثم تلا للذین احسنوا الحسنی وزیادہ ۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے جسوقت داخل ہونگے بہشتی جنت مین پوچھے گا اللہ تعالے کچھ تم اور زیادہ چاہتے ہو ۔ بہشتی جواب دینگے کیا تونے ہمارا منہ روشن نہین کیا ۔ کیا تو نے ہمکو بہشت مین نہین داخل کیا کیا تونے ہمکو دوزخسے نجات نہین دی (یعنی اِس سے زیادہ کیا ہوگا) فرمایا آنحضرت صلعم نے پس اُٹھا دیا جائے گا پردہ (دیکھنے والون کی آنکھون سے) پس دیکھین گے طرف ذات اقدس اللہ تعالے کے (کہ منزہ ہے صورت وجہت سے) پس نہین دیے گئے بہشتی کوئی چیز کہ زیادہ دوست ہو اُنکو بمقابلہ دیدار حق کے (یعنی انتہا تمام نعمتون کی دیدار حق ہے) پھر پڑھی آنحضرت نے یہ آیت للذین احسنوا الخ اُنکے لیے جنھون نے نیکی کی ہے ثواب نیک ہے (یعنی جنت) اور زیادہ اُسپر (یعنی دیدار حق)

وہ نعمت کہ ہی اُسکے دم سے بہشت ۱؎ | جو بازارِ جنت کی ہے دربہشت
وہ نعمت جو ہی یک بہ از صد ہزار | خدا بخشے دیدارِ پروردگار
پڑا ہاتھ دھوکر جو پیچھے وضو | گیا لے ہی معبود کے روبرو
نماز آئی کہتی بتاکید تام | کہ کرچلکے سجدے سے پہلے سلام
مؤکد ہوا صوم افطار کا | کہ تیار شربت ہے دیدار کا
یہ کہتا ہے ایمان کہ اے اہلِ ذوق | اُٹھا دیجیے پردہ پہ چشم شوق
ق عدم کو چلے ساعتِ نیک سے | دو عالم سے چھٹ کر ملے ایک سے
وہ ہے سامنے درگہِ محترم | قدم بزم امکان سے تھا دو قدم
ہی آغوش مین پرتوِ لایزال | قدِ آدم آئینۂ بے مثال
رہِ منزلِ کبریائی ملی | ہراک بندے کو اک خدائی ملی
خودی سے جو از خود جدا ہو گئے | خدا سے ملے کیا خدا ہو گئے
کھلا دیکھکر ہمکو حال مآل | کہ تھا حشر سودائے شوقِ وصال
یہ تھے انقلاباتِ ردوبدل | کشش مظہرِ شاہدِ لم یزل

چشمداشت دُعائے مقبول (انشاءاللہ)

۱۳

ادھر بھی ذرا ساقیِ گلعذار | ہزاروں سہی تیرے امیدوار
جو ہین تیری چوکھٹ پہ مرزا دبیر | یہ ناچیز ہے کسکے در کا فقیر
کوئی موج مجھ تک براہِ ثواب | تو دریا ہے مین اک شکستہ حباب
چلے کشتیِ مے نہ میرے بغیر | مرے ناخدا تیرے بیڑے کی خیر
وہ مے دے کہ لیتا رہوں تیرا نام | وہ دے جو دلائے ترا فیض عام

۱؎ دربہشت قسم شیرینی۔

نہین جام کورے سکورے مین دے — کھنکالے ہوے آبخورے مین دے
زمانے کا عالم ہوا دوسرا — بفضل خدا و حبیب خدا
خوشی مین بھرے مومن و مومنات — احاطے مین رضوان کے اُتری برات
جہنم کے گھر مین غمی ہو گئی — مرا غصہ آتش ستی ہو گئی
بجین نوبجین خلد مین بار ہا — کہ اسلام کے سر ہی سہرا رہا
خوشی کیا کہ اک دم ہوا کم نہو — یہ وہ عیش ہے جو کبھی کم نہو
کہان بیدلی جب حزین دل نہین — ہو آسان کیا کوئی مشکل نہین
دُعائین جو کی تھین ہوئین اب قبول — مراد ایک ہے اور ہزارون حصول
تمنا سبھون کے قدم پر پڑی — ہر اک آرزو ہاتھ باندھے کھڑی
دل و دلربا ہمدم حال و قال — نہ ہجران کا کھٹکا نہ فکر وصال
گیا اب جہنم مین وہ روزگار — کہ محشر تھا اِک اِک دم انتظار
ملا اُس سے تھی جبلکی جسکو طلب — بمصداق المرء مع من احب
وہ حاصل ہوا جسکے جو دل مین تھا — ابھی قیس لیلیٰ کے محمل مین تھا
بنا پھر جو بگڑا تھا بن بنکے ساتھ — مجھے خود ملا محسن احسن کے ساتھ
عجب چال مستانہ چلتے ہوے — جنان کی روش پر ٹہلتے ہوے
بگردش زہر چشم پیمانۂ — ز ہر سایہ پیدا پریخانۂ
دلون مین مسرت تو رُخ پر بہار — کلائی مین گجرے تو گردن مین ہار
کمر مین کرامت[له] کے پٹکے کا بل — ملا ٹک ہلاتے ہوے مورچھل
مدینے کے عمامے بالاے سر — قبا ہاے استبرقی زیب بر
جلو مین غلامانِ روشن جبین — صراحی و ساغر لیے حور عین

له شاہ کرامت علی قدس سرہ اسم مبارک حضرت پیر و مرشد محسن۔

خدا کی تجلی کا آنکھون مین نور　　ہر اک نوکِ مژگان پہ اک شمعِ طور
دلون مین محبت کے راز و نیاز　　زبان پر یہ آہنگ شوخ حجاز
شفیعٌ مطاعٌ نبیٌّ کریم [۱]　　قسیمٌ جسیمٌ نسیمٌ وسیم

[۱] اس مثنوی کی دو تاریخین طبع کی درج کیجاتی ہین- پہلی راقم حروف کی دوسری برادر عزیز مولوی انوار الحسن سلمہ اللہ کی ہے- اول :-

ماشاء اللہ نظم دلکش　　شایستہ ثمر دنش زاو راد
صد لعل و گہر شدست منظوم　　از فیض طبیعت خداداد
تمہید سخن ز عشق فرمود　　شد مطلع مثنوی پریزاد
گویا نتوان ثمر ولب را　　گر مے غم عشق کرد فریاد
گفتن سخنے بغیر تمہید　　جائز نبود بقول اُستاد
معشوق زمانہ عشق راخواند　　شد دامن صفحہ حیرت آباد
لیلی گردید کاکل قیس　　شیرین شدہ است جان فرہاد
از قامت او قیامت آراست　　در باغ سخن نشاند شمشاد
تشبیہ دگر بآن کشش کرد　　کز وے شدہ حسن و عشق برباد
عالی کششے ز شاہد غیب　　کان ہست کمند مصر و بوشاد
ہنگام گریز دامن حشر　　در دست تلاش او چو افتاد
مستقبل و حال را یکے کرد　　این طرز عجیب کرد بنیاد
حقا کہ برائے وصل محبوب　　کے شوق قند بقید میعاد
آمد بقبول طبع و آورد　　از دستش پائمال بیداد
تا موقع حرمت مے ناب　　در بزم ادب نکردہ اش یاد
چیزے دگرست ساقی غم　　رو لیش یارب کسے بنیاد
رندے بیباک اگر طلب کرد　　نقلش نبود فجور و الحاد
گلگلش بادائے حسن تقریر　　در صرف ہزار معنی آزاد
لیکن بہ بیان ہر روایت　　بے بیش و کم تمام رو داد
بنگر آیات پاک مصحف　　با قول انس ز جمع اُستاد
با یعنی و ما حصل دو سہ جا　　تشریح لطیف شد نو ایجاد
در مدح پیمبران پیشین　　نطق پاکش فرشتہ ارشاد
در نعت خاتم رسالت　　فیض روح القدس بامداد
عرض مداح آنکہ مولا　　با خلعت لطف خود کند شاد
امید و رجا کہ اہل معنی　　بر ہر حرفش دہند صد صاد
تاریخ و دعا کہ یا الٰہی　　توقیع قبول روزنش باد
۱۳ ھ ۱۱

قطعہ تاریخ دوم

چون ابو المحسن حسن بنوشت حال انبیا　　با کمال خوبی تحریر و تحقیق سخن
در شفاعت آرزو بودش بیاسنے ناگہان　　رفت آن واصل بحق پیش خدائے ذو المنن
در ظہور آورد اکنون مقصد او این او　　محسن من والد من کعبہ و ملجائے من
بارک اللہ معنی موزون کہ در مصر خیال　　جان عشاق سخن یا یوسفے گل پیرہن
بر سر ہر صفحہ حرف از فیض ممدوح کریم　　لالۂ اندر چمن یا نور شمعے در لگن
شوخی ہر مصرع رنگین فدائے شان خود　　خوبیٔ ہر لفظ میگردد بگرد خویشتن
بر سر میدان محشر آتشے اندر تپش　　در بہارستان رحمت سلسبیلے موجزن
از صفات او چہ گویم خوبتر فرمودہ است　　حضرت والا برادر مولوی نور الحسن
دوش چون پرسید از من سال تاریخش سروش　　گفتمش نورے ز انوار کرامات حسن
۱۲ ھ ۱۱

رباعیات

غدر کے زمانے مین آگرہ سے مع عیال واطفال کاکوری تشریف لیگئے وہ زمانہ بڑی مصیبت کا تھا عزت آبرو وجان کے لالے پڑے تھے آگرہ کا مکان اسباب سے بھرا چھوڑ کر کاکوری پہونچے اُس زمانے مین یہ رباعیان اور یا حبیب لالہ خذ بیدے پر مصرعے لکھے تھے۔

مولا کی نوازش نہان کھلتی ہی
عزت مری پیش قدسیان کھلتی ہی
کہدو کہ ملک گوش بر آواز رہین
مدّاحِ پیمبر کی زبان کھلتی ہی

ایضًا

مختار ہم زیر و بالا تو ہے
محبوب جناب حق تعالیٰ تو ہے
گرداب بلا مین ڈوبتا ہی محسن
اِس کشتی کا پار کرنیوالا تو ہے

ایضًا

چھانی ہر چند سب خدائی مینے
اور طبع کی فکر آزمائی مینے
اوج تنزیہہ تک پہونچکر لیکن
تشبیہ اچھی تری نہ پائی مینے

ایضًا

موّاجی طوفان بلا ہر سو ہے
اور قلب کو اضطراب ہر پہلو ہے
کردے بطفیل مصطفےٰ بیڑا پار
اِس کشتی کا ناخدا یا تو ہے

ایضًا

گو شبہہ و شک مری بُرائی مین نہین
پر نقص تری بھی رہنمائی مین نہین
ہے کون پیمبری مین تجھ سے بہتر
مجھ سے بدتر اگر خدائی مین نہین

ایضًا

مجکو نہین چاہیے کسی کا سایہ
انسان کا ملک کا یا پری کا سایہ
سایہ نہ تھا جسکے تن اطہر کے لیے
میرے سر پر رہے اُسی کا سایہ

ایضًا

بندہ کو نگاہ لطف مولا بس ہے
حضرتؐ کا مرے لیے وسیلا بس ہے
مین مشت غبار ہون سہارا مجکو
دامانِ رسولِ مصطفےٰ کا بس ہے

ایضًا

گھر بیٹھ رہون وہ کارخانہ ہی نہین
باہر نکلون تو وہ زمانہ ہی نہین
کیا دونون جہان مین اے خداوند کریم
مدّاحِ پیمبر کا ٹھکانا ہی نہین

ایضًا

دنیا مین ہے بس مجھے بھروسا تیرا
کافی عقبےٰ مین ہے سہارا تیرا
دارین مین کعبۂ مقاصد ہے مجھے
اے قبلۂ عالم آستانا تیرا

ایضًا

حامی دارین مین ہمارا تو ہے
اللہ کے سامنے سہارا تو ہے
شمعِ سرِ کوہ طور و قندیلِ حرم
خورشید فلک عرش کا تارا تو ہے

ایضًا

کیون تیری طبیعت اتنی گھبراتی ہر
منزل مین نہین دیر ہوئی جاتی ہر
جب آئے مدینہ مین تو بس آپہونچے
وہ سامنے جنّت ہی نظر آتی ہر

ایضًا

جب مائل نعت طبع عالی ہو جائے
ظلمت مین نور کی تجلی ہو جائے
پروانہ ہو گر چراغ دہلی محسنؔ
جگنو بھی شہاب سُہروردی ہو جائے

ایضًا

کیون حشر مین انتشار بیحد ہوگا سر پر مرے دامانِ محمد ہوگا
اُٹھون گا لحد سے جب مین انشاءاللہ دل مین احد اور زبان پہ احمد ہوگا

ایضاً

گو دشمن ہر جوان و پیرم گیرد ہیہات کہ بیکسی ضمیرم گیرد
ہان پیر فلک عصا ز دست من گیرد دستِ من پیر دستگیرم گیرد

ایضاً

دشمن ہوے شیر دوست مجھسے چھوٹے جز دامن غوث اپنے پرائے چھوٹے
یک در گیرم بجان و محکم گیرم اچھا ہوا میرے سب وسیلے چھوٹے

ایضاً

محبوب خدا اے زیر و بالا تو ہے مقبول حبیب حق تعالیٰ تو ہے
کشتی مری طوفان مین ہے یا حضرت غوث اس بیڑے کا پار کرنے والا تو ہے

رباعیات مندرجہ ذیل زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہین

مولا مرے عقدہ ہاے مشکل وا کر ہر غنچے کو باغ قطرے کو دریا کر
بد ہون یا نیک تیری اُمت مین ہون محشر برپا ہے تو مجھے برپا کر

ایضاً

یارب آہِ رسا مدینے پہونچے ہر نالۂ دل مرا مدینے پہونچے
چہرے کا جو رنگ ناتوانی سے اُڑے گرتا پڑتا ہوا مدینے پہونچے

ایضاً

اِک شان خدا ہے سیدِ عالیجاہ ملک قِدم و حدوث کا شاہنشاہ
جس دل پہ کھلی حقیقت اُسکی محسن بیساختہ بول اُٹھا کہ اللہ اللہ

ایضاً

سر سبز کن اے سیدِ ابرار مرا
وہ رونقِ نخلِ گل بگلزار مرا
چون دانہ ہزار بار برروے زمین
گرچرخ بیفگند تو بردار مرا

ایضاً

یارب بطفیل حسن آن شاہ زمن
میگردان ہزیان من سود من
گر میسوزی چو شمع رخسار بسوز
ور میشکنی چو زلف مشکین بشکن

ایضاً

زان پیشتر بیا کہ من بخاک آمیزم
جان چون گہر سخن بپایت ریزم
در صفحۂ دیدہ و دلم اے محبوب
بنشین چون نام و چون نگین برخیزم

ایضاً

عقدے مشکل کے میرے مولا وا کر
ثابت قدم منزل استغنا کر
درماندہ ہون خستہ حال ہون بیکس ہون
سر پر مرے ہاتھ رکھ مجھے برپا کر

ایضاً

رنگین تری بزم اے شہِ خوشخو ہی
باقی تو اُداسی ہی عیان ہر سو ہی
تشبیہ کا پاتا ہون مرقع سنسان
تنزیہ کو دیکھا تو مقام ہُو ہی

ایضاً

معراج کو جس وقت چلے خیر بشر
آیا یہ پیام ذُوالجلال اکبر
جلد آ اے نور دیدۂ عالم قدس
اک چشم زدن مین ساتون پردے طے کر

ایضاً

ایمان کا غروب ہونے پر ماہ آیا
تب دہر مین وہ سیدِ ذیجاہ آیا
جلدی ہوئی ایسی کچھ کہ اس عالم تک
سایہ بھی حضور کے نہ ہمراہ آیا

ایضا

گر نکتہ نوازی کا تری دھیان آئے — بخشش کا معما نظر آسان آئے
مداح کے یارب عدد احمد ہون — جب روز حساب وقت میزان آئے

ایضاً

لے حُبّ نبیؐ کی میرے سینے مین رہے — اُسکا ہی خیال مرنے جینے مین رہے
جب بند ہو آواز مرا دم ٹوٹے — آہنگِ حجاز ہو مدینے مین رہے

ایضاً

رہجاؤ گے ہاتھ زندگی سے دھوکر — پچھتائین گے اقربا تمہارے روکر
محسنؔ کیا پوچھتے ہو چھوڑو گھر بار — جنّت کو چلے چلو مدینے ہوکر

تضمین بطور مناجات

من پُر غفلتی و بیخبر دی　　دشمن نفس در کمین بدی
تو مرا زور و حجت و سندی　　تو مرا تاب و قوت و مددی
یا حبیب الاله خذ بیدی　　ما لعجزی سواک مستندی

خانه بگزاشتم برسوائی　　نه عصا دارم و نه بینائی
شو رفیقم بدشت پیمائی　　انت یا سیّدی و مولائی
یا حبیب الاله خذ بیدی　　ما لعجزی سواک مستندی

نه ز دُنیا متنعم نه ز دین　　دشمن جانم آسمان و زمین
دوستان خشمناک و چین بجبین　　دشمنان بهر کشتنم بکمین
یا حبیب الاله خذ بیدی　　ما لعجزی سواک مستندی

خون صد آرزو بگردن من　　خویش بیگانه دوست دشمن من
خانه زندان و راه رهزن من　　ماندنم مشکل ست و رفتن من
یا حبیب الاله خذ بیدی　　ما لعجزی سواک مستندی

منم و رهزن و ره مخطور　　دل بیمار و خاطرِ رنجور
عالم بیکسی و منزل دور　　شب دیجور و چشم من بےنور
یا حبیب الاله خذ بیدی　　ما لعجزی سواک مستندی

بسکه بودم حریص فسق و فجور　　گشته ناخوش ز من خدای غفور
هست اکنون شفاعتِ تو ضرور　　آمدم بر در تو از ره دُور
یا حبیب الاله خذ بیدی　　ما لعجزی سواک مستندی

کارِ من ابتر ست ہر نفسے
بیکسم در جہان و نیست کسے
یا حبیب الالہ خذ بیدی

دل پُر از درد و سر پُر از ہوسے
ہمدمے یا انیس در درسے
مالعجزی سواک مستندی

صبح من شام شد ز شامت من
شو شفیع و مکن ملامت من
یا حبیب الالہ خذ بیدی

ہست ہر روزِ من قیامت من
نیست جز بر درت سلامت من
مالعجزی سواک مستندی

سوے ملک حجازم آہنگ ست
آستانت ہزار فرسنگ ست
یا حبیب الالہ خذ بیدی

نام ہندوستان مرا ننگ ست
دیدہ ام کور و پاے من لنگ ست
مالعجزی سواک مستندی

کفر ظلمت سرشت در طغیان
زور ظلم ست و قوت شیطان
یا حبیب الالہ خذ بیدی

چار سوے سواد ہندستان
خوف جان ست و خطرۂ ایمان
مالعجزی سواک مستندی

تشنۂ خون من جفا کارے
من و در حال خود گرفتارے
یا حبیب الالہ خذ بیدی

دشمنم ظالمِ ستمگارے
نہ مرا مونسے نہ غمخوارے
مالعجزی سواک مستندی

کشتیم تہ نشین چو دیدہ تر
بحر پر جوش و جوش پُر ز خطر
یا حبیب الالہ خذ بیدی

گشتہ ملاح و ناخدا مضطر
سر ز سامان گزشت و آب از سر
مالعجزی سواک مستندی

رفت تاب از تن و دل از برِ من
راہ گم کرد خضرِ رہبرِ من
یا حبیب الالہ خذ بیدی

آب چشمم گزشت از سرِ من
نہ کسے یار من نہ یاورِ من
مالعجزی سواک مستندی

زخم از دل گزشت و دل زقرار   خار از پاے و پایم از رفتار
رفت ہوش از سر و سر از دستار   کار از دست و دست من از کار
یا حبیب الاله خذ بیدی   ما لعجزی سواک مستندی

کشتی من شکست و لنگر او   غرق شد ناخداے رہبر او
بحر و ہر لحظہ جوش دیگر او   من بیدست و پا شناور او
یا حبیب الاله خذ بیدی   ما لعجزی سواک مستندی

کاروان رفت و من پریشانم   دیدہ بر نقش پاے یارانم
ذرّۂ دشت و گرد میدانم   راہ گم کردہ در بیابانم
یا حبیب الاله خذ بیدی   ما لعجزی سواک مستندی

ظلمت دہر چون صف مژگان   نور چون چشم سرنگین میان
لمن الملک کفر را بزبان   این مناجات بر لب ایمان
یا حبیب الاله خذ بیدی   ما لعجزی سواک مستندی

روحم از تن جدا و تن زتوان   سینہ پر یاس و یاس بے پایان
جان من بر لب ست و لب بفغان   دل پر از درد و درد بے درمان
یا حبیب الاله خذ بیدی   ما لعجزی سواک مستندی

ناکسان بے سبب مرا دشمن   [1] ہمہ خود آشنا خدا دشمن
دوستان سنگدل و خاد شمن   جملہ محسن کش آشنا دشمن
یا حبیب الاله خذ بیدی   ما لعجزی سواک مستندی

---

[1] خدا دشمن ترکیب مقلوب یعنی دشمن خدا۔

غزلیات

ابتدائی غزلین کہین جمع نہین ہوئین مولوی محمد احسن مرحوم کی بیاض مین جو غزلین اور اشعار ملے وہ درج کیے جاتے ہین۔

ہی عیان جلوہ بتون مین بھی خدا کے نور کا / زاہدا آنکھون مین لگائے سرمۂ سنگِ طور کا
سر جھکائے ہم ہین وہ تلوار کو کھینچے ہوے / یہ نیازِ عاجزا اور وہ ناز ہے مغرور کا
مغبچون کی کتنی خاطر کی خدا نے حشر مین / جُرم ٹھہرا ٹوٹ جانا شیشۂ انگور کا
جب اُٹھائین اسقدر دورِ فلک کی سختیان / حوصلہ پتھر ہو محسنؔ دل سے چکنا چور کا

دیگر

نجات مدح پیمبرؐ کی آبرو سے ہو / نماز صبح قیامت اسی وضو سے ہو
تلاش کرتے ہو کیون حسن پاک کی تشبیہ / پڑھو نہ سورۂ یوسف اگر وضو سے ہو
زہے حیات کہ ہم معنے فنا فی اللہ / ۱؎ زہے وفات کہ تاریخ لفظ ہو سے ہو
کہو کہ قدسیون کی بزم پاک مین محسنؔ / پڑھے یہ نظم عطارد اگر وضو سے ہو

دیگر

خیال یار رہے دل اگر نہو نہ سہی / نہ جائے زلف کا سودا جو سر نہو نہ سہی
نبیؐ کے صدقہ مین محسنؔ ملے قصور مین حور / ہمارے عیب غضب مین ہنر نہو نہ سہی

دیگر

آنکھ پر ٹھہری نظر مائل ابرو ہو کر / ۲؎ ہم پھرے کعبہ سے اے قبلہ تو ہندو ہو کر

۱؎ سلہ ہجری مین وفات حضرت سرور کائنات صلعم کی ہوئی۔

۲؎ شعرا نے چشم کو ہندو اور ابرو کو کعبہ سے تشبیہ دی ہے۔

شب کو یہ جذب محبت کا تماشہ دیکھا
شمع پروانہ کے ساتھ اُڑ گئی جگنو ہو کر

دیکھکر آنکھوں کو بھرتا ہوں مین دم زلفوں کا
کالے کوسوں گئیں آہین مری آہو ہو کر

روکے دھو ڈالیے سب نامۂ اعمال اپنا
چشم رحمت مین گزر کیجیے آنسو ہو کر

تالیان کسنے دمِ رقص بجائین محسن
زہرۂ چرخ گری فرش پہ جگنو ہو کر

دیگر

مبارک میکشو کس دھوم سے شورش ہے بادل کی
خدا حافظ ہے توبہ کا صراحی بیطرح چھلکی

بھلا محسن ہمارا دردِ سر دونا نہو کیونکر
کہ آج اغیار کے ہاتھونسے بو آتی ہے صندل کی

دیگر

ہم آبِ زندگی سے گھاٹ پر تلوار کے اُترے
حباب آسا ہمین کشتی ملی ہو وہ بھی پانی کی

جو مُنہ دیکھی ہوئی کہتے تھے مُنہ تکنے لگے میرا
جو مین نے اُنکے مُنہ پر گفتگو کی بیدہانی کی

کہا قاصد سے کہدینا نہ لکھین خط کبھی ہرگز
بحمد اللہ کہ نکلی رسم پیغامِ زبانی کی

سُنا ہی محتسب بھی تاک مین ہے دخترِ رز کی
الٰہی رکھ لے تو حُرمت شراب ارغوانی کی

دیگر

کھولی گرہ جبین کی نہ ابروے یار نے
مشکل کشائی چھوڑ دی اب ذوالفقار نے

معدوم محض تھا کمر یار کا نشان
موہوم کر دیا مرے اشکونکے تار نے

جیتے تو ہٹتے پاؤن نہ تیغ خانے سے مگر
دھوکا دیا زمانۂ ناپائیدار نے

دیگر

روبرو جسکے تو آئے اُسے سکتا ہو جائے
نقش دیوار ترا آئینہ خانا ہو جائے

اے بُتو تم مجھسے نہ بگڑو جو خدا بنتے ہو
کہین بندہ بھی نہ اللہ کا بندا ہو جائے

کون نظرون مین سمایا کہ مرا مردمِ چشم
سب حسینونسے یہ کہتا ہے کہ بڑا ہو جائے

خواب مین مجکو ملی دولت بیدار وصال
آج اکسیر الٰہی مرا سونا ہو جائے

نہ کہو مجھ سے وہ آتے ہین عیادت کیلیے
دل بیمار نہ اِس دھوکے مین اچھا ہو جائے

رات ابھی دوڑتی آئے جو کرو وعدۂ وصل
کہیے تو چار گھڑی دن سے اندھیرا ہو جائے

دیگر

نہ لگے تجکو نظر اے قدِ رعنا والے
بے طرح گھورتے ہین عالمِ بالا والے

تجھپہ کرتے ہین فدا دین کو دُنیا والے
صدق دل سے کلمہ پڑھتے ہین لا والے

تجھپہ مرتے ہین ہزارون رخِ زیبا والے
نئے جنجال مین ہین زلف چلیپا والے

ابھی دیکھے ہی نہین قامتِ رعنا والے
بہت اونچے نہ بڑھین سدرہ و طوبےٰ والے

دل بیمار کوئی دم مین فنا ہوتا ہے
میرے پہلو سے نہ اُٹھین دمِ عیسےٰ والے

دام مین یار کے مین دیدہ و دانستہ پھنسا
مجکو نادان نہ سمجھین دلِ دانا والے

قطرہ قطرہ مین مرے اشک کی موّاجی ہے
مجھسے کیا آنکھ ملائین لبِ دریا والے

ہر قدم پر رہِ اُلفت مین اندھیر اگھپ ہے
ہاتھ مین چاہیے مشعل یدِ بیضا والے

عشق بے پردہ محبّت سے دکھاتا ہے چراغ
راہ بھولین نہ کہین وادیِ موسےٰ والے

یار کی باغ مین آمد ہے گھٹا چھائی ہے
کہو تیار رہین ساغر و مینا والے

میکدے بستے رہین پیر مغان کی ہو خیر
یارب آباد رہین ساغر و مینا والے

مے سے کیون پیر مغان بوئے ریا آتی ہے
معتکف کیا ہوے میخانہ مین تقوےٰ والے

سوچتے سوچتے جب وصفِ دہن تک پہونچی
چیستان کہنے لگے فکر سراپا والے

مال کیا چیز ہے تیری تو خریداری مین
جان دینگے سر بازار زلیخا والے

بے زبان بھیجے جو بھیجے کبھی تمنے قاصد
خط لکھائے تو بُلا کر خطِ طغرا والے

دوستو میکدہ مجھ سے بُری ساعت چھوٹا
حشر مین بھی نہ ملے ساغر و مینا والے

آپ کیون حشر مین پھرتے ہین بھٹکتے محسن
چلیے بیٹھے ہین جہان شیرِ بطحا والے

دیگر

خدا نے تل کیا پیدا لبِ رنگین جانان پر
تو گویا تیل چھڑکا آتش لعل بدخشان پر
بہار آئی ہی رنگینی برستی ہی گلستان پر
رکھا کیون مغبچو دیوان حافظ طاقِ نسیان پر
ہم آخر جان دے بیٹھے لب جانبخش جانان پر
ہمارا مردہ دیکھو تیرتا ہے آب حیوان پر
بروزِ امتحان کیا دیکھیے آفت برستی ہی
غضب کا ابر اُٹھا ہے آپکی شمشیر بران پر
بہت کی دوڑ دھوپ آخر کو فیضِ ناتوانی سے
چڑھا محسن مین سایہ بنکے بامِ قصر جانان پر

دیگر

اِک آفتِ جان تری ادا ہے
عاشق کو قضا کا سامنا ہے
بادِل ہر سُو گرج رہا ہے
طوطی مستون کا بولتا ہے
مژگان صنم کا دھیان کیا ہے
دل مین کانٹا کھٹک رہا ہے
صاحب غیرون سے جی خفا ہے
اور کیا مجھے آپ سے گلا ہے
فرہاد نہ پوچھ سختی ہجر
دن آج پہاڑ سا کٹا ہے
لیلی کو پکارتا ہی بن مین
مجنون تجھے کیا جنون ہوا ہے
ہون محو خیال قامتِ یار
کیا اپنا بلند حوصلا ہے
دل نے ترے نقطہ دہن کو
جب سے دیکھا ہی مٹ گیا ہے
شکلِ تصویر ہی جو خاموش
کچھ آج بھی وہ کھنچا ہوا ہے
اِک آن ہو جسمین وہ حسین ہی
یوسف ہو نیکی قید کیا ہے
دامن سے وہ پونچھتا ہی آنسو
رونے کا کچھ آج ہی مزا ہے
محسن کو واعظو نہ چھیڑو
اچھا ہے جو کچھ برا بھلا ہے

دیگر

دشمن و دوست پہ شمشیر جفا چلتی ہی
آج کچھ اور ہی مقتل مین ہوا چلتی ہی
گلُ و بلبل کو لیے ساتھ صبا چلتی ہی
کچھ عجب رنگ کی گلشن مین ہوا چلتی ہی

نوک مژگان کے تصور نے یہ کانٹے بوئے
کہ چھری آج میان شہدا چلتی ہے
جھلملاتی نظر آتی ہے مجھے شمع حیات
صبح پیری ہی عیان باد فنا چلتی ہے
اے مسیحا ترے بیمار کی یہ حالت ہی
نہ دوا چلتی ہی اُسپر نہ دُعا چلتی ہے
حشر مین آئے عبث چھوڑ کے یہ خانۂ قبر
کیا خبر تھی کہ ابھی گرم ہوا چلتی ہے
کیون نکلتے ہوا بھی کنج لحد سے محسن
حشر کا دن ہے بہت گرم ہوا چلتی ہے

دیگر

مرتے دم تک انتظار دلبر رعنا رہا
دیر تک آنکھون مین وقتِ نزع دم اٹکا رہا
اے فلک ہمنے تجھے تھا ماستون آہ پر
پر ہمیشہ سے ترا محسن کشی شیوا رہا

دیگر

کرشمہ خون بہا ٹھہرا شہیدِ ناز ابرو کا
یہ مضمون ہی براتِ عاشقان بر شاخ آہو کا
تماشا اُسکے چہرے مین ہی چشم و خال ابرو کا
حرم مین ہی مکان صیاد کا کعبہ مین ہندو کا
مسلمان ہون قسم کھاتا ہون چشم و روے جاناکی
کہ قرآن مین لکھا دیکھا ہی مینے حرف جادو کا
گلے تک سیل اشک آکر ہمین آخر کو لے ڈوبا
چڑھانا دوش پر لازم نہ تھا اِس طفل بدخو کا
شرارِ آتش دوزخسے کیا کھٹکا مجھے محسن
ہی نقش مصحف روے صنم تعویذ بازو کا

دیگر

کسی کو منزل دلبر کا راستا نہ ملا
ہزارون کھو گئے اِس راہ مین پتا نہ ملا
عمل ہزارون پڑھے نقش سیکڑون لکھے
کوئی بھی یار کے ملنے کا ٹوٹکا نہ ملا
نہ دین کے ہوے محسن ہم اور نہ دُنیا کے
بتون سے ہم نہ ملے اور ہمین خدا نہ ملا

دیگر

کھلے تھے لب نہ ابھی نالہ و فغان کیلیے
کہ مانگی خیر فرشتون نے آسمان کیلیے
فلک سے گذری گئی سیرِ لامکان کیلیے
اب آگے جاتی ہے آہ رسا کہان کیلیے

کھلے نہ بھٹے لب بلبل ابھی فغان کیلیے ۔۔۔ کہ سر جھکانے لگی شاخ گل خزان کیلیے
صنمکدہ سے اُٹھون زاہد و جنان کیلیے ۔۔۔ کہانسے مجکو اُٹھاتے ہو تم کہان کیلیے
تڑپ تڑپ کے تو پہونچا ہون کوئی لب تک ۔۔۔ یہانسے اے طپش دل اُٹھون کہان کیلیے
سواد نجد نہ صحرائے بے ستون چھوڑا ۔۔۔ ہمارے شوق نے بھٹکے کہان کہان کیلیے
شب فراق نہ ہو روز انتظار نہ ہو ۔۔۔ تو ہم بھی فکر کرین عمر جاودان کیلیے
قفس مین بیٹھے یہ سوجھی کہ آتش دلسے ۔۔۔ لیے چلو کوئی چنگاری آشیان کیلیے
قضانے کس لیے فرہاد و قیس کو چھیڑا ۔۔۔ مجھی کو پہلے بلانا تھا امتحان کیلیے
ہر جی مین لکھیے وہ افشان یار کی تعریف ۔۔۔ نہ چھوڑیے کوئی مضمون کہکشان کیلیے
بہار آئی یہ نشو و نما کا عالم ہے ۔۔۔ کہ بلبلون نے سبق گل سے گلستان کیلیے
غزل سرائی رندانہ ہو چکی یارو ۔۔۔ کھلین گے لب محراب دلربا بیان کیلیے
ازل مین جب ہوئین تقسیم نعمتین محسن ۔۔۔ کلام نعتیہ رکھا مری زبان کیلیے

نعت

سخن کو رتبہ ملا ہے مری زبان کیلیے ۔۔۔ زبان ملی ہے مجھے نعت کے بیان کیلیے
زمین بنائی گئی کسکی آستان کیلیے ۔۔۔ کہ لامکان بھی اُٹھا سر و قد مکان کیلیے
ترے زمانے کے باعث زمین کی رونق ۔۔۔ ملا زمین کو رتبہ ترے زمان کیلیے
ازل مین چن لیے خالق نے رنگ رنگ درود ۔۔۔ بجائے لعل و گہر تیرے ارمغان کیلیے
کمال اپنا دیا تیرے بدر عارض کو ۔۔۔ کلام اپنا اُتارا تری زبان کیلیے
اُٹھائے آپ کی شاہنشہی کا بار شکوہ ۔۔۔ یہ ظرف آگہی زمان کے لیے مکان کیلیے
تو مصر منزل مقصد کا سعد اکبر ہے ۔۔۔ جو مشتری مہ کنعان تھا کاروان کیلیے
نکالے ڈوبے ہوئے بیڑے دین کے اور نوح ۔۔۔ تھے ناخدا فقط اک کشتی روان کیلیے
لکھا قلم نے یہ پڑھکر درود کرسی پر ۔۔۔ بچھی رہے یہ کسی خواندہ مہمان کیلیے
بنی ہے نار ترے دشمنون کے جلنے کو ۔۔۔ بہشت وقف ترے عیش جاودان کیلیے

چمک گئی ترے یارون سے منزل توحید
یہ چار اِک کے بنائے ہین لامکان کیلیے

احد کے پہلو مین کیا کہ رہا ہے نقطۂ میم
بُلا و قدسیونکو حلِ چیستان کیلیے

دکھائی خامۂ تنزیہہ حق نے تیری شبیہ
جو بے نشانون کو خواہش ہوئی نشان کیلیے

تھی خوش نصیبی عرش برین شب معراج
کہ اپنے سر پہ قدم شاہ مرسلان کیلیے

ہزار رشک کرے لیکن ایسی وقعت کی
تھی سرنوشت کہان فرق فرقدان کیلیے

نہ دی کبھی ترے عارض کو مہر سے تشبیہ
رہا یہ داغ قیامت تک آسمان کیلیے

سوائے آئینۂ جلوۂ شہِ لولاک
نہ تھا محل کوئی تصویر کن فکان کیلیے

نہ تھا بجز قدِ بالائے سرورِ عالم
جو کوئی تیر تھا قوسین کی کمان کیلیے

نزول نسخۂ پاکیزۂ کلام مجید
ترے عروج ترے عہد کے بیان کیلیے

عجب نہین جو کہے تیرے فرش کو کوئی عرش
کہ لامکان کا شرف ہی ترے مکان کیلیے

ترا ظہور ہوا جب قریب بولا کفر
حمل مین آیا ہی سورج مری خزان کیلیے

بہار بڑھ گئی حضرت کے جان نثارونسے
اسی چمن سے قلم لی گئی جنان کیلیے

کریگا کیا تری توصیف کلک منشی چرخ
زبان چاہیے مُنہ چاہیے بیان کیلیے

خدا کے سامنے محسنؔ پڑھونگا وصفِ نبیؐ
سجے ہین جھاڑ یہ باتونکے لامکان کیلیے

دیگر

حالت نہ پوچھیے مرے شیب و شباب کی
دو کروٹین تھین عالمِ غفلت کے خواب کی

روے عرق فشان یہ ہی سرخی شراب کی
شبنم سے ہی لگی ہوئی لو آفتاب کی

تار نفس نے دین خبرین اضطراب کی
اللہ خیر ہو دلِ خانہ خراب کی

شرم گناہ شکل مٹا دے عذاب کی
اے طفل اشک دھو مری فردین حساب کی

برباد کی اُمنگ ہمارے شباب کی
مٹی خراب ہو دلِ خانہ خراب کی

ہونے نہ پائی خشک بھی تر دامنی ابھی
محشر مین دھوپ ڈھلنے لگی آفتاب کی

دفتر کھلا جو میرے گناہوں کا صبحدم
دیکھا تو شام ہو گئی روزِ حساب کی

اُنکو کبھی خیال ہو میرا یہ وہم ہے
جاگین مرے نصیب یہ باتین ہین خواب کی

دم توڑنے لگا جو ترا مستِ چشمِ ناز
رضوان نے روح کھینچکے بھیجی شراب کی

میدان حشر مین پئے رندان تشنہ کام
پیر مغان سبیل لگا دے شراب کی

دیکھے گئے جو میرے گناہان بیحساب
بخشش مرے خدا نے مری بیحساب کی

تیر مژہ کو تولے رہین مردمانِ چشم
کہدو کمان ہے دلِ خانہ خراب کی

حالت تباہ کسکی ہے دورِ حضور مین
ایمان کی عقل کی دلِ خانہ خراب کی

دین سے مٹا دیا مجھے دُنیا سے کھو دیا
ہین سب خرابیان دلِ خانہ خراب کی

کیون تمنے ابتدا مین غضب کی لگاوٹین
عادت خراب کی دلِ خانہ خراب کی

ہی بھول کسکی عشق مین از خود فراموشی
یادش بخیر اِس دلِ خانہ خراب کی

دھبا لگا کفن کو مرے جسمِ زار سے
گاڑا مجھے زمین کی مٹی خراب کی

کیا قہر ہے چھُڑا کے گلستان میکدہ
لائے بہشت مین مری مٹی خراب کی

رسوا کیا مرا غمِ دل فاش کر دیا
طوفان اشک نے مری مٹی خراب کی

اے یار تو نے بزم مین غیرونکے سامنے
چھینٹے نہین دیے مری مٹی خراب کی

پھرتا رہا جو ناقۂ لیلیٰ اِدھر اُدھر
دشتِ جنون مین قیس کی مٹی خراب کی

سُرخی کٹا کے خون شہیدان عشق کی
اے آسمان زمین کی مٹی خراب کی

مضمونِ نعت مین پڑھو محسن کوئی غزل
کیون گلزمین شعر کی مٹی خراب کی

اُٹھتی ہی لامکان سے جو چلمن حجاب کی
آمد ہے کس پیمبرِ عالیجناب کی

مصحف کا ایک صفحہ جبین ہی جناب کی
تقریظ حق نے لکھی ہی اپنی کتاب کی

یا ایہا النبیؐ علی وجہک السلام
سرخی کتاب دین مین ہی ہر ایک باب کی

چلنے لگی ہوا ے شفاعت جو تیز تیز
آتش نہ کیون کہے مری مٹی خراب کی

ارواح انبیا کو وہ نسبت ہی تیری ساتھ | جو نسبت آفتاب سی ہی ماہتاب کی
وہ آنکھ پھوٹے جسکو دکھائی نہ دے خدا | جب یاد آئے سرورِ عالی جناب کی
جسمین نہو محبتِ محبوب حق کا گھر | مٹی خراب اُس دل خانہ خراب کی
پہونچے فلک پہ تیرے قدم کے مٹے ہوے | ذرون کو لے اُڑی ہی ہوا آفتاب کی
بالاے ہفت چرخ ہے محبوب حق کا نور | ہی لامکان مین دھوپ اسی آفتاب کی
تا حشر تیری مدح سے ہو میری آبرو | اشراق اسی وضو سے ہو روزِ حساب کی
مقصود آفرینش محبوب کبریا | کیا بات ہے جناب رسالت مآب کی
پہلے پڑھا سوال نکیرین سے درود | کیا بات ہی مرے دلِ خانہ خراب کی
یارب ہو خاتمہ مرا حضرت کے نام پر | بس یہ اخیر فصل ہی میری کتاب کی
محسن کی التجا ہے فنا فی الرسول ہو | اے بحرِ فیض لے خبر اپنے حباب کی

دیگر

دوڑی ہے کسی جلوہ گہِ ناز و ادا مین | ہلنے کی سکت اب نہین باقی ہی قضا مین
شیشے سے نکل رند مے آشام ہین بیچین | غمزے نہ کرے دخترِ رز ایسی گھٹا مین
گل سُنتے ہین گلزار مین آمد جو خزان کی | کیا چھپتے ہوے پھرتے ہین دامان صبا مین
شرمائی ہوئی آنکھ کی چتون ہی قیامت | شوخی کی جھلک تھی ہے اندازِ حیا مین
محشر مین دل غمزدہ کی قدر کھُلے گی | اس مال کے دام اُٹھین گے بازارِ جزا مین
اے شوق سنبھل چوٹ چلا چاہتی ہی اب | میرے دل پُر خون مین ترے رنگِ حنا مین
محسن شب معراج یہ کہتے تھے فرشتے | کیا راز و نیاز آج ہی بندہ مین خدا مین

دیگر

کیا خزان ہی گلشن امید پر چھائی ہوئی | نرگسِ چشمِ تصور تک ہے کملائی ہوئی
ہون وہ افسردہ کسی گل پیرہن کے ہجر مین | میرے دامن تک کی کلیان بھی ہین مرجھائی ہوئی

یار کے کیف خماری نے کیا مستونکو چور ساغر مے وہ جما ہی خم وہ انگڑائی ہوئی
سادگی کی قدر کچھ عہد جوانی نے نہ کی جو اُمنگ آئی طرفدار خود آرائی ہوئی
رفتہ رفتہ یہ بڑھا ہی اسکو عاشق سی حجاب یاد بھی اب دلمین آتی ہی تو شرمائی ہوئی
جانکر کشتہ مجھے اُس شرمگین کی شرم کا تیغ بھی چلتی ہے گردن پر تو شرمائی ہوئی
اس غزل کہنے مین ہی تعمیل ارشاد امیر بعد مدت آج محسن خامہ فرسائی ہوئی

نظم دل افروز

ہی منزل اک مہ کنعان کی قلب زار و مضطر مین یہ مہمان عزیز اترا ہی کس اجڑی ہوی گھر مین
نہ کوئی پوچھتا ہی اور نہ ذکر اسکا ہی دفتر مین بڑا دیوانہ ہے محسن کہان آیا ہی محشر مین
نئی اُلفت کا میٹھا درد ہو تقسیم اعضا مین کہ بسم اللہ طفل اشک کی ہی دیدۂ تر مین
وصال و ہجر مین ہی بیقراری ایک حالت پر نہین کیا اک گھڑی کا چین بھی میرے مقدر مین
خدا کے واسطے اے قیس کیون مجکو ستاتا ہے نہ کہنا تھا کہ ہی کچھ کچھ مروت میری دلبر مین
شب ہجران الٰہی آج بھی کیا صبح نہین ہو گی اندھیرا جھک گیا وقت نماز صبح محشر مین
جگہ دے مجکو میرے دلربا کے غنچۂ دل مین بہار ابکی برس رکھے نہ مجھے زندان دیگر مین
نہ شمشیر ابرو بسملون نے سر جھکائے ہین ہماری بندگی کا سجدہ ہے محراب دیگر مین
کھبی ہی شکل موزون تیری ہر آئینۂ دل مین ہر اک مصرع ترے قد کا ہزارون بحر کی بر مین
اُٹھنا خواب غفلت کا ہی آسان پر یہ مشکل ہی کہ رحمت کا بھروسہ مجکو چھینٹے دی نہ محشر مین
عوض مین غمزے کے دنیا کرشمہ کے عوض عقبیٰ لگا ہے ٹھیک ابکی نرخنامہ یار کے در مین
ہی جی مین اس غزل کی بحر مین بھر دیجئے گوہر کہ تاب جلوۂ حسن بتان ہو آب دیگر مین
زمین شعر پر اعلی مضامین عرش اعظم سے چلے آتے ہین شوق مصرف نعت پیمبر مین
حسد کیون لامکان پروازی افکار محسن کا کسی دن معرکہ ہوگا عطارد مین سخنور مین

ہوا عالم معنبر صبح میلادِ پیمبر مین
بسا ہی نالۂ جانسوز بلبل تک گل تر مین

بہار آئی ہے شب بسکہ دیارِ خلد کوثر مین
ابد تک اب خزان سوتی رہی پھولونکی چادر مین

بھری ہی شوکتِ شاہنشہی اللہ اکبر مین
اذان کی پنج نوبت بج رہی ہی ہفت کشور مین

نبوت کا تجمل اصطفا کی سند آرائی
فلک کی ہفت اقلیم اور زمین کی ہفت کشور مین

شجاعت کا سلحنامہ نہان ہر چین ابرو مین
سخاوت کا خزانہ ہر نگاہِ بندہ پرور مین

میانِ بدر شمشیر ہلالی اسقدر چمکی
کہ ابتک چاندنی پھیلی ہوئی ہی ہفت کشور مین

ہوا ہے اللہ اللہ مطلع انوار محبوبی
شرف کی پہلی منزل تھی بنی ہاشم کی اختر مین

بھرا علم لدنی حق نے سینے کے سفینے مین
کہ لہرین لے رہی ہین بحر مواج آگہی بر مین

عیان فرما کے نور علمک مالم تکن تعلم
کلامِ پاک کے تارے اُتارے قلب انور مین

عبادت پھولتی پھلتی رہی ذات مقدس سے
ریاضت باغ باغ آکر ہوئی پاکیزہ پیکر مین

طواف اپنا کرے کعبہ یقین ہی اس سعادت سے
کہ خطبہ بھاشہ کونین کا تقدیر منبر مین

نگاہین مہر طلعت کے مقابل خیرہ ہو جاتین
شبِ معراج اگر کاجل نہوتی چشم اختر مین

پڑھا ہاتف نے بسم اللہ سبحان الذی اسری
جب آیا خانۂ زین براقِ برق پیکر مین

فلک نے آبرو پائی جو چتر فرق عالی کی
دُر شہوار انجم ہو گئے داخل نچھاور مین

باستقبال آیا مرحبا ے آدم و عیسےٰ
جو پہونچا خدمت والا پدر عالی برادر مین

ید بیضا چراغ طور سے روشن کیے دستی لہ
کہ سجدے مین جھکا ہو گا اندھیرا راستہ بھر مین

دعا یوسف کی اے ہر دلعزیز انجم تقربانت
رہے پیراہن محبوبی خالق تری بر مین

قلم ادریس کا مدحت نگار خلعت قدسی
کہ ساتون پارچے ٹھیک آئے اُسکے جسم اطہر مین

ملے شکریہ مین اُس بُت شکن کو خوان صد نعمت
یہ مہمانی ہوئی باغ خلیل ابن آزر مین

جوانِ ہاشمی کس شان سے بالاے عرش آیا
کہ آئی ہفت پشتِ آسمانِ پیر چکر مین

لہ دستی مشعل کو کہتے ہین۔

فلک کو عرش پر تھا ناز تقدیم قدمبوسی — مگر دیکھا تو کعبہ چھپ چکا تھا پہلے نمبر مین
کلید باب جنت نذر کی سلطان عالم کی — مسہری پھولونکی مہکا کر رضوان آ گئے گھر مین
نہ کیون حد ادب پر ختم ہو جبریل کی عرضی — کہ شمع قرب نے تاثیر کی پروانہ کے پر مین
بقرب قاب قوسین آپ پہونچے تو تھا باقی — پر یک تیر کا پلہ کمانکش اور کمانگر مین
تعجب کیا معما کھل گیا گر میم احمد کا — کہ ہی نیرنگ بیرنگی ہمیشہ رنگ دیگر مین
خدا کا نام حق ہی مصطفےٰ کا نام بھی حق ہی — نہان سر حقیقت ہی مجاز ذات اطہر مین
گھر اُسکا کعبہ اور اللہ اُسکے کعبۂ دل مین — خدا ہی اُسکے گھر اور وہ خدائے پاک کے گھر مین
پڑھون اک قطعہ پُر نور جسکا مطلع روشن — لکھین لوح بیاض آفتاب صبح محشر مین
اُٹھین گی اُنگلیان کلمے کی تیری سمت محشر مین — ق جو پوچھین گے ہی کسکا دخل آج اللہ کے گھر مین
ترا اسم گرامی زیر بسم اللہ عنوان مین — ازل کے ہر صحیفے مین ابد کے ہرجسٹر مین
ترے انوار کا پرتو مہ کنعان کی نقشہ مین — تن بے سایہ کی تصویر عکسی مہر خاور مین
حسب مین اور نسب مین اور شرافت اور کرامت مین — نہ تیرا مثل مظہر مین نہ تیرا مثل منظر مین
دل بیدار کا مانند ظاہر ہی نہ باطن مین — ضمیر پاک کا ثانی نہ مظہر مین نہ مضمر مین
ترے ہی نور سے نکلے زمین و آسمان مشبک — نہان تھے ماضی و مستقبل و حال ایک مصدر مین
دم شمشیر موسیٰ تیرے اصحاب مکرم مین — کمال آل ابراہیم تیری آل اطہر مین
ترے اقبال سے شان سلیمانی و داودی — ہوئی یکجا ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ مین
وقار ہیبت ہارون ہی عباسؓ و حمزہؓ مین — جلال تیغ یوشعؑ تیغ سلمانؓ و ابوذرؓ مین
تری نسبت سے حسن یوسفی و صبر ایوبی — گل اندامان جنت سبط اکبر سبط اصغر مین
رہ جنت ملی ہے آکے تیرے آستانے سے — شمیم خلد کوچہ کی نسیم روح پرور مین
تو وہ کوکب ہی جسکا لامکان تک نور پھیلا ہی — نہین ہی اس شرف کا کوئی تارا آسمان بھر مین
نہین ہے اور نہوگی اور کی طالع مین قسمت مین — جو تیری منزلت جو قدر ہی سرکار داور مین

وہ دن جلد آئے یا رب جب تو ان پیش اعمال امت کے | قریب عرش کرسی ہو تری دربار برتر مین
گنہگاران امت کی صفائی کی شہادت کو | تری چشم عنایت مہر ہو ہر ایک محضر مین
کبائر پہلے پوچھے جائین جب سرکار عالی مین | ندامت سے صغائر منہ چھپا لین اپنا محشر مین
معافی کی ملے جاگیر مجکو ایسی حالت مین | کہ دیگر عصیان بحکم کے داخل ہون دفتر مین
عجب کیا گر کہین حضرت نے امت کی حفاظت کا | مچلکہ لیلیا دوزخ کے کارندونسے دم بھر مین
کراماً کاتبین امید تشریف شفاعت مین | کہین لکھدین نہ نام اپنا گنہگارونکے دفتر مین
غرض ہر جا شفیع و رحمۃ للعالمین تو ہر | زمین مین آسمان مین جنت الماوی مین محشر مین
نہین ممکن کبھی تیرے مدایح سو مین دس لکھنا | جو کلک دو زبان ہو وہ زبان دست سخنور مین
وہ تیری مدح بس ہے جو لکھی خامہ نے قدرت کے | نبوت کے صحائف مین خداوندی کے دفتر مین
سخن یا رب مرے دلکی تڑپ کے ساتھ حاضر ہو | سند لینے کو سرکار قبول خاص داور مین
رہے پہنے ہوئے قرآن کا جامہ سخن میرا | کوئی حرف غلط آئے نہ سہواً میرے دفتر مین
لکھے کلک رضا سے کاتب اعمال نقل اسکی | مرے انفاس کا ڈورا لگا کر اپنے سطر مین
یہ نعت تازہ سنکر عندلیب شاخ طوبی تک | کہے کیا خوب طوطی بولتا ہے باغ سرور مین
اسی در کی گدائی سد اسکندر رہو ہمت کو | نہ جاؤن مین کبھی دربار کسری مین نہ قیصر مین
سمایا ہو خیال دلربا ہر لحظہ و ہر دم | کہ میری جان آنکھو نسے چلی اللہ کے گھر مین
نکیر و منکر آئین قبر مین میری یہی کہتے | کہ سو آرام سے یاد خدا حب پیمبر مین
لگا دین خاک پا ممدوح کی مداح کے منہ پر | تیمم کر کے داخل ہون نماز صبح محشر مین
سفارش نامہ ہو مولی کا اس دست شکستہ مین | پکارین جب مجھے سرکار عالیجاہ داور مین
درود غیر محدود آپ کی روح معظم پر | تسلسل رشتہ ہے جبتک ابد کی سلک گوہر مین
سلام غیر معدود آل و اصحاب مکرم پر | دوام عیش ہے جبتک بہشت روح پرور مین

انیس آخرت[1]

ازل سے عشق حسن بے نشان کے روے تابان کا — لیے صد فتنۂ محشر ہوا مہمان دل و جان کا
منادی ہو گئی ناکا کھلا ہی شہر جانان کا — مگر جو آئے اِک چھاپہ لیے خونِ رگِ جان کا
یہ وہ مقتل ہی جسمین اہل دل مرتے ہین مرنے پر — نکلنا جان ہی کا ہی نکلنا پورے ارمان کا
نمک پروردہ ہی ہر زخم دل ذوق شہادت کا — کہو چھیڑے نہ شورِ حشر ذکر اپنے نمکدان کا
خداوندا بڑھے اِس سرزمین کی ہر قدم دولت — خزانہ ہو ہر اِک ویرانہ مین گنج شہیدان کا

قطعہ

مشیرِ خاص شاہ عشق کا ہی دردِ بے درمان — روان ہو سکۂ قلب بیقرار و چشم گریان کا
نظامت مین نظام الملک و الملت ہی ناکامی — وبیر الدولہ اسکے خالصہ مین داغ حرمان کا
ہزارون مثل قیس و کوہکن ہین سر بکف حاضر — اجارہ کیا انھین دو کو ملا کوہ و بیابان کا
دل پرسوز بسمل شمع ہے دیوان والا کی — کنول خوشرنگ بنے ہم ہی خون شہیدان کا
کرامت آپکی لطف و نوازش کی ہی ہر لحظ — زمرد ہے نگینہ خاتم دستِ سلیمان کا
ہی ہو حق عاشقونکے بوریے پر آہ و زاری کا — نہین نالون سے خالی کوئی گوشہ اِس نیستان کا
نہین آسان اُٹھانا عشق کی چوٹین دل و جگر — کلیجا ہاتھ بھر کا لائے جو ہو مرد میدان کا
ہی اولیٰ کام دل کے ٹکڑے کرنا کاوش غم سے — لُٹانا چشم پرخونِ سے خزانہ لعل و مرجان کا
وصال یار مین آنا تصور رنج فرقت کا — ہی اِک پہلو مین دلبر دوسرے مین درد ہجران کا
ستم محبوب سے پہونچے تو سمجھے مہربانی ہی — چلے سر پر جو آرہ بار ہو گردن پہ احسان کا
خلیلِ خاص وہ ہی جو بھڑکتی آگ مین گر کر — ہر اک انگارہ کو سمجھے کہ خاکہ ہی گلستان کا
ذبیح اللہ سے یہ قول تھا مردانہ ہمت کا — جو آئے دوڑ کر مذبح مین ہی شیر اِس نیستان کا
انیسِ دار الشفا مین ہی یہ نسخہ حفظ صحت کا — کہ صدہا درد ہون لیکن خیال آئے نہ درمان کا

[1] وفات سے ہفتہ عشرہ پیشتر ایک عزیز نے بذریعہ خط کے خیر و عافیت مزاج دریافت کی تھی اپنے قلم سے یہ شعر تحریر فرمایا تھا

بحکم کنتُ کنزاً مدعا تھا آفرینش سے | بشانِ دلربائی بندہ کرنا نوعِ انسان کا
ملا پہلے شرف سب انبیا کو عشقِ کامل کا | کہ اُنکے دیدۂ دل مین بھرا تھا نورِ عرفان کا
انھین مین ایک عند اللہ ادلہم و اعلاہم | عزیزِ حسن و اُلفت عاشق و محبوبِ سبحان کا
کیا ہر اک نبیؑ کو اہلِ عرفان اسنے ہدایت سے | کہ لوثِ شرک سے ہو پاک کعبہ ہر دل و جان کا
پئے تکمیل مقصد دورِ آخر کے لیے ٹھہرا | وہ جسکے نام نامی سے ہو سکہ دین و ایمان کا
رہا بالجملہ گو دورِ ہدایت ایک مُدت تک | قدم مرکز سے ہٹتا ہی رہا کفار نادان کا
ضلالت روز افزون دیکھکر رضوان ہوا حیران | کہ یہ حالت ہی تو اللہ ہی میری گلستان کا
تلاشِ شہ مین پہونچے دیدہ ہا منتظر دُھر تک | کھلا اک تختہ گویا لامکان بہشتستان کا
تقاضائے طلب مین یون ہوا رطب اللسان ایسے | گلِ گلزارِ قدسیؔ سروِ خلوت کے خیابان کا
کہ یارب جلد بھیج اُسکو جو اپنے علم و حکمت سے | کرے نورِ یقین سے دیدہ بینا ہر دل و جان کا
بفرمانِ قبول دعوت الواح زبرجد نے | بتایا قربِ مقدم درۃ التاج رسُولان کا
پکارے چرخ کے چو منزلے سے یون مسیحِ آخر | وہ دیکھو قبلہ کے رُخ پر ہلال ابروے ایمان کا
غرض اِن مژدہ ہائے جانفزا کے بعد وقت آیا | ظہورِ مصطفیٰ فخرِ رُسل محبوب یزدان کا
رُخِ پُر نور جسکا مہرِ انورِ صبحِ قدرت کا | تنِ بے سایہ ہی مصداق کامل ظلِ سبحان کا
کہا روح القدس نے النوید اے عالمِ ہستی | زمانہ آگیا توحید کے مدت کے ارمان کا
اندھیرا چھا رہا تھا ہر طرف کفر و ضلالت کا | یہ ہی خورشید ایمان مشرقستان مغربستان کا
تزلزل آگیا نوشیروان کے قصرِ عالی مین | مٹے گا نام تک اک روز گبرِ نامسلمان کا
صنم مٹی مین ملجائینگے گل آتشکدے[1] ہونگے | ضلالت روئیگی رکھ رکھ کے پلہ منہ پہ شیطان کا
کلیدِ رحمتِ حق کا اشارہ ہی کہ کھلجائے | ادھر بابِ شفاعت اُسطرف دروازہ غفران کا
پڑھون اب وہ غزل محسنؔ کہ جسکا مطلع عالی | وظیفہ ہو ہر اک قدسی طبیعت اہلِ عرفان کا

[1] حضرت ابراہیم خلیل اللہ ؑ

مطلع

ہی بیرنگی کے آئینہ مین نقشہ شکل انسان کا — تعالیٰ شانہ یہ روپ ہے کس حسن پنہان کا
توارد شکل موزون مین سہی مضمون قرآن کا — مگر اللہ رے مطلع ناظم قدرت کے دیوان کا
مورخ اگلے وقتونکا ہی عشق اُس سے کوئی پوچھے — کہ حق کے بعد ازل مین نور تھا کس روے تابان کا
کہون ایمان کی سو بار اُٹھالون سر پہ قرآن کو — کوئی ثانی نہ یزدان کا نہ اُس محبوب یزدان کا
وہ زیبِ عرش عالی ہی وہ شانِ لایزالی ہی — مثالِ بے مثالی ہی شرف ہے دین و ایمان کا
صفی اللہ کا پیارا خلیل اللہ کا حامی — لبِ عیسےٰ کا ہمدم ہمزبان موسیٰ عمران کا
وہ قاتل کفر و ظلمت کا وہ ماحی شرک و بدعت کا — وہ حامی اپنی ملّت کا وہ ناسخ دیگر ادیان کا
وہ ہم صورت ہی معنی پرورِ عالم کی رحمت کا — وہ ہم معنی ہی صورت آفرین کے لطف و احسان کا
خمیدہ نخلِ اعجاز اُسکے اثمار خوارق سے — رسیدہ میوہ اُسکی تربیت سے زہد و عرفان کا
قدم یہ زیبِ عرش پاک کا وہ تخت زرین کا — کہان پایہ محمدؐ کا کہان پایہ سلیمان کا
وہ عزت انبیا مین جو مہِ تابان کی انجم مین — وہ رتبہ اولیا مین جو رعیت مین ہی سلطان کا
لقب اُمّی و مثلِ لوح محفوظ اُسکے سینے مین — بھرا علم اولین و آخرین پیدا و پنہان کا
فصاحت کلمہ پڑھتی تھی لبِ جانبخش حضرت کا — زبان شستہ گویا نسخہ تھا اعجاز قرآن کا
حمایت اہلِ عالم کی اشارہ عینِ رحمت کا — شفاعت عاصیونکی اک کرشمہ چشمِ احسان کا
ہر اک موج اُسکے دریاے عطا کی چشمۂ کوثر — گلِ خودرو گلستانِ کرم مین باغِ رضوان کا
شبِ معراج مین حق نے بلایا اُسکو پاس اپنے — کیا سو طرح کا پاس اپنے محبوب اپنے مہمان کا
بٹھایا خلوتِ تنزیہہ مین اُسکو تنِ تنہا — فرشتہ بھی جہان پہونچے ملائک کا نہ انسان کا
خودی سے بُعد جو پہلے الف کو نونِ ایمان سے — خدا سے قرب جو پیچھے تھے الف سے نون ایمان کا
خدا جانے حبیبِ کبریا جانے کہ کیا گذری — ہوا جب سامنا عشق آفرین کے روے تابان کا

دعا

الٰہی مجکو کر ایسا شہید اپنی محبت کا — کہ ہر نوکِ مژہ فوارہ ہو خونِ رگِ جان کا
وہ لو حبِ محمد مصطفےٰ کے گھر کرے دل مین — دو عالم ہو چراغ کشتہ جسکے طاقِ نسیان کا

اُسی کے صدقے مین کٹجاۓ آفت دین و دنیا کی / رہے چلنا سرِ مشکل پہ آرہ مین آسان کا
مجھے لیجاۓ یا رب آب و دانہ اُسکے قصبہ مین / جہان ہر کھیت کا ہی ہم سوا نہ باغ رضوان کا
اُسیکا شوق اُسیکی آرزو ہو وقت مُردن تک / رہے تا روز محشر سر پہ سایہ اُسکے دامان کا
مٹاۓ ہند سے نام و نشان طاعون ملعون کا / کہ یہ کافر ہے دشمن ہر مسلمان نا مسلمان کا

قطعاتِ تاریخ

تاریخ گوئی مین جناب والد مرحوم کو ملکہ خاص تھا - ایک مرتبہ مسجد مدار دروازہ مین پوری مین ایک شب مین قرآن شریف ختم ہوا بعد ختم کے مولوی نصراللہ خان منصف نے تاریخ عربی کی فرمایش کی اُسی وقت تھوڑی دیر کے بعد فرمایا
خَتمَ المصحف ۱۲۸۹ھ

کاکوری مین خود اپنا کمرہ و حویلی تعمیر کرایا - مولوی افضل علی مرحوم نے کہا کہ اِس عمارت کا تاریخی نام ہونا چاہیے - تھوڑا تامل کرکے فرمایا "غریب خانہ" اسکی تاریخ ہے -

جناب مولوی امجد علی صاحب حال ڈپٹی کلکٹر پنشنر سے اور جناب والد مرحوم سے لڑکپن سے محبت تھی - جناب مولوی صاحب موصوف کا عقد ہوا جناب والد نے تاریخ لکھی

مبارک آمد زکد خدائی مے وصال مدام امجد
ومید عید امید ازین بہ چارستون الف و دو صد

اس شعر سے کئی طرح تاریخ نکلتی ہے اول صوری چارستون و الف و دو صد ۱۲۶۴ھ دوم مصرع اول سے سنہ ہجری اور مصرع ثانی سے سنہ ہجری برآمد ہوتے ہین سوم مصرع اول و ثانی کے حروف منقوطہ کے اعداد بقاعدہ جمل لینے سے ۱۲۶۴ھ نکلتے ہین - چہارم مصرع اول کے حروف غیر منقوطہ اور مصرع ثانی کے حروف منقوطہ کے اعداد جمع کیے جائین تو ۱۲۶۴ھ نکلتے ہین پنجم مصرع اول کے حروف منقوطہ اور مصرع ثانی کے حروف غیر منقوطہ جمع کیے جائین تو ۱۲۶۴ھ نکلتے ہین -

منشی عبدالحمید صاحب اپنے بھانجے کی ولادت کی تاریخ اس شعر سے نکالی تھی

شمع بزم آرای عالم آمد فصل بہار　　طالع بیدار عزت نیرّ برج شرف

اس شعر مین مصرع اول سے سنہ ہجری اور مصرع ثانی سے سنہ عیسوی
اور منقوطہ تمام شعر سے ہجری اور مہملہ تمام شعر سے عیسوی نکلتے ہین۔

مولوی محمد احسن مرحوم مغفور کی بیاض مین ایک نایاب تاریخ عربی دستیاب ہوئی ہے یہ تاریخ سورہ فیل سے نکالی ہے۔ بیاض سے پتہ نہین چلتا ہے کہ کس واقعہ کی نسبت یہ ناز کخیالی کیگئی ہے غالباً غدر کی یادگار ہے۔

وہو ہذا الاولے السنتہ الہجریہ

الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل ای حذف واحد من اعداد اصحب الفیل فبقی ۲۵۱ - الم یجعل کیدہم فی تضلیل حلل کیدہم بلفظین ای کی و دہم وجعل کے فاعل لم یجعل و دہم مرادف عاشر مفعولہ والمراد ان اسقط ۳ من ۲۵۱ فبقی ۲۴۸ وارسل علیہم طیرا ابابیل ای اضف علی العدد السابق اعداد طیرا ابابیل وہو ۲۶۶ فحصل ۵۱۴ ترمیہم بحجارۃ من سجیل ای زید علیہ عدد حجارۃ من سجیل وہو ۸۰۵ فحصل ۱۳۱۹ فجعلہم کعصف ماکول فحذف ہم ای ۴۵ من المیزان فحصل ۱۲۷۴ھ

الثانیۃ السنتہ الفصلیۃ الہندیہ

الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل ای یحذف کل الف یوجد فی اصحب الفیل فبقی عدد ۲۵۰ الم یجعل کیدہم فی تضلیل کی فاعل لم یجعل و دہم مفعولہ والمراد من دہم عاشر حروف الابجد وہوالیا اعی یحذف عاشر الابجد من ۲۵۰ والمعنی المعمای ان فی الکی حرفان الکاف وہی حادی عشر من الابجد والیا وہو عاشرہ فیحذف العاشر وعددہ ۱۱ فبقی ۲۳۹ دیضاف عدد طیرا ابابیل و حجارۃ من سجیل کما مر لیبلغ ۱۳۱۰ ثم یسقط ہم ای ۴۵ بحکم جعلہم کعصف ماکول نبقی

۱۲۶۵ف وہوالمقصود۔

والثالث سمت بکرماجیت

الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل خذف الالفان بحکم الم ترفصار عددہ ۲۵۰ الم یجعل کیدہم فی تضلیل اضیف عاشر کے یعنی ۳ فی تضلیل اغنی ۱۲۷۰ فحصل من میزان الکل ۱۵۲۳ ثم اضیف عدد طیراً ابابیل و عدد حجارۃ من سجیل بہا الوقف فی الحجارۃ یعنی ۱۰۴۱ فحصل ۲۱۹۹ ثم اسقط منہ عدد ہم دعصف وہو ۲۸۵ بحکم کاف التشبیہ فی فجعل ہم کعصف ماکول فبقی ۱۹۱۴ سمت وہو سنۃ التاریخ

الرابع السنۃ المسیحی

الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل حذف الالف یعنی الواحد من اصحب الفیل ثم اخرج عددہ فی الزبر والبینۃ وہو ۴۵۲ الم یجعل کیدہم فی تضلیل ای اسقط عاشر کی فبقی ۲۷ وصار حاصل المیزان ۴۷۹ ثم زید عدد طیراً ابابیل وحجارۃ من سجیل بالزبر والبینۃ وہو ۱۴۷۴ فحصل ۱۹۵۳ ثم حذف ہم بالزبر والبینۃ فحصل ۱۸۵۷ء وہوالمقصود۔

جب کبھی قطعات تاریخ حضرات شائقین منگاتے جناب والد مرحوم خود اپنے قلم سے لکھکر روانہ فرمادیتے تھے نقل رکھنے کی نوبت نہین آتی تھی۔اسوجہ سے قطعات تاریخ کے جمع کرنے مین بڑی دقت ہوئی جو قطعات دستیاب ہوے درج کیے جاتے ہین۔

تاریخ اضافہ دوم منشی جمال الدین حسن صاحب ڈپٹی کلکٹر منگوریہ

از بہر اضافۂ مکرر ۔ تاریخ حوالۂ قلم کن
از جیم جمال دین سہ برگیر ۱۲۶۳ھ ۔ دو بار اضاعف دی رقم کن

تاریخ معافی جرمانہ شیخ عبدالقادر

جرمانہ چو بیوجہ بر آمد گفتم ۱۲۶۴ھ ۔ دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

تاریخ چاہ و مسجد و باغ تعمیر کردہ منشی تاج الدین خان شاہجہانپوری

چون بنا کرد این عمارت شان والا منزلت ۔ کجکلاہ تارک دنیا و تاج فرق دین
نام ہر یک خامہ ام از بہر تاریخش شمرد ۔ چاہ زمزم قبلۂ حاجات فردوس برین ۱۲۶۵ھ

تاریخ روانگی خود از وطن

چون از وطن بستم کمر از بہر تقسیم سفر ۔ افشاند اشک چشم نم لخت دلم بر ہر قدم
این مصرع پر درد و غم از بہر تاریخش شنو ۔ رویم نمود اندوہ و غم درد و الم رنج و ستم

تاریخ معاملہ کہ تصریحش منا[۱] نیست

مال مفت و دل بیرحم چو فرمود سردش[۲] ۔ سر بر آورد سنش از زبر و بینہا

[۱] مولوی محمد احسن مرحوم کی بیاض مین بھی اِس معاملہ کی تصریح نہین ہے اور راقم حروف تو اُسوقت پیدا بھی نہین ہوا تھا لہذا یہ معلوم نہین ہوسکا کہ کس معاملہ کی تاریخ ہے۔

[۲] کل اعداد ۱۲۷۷ ہوے جسمین سے اعداد زا یعنی ۸ و با یعنی ۳ کل ۱۱ نکالے ۱۲۶۶ ہوے۔

تاریخ ولادت پسر علی حسین خان نواسہ قاضی محمد صادق خان اختر

ساقی اے جان و دل فدایت — اکسیر نشاط خاکِ پایت
اے چشم تو نرگس سیہ مست — موے مژہ ات پیالہ در دست
گیسوے تو موج رنگ و بو ہا — ابروے تو مدِّ آبرو ہا
برخیز چو شاخ لالۂ تر — پُر کن ز شرابِ سُرخ ساغر
ہر قطرہ شگوفہ ایست رعنا — بر چین از شاخ سبز مینا
برگیر ز شیشہ ہاے ناب — بشکن سر بیضہ ہاے سُرخاب
اے مرشد خانقاہِ طامات — دے قبلہ و کعبۂ خرابات
عیسے لب تست وحی تنزیل — بسم اللہ سر نوشت انجیل
ہر کس ز تو رمز شست و شو خواند — الحمد تحیۃ الوضو خواند
از دست تو ہست بادہ خواری — کفارۂ جرم روزہ داری
در جذبۂ فیض ہمتم گیر — در شجرۂ تاک بیعتم گیر
از دل بکش اے کشیدہ قامت — اندیشۂ قامت القیامت
مُہر سر شیشہ بشکن آسان — بلقیس طلب کن از سلیمان
خار و خس بزمِ آشنائی — بردار ز جامِ کہربائی
آور دلشارتم سرشتے — مینا اثرے بہار جوشے
رخ غازہ طراز زعفران زار — لب تشنۂ خندہاے سرشار
از گردش چشم بادہ سازی — از نقش قدم چمن طرازی
گفتا دمِ عیش و شادمانی ست — نوروز بہار جاودانی ست
رخشندہ بر آمد آفتابے — از مشرقِ طالع خبلے

آن کافسر مهر پروران ست   نامش به علی حسین خان ست

لازال فیوضه شهیره   ما دام الشمس مستنیره

شد فصل بهار گلشنِ دل   آمد صبح شگفتن دل

افزود مسرت و الم کاست   بنشست سبو پیاله برخاست

اندوه و کدورت ازجهان رفت   صاف مے دل بر آسمان رفت

آورده بهار فصل دُربار   آبِ حلب و هواے تاتار

صبح است و بهار خنده ریزی   شام است و هوای مشکبیزی

اقبال یسار زهد بشکست   قلب نے و مے بهم یمین بست

دادند لعابدان مهجور   از پنبهٔ گوش تار طنبور

مژگان چه عجب شود رگِ چنگ   از پردهٔ دیده خیزد آهنگ

مے زاهد خشک در سبو کرد   بشکست تیمم و وضو کرد

بزم جوش و خروش گرم ست   هنگامهٔ نای و نوش گرم ست

مے شد بے شیشه شیشه بے مے   نے شد بے نغمه نغمه بے نے

صد چادر مه ز سر کشیدند   تا خیمهٔ عیش برکشیدند

بستند ز مهر و ماه کامل   بر دائرهٔ فلک جلاجل

خلخال بپاے بسته زرین   مه پارهٔ مشتری زروین

رقاصهٔ زهره قامت آراست   در انجمن ستاره برخاست

صد قافلهٔ پری ست راهی   از قاف بقلقلِ صراحی

هر لب از نغمه شد نمک سود   عیسے شده میهمان داؤد

آرایش خنده بر جبینها   چون نقش بکرسی نگینها

چشمِ خوابیده در تماشا   از پردهٔ دیدهٔ زلیخا

شیرینی نغمہاے تریافت — نے ہم سرو برگ نیشکر یافت
ہر مو شدہ تار رشتۂ ساز — از پیکر سرمہ خاست آواز
ناخن زدہ گل بتار سنبل — پر شد رگِ گل ز خون بلبل
از کثرت جوشش مے ناب — عالم شدہ غرق عالم آب
بودم مثلِ حباب تنہا — لبریز ہواے آمدنہا
عیدست و زمانہ راسر ورست — فکر تاریخ پر ضرورست
احسانے کن ز فیض باطن — اے نام و تخلص تو محسن
گفتم چہ نوید مژدہ دادی — درہاے طرب تو بر کشادی
پیمودی صبحدم صبوحی — ساقی سقیاً فداک روحی
دل ساغر بے خمار گردید — طبعم صبح بہار گردید
اکنون ایماکن انچہ خواہی — آرم بعنایتِ الٰہی
فرمود کہ نشۂ زمینے — پیمانۂ دور سال فصلی

گفتم از فیض نور فکرت — ماہ تابانِ اوج حشمت
گفتا کہ نشد دلم شکیبا — از سمتِ داشتم ہو سہا ۱۲۵۰ف

گفتم کہ بگیر بہر سمت — خورشید منیر اوج عزت
گفتا این نغمہ ہم خفی کن — کوکبِ قانون عیسوی کن سمت ۱۹۰۶
دانی کہ من از خمار تنگم — سودائے بادۂ فرنگم

خواندم ترکیب تازہ فی الحال — سرو دولت زباغ اقبال ۱۸۵۰ع
گفتا ہوس ست فکر دیگر — در سال ہجرت پیمبر ۳
سر بردہ فرد برنگ خورشید — گفتم گل شاخسار امید ۱۲۶۷ھ
گفتا کہ ہنوز آرزوی ست — در طرز جدید جستجوی ست

خواہم کہ کنی مثال روشن | از بیّنہ و زبر مبیّن
گفتم معراج حسن تقریر | از بدر منازلِ شرف گیر
گفتا بر فکرت آفرین باد | فیض از لبت در آستین باد
در ساعت نیک ای خوش اختر | نام تاریخش برآدر
گفتم مفرداے اہتمامش | ممتاز حسین خان ست نامش
از برکتِ اسم فیض معمور | بادا ممتاز بین جمہور
یارب این نور شمع ایجاد | در چشم زمانہ مردمک باد
در محفل نشاتین بادا | کیفیت نشہ اش دوبالا
در بزمگہ ابد مقامش | پیمانۂ عمر خضر جامش
سنگ اقبال و دولتِ او | مانند دو پلۂ ترازو

قطعہ مشتمل بر نام تاریخی فرزند جناب نواب مہدی علیخان رامپوری

جناب آفتاب اوج حشمت | مہ برج شرف مہدی علیخان
خدایش داد فرزندِ جوان بخت | فروغِ دیدہ و دل راحتِ جان
جبینش مطلعِ انوار دولت | رخش آئینۂ اقبال تابان
بسازد برگ بہجت بود ہمدوش | بہارستان عشرت کرد سامان
دماغ آرزو زین مژدہ بشگفت | تمنا را چمن شد جیب و دامان
دم صبحے درآمد ہاتفِ غیب | بعنوان جبین عیش خندان
بگفت اینک چہ خوش فرخندہ نام ست | پے تاریخ تاج الدین حسن خان

تاریخ وفات حضرت مولانا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ

ہر دل بسمل ز طپید نہا بخیال شاہ تراب علی | در دائو دریغا او یلا ز وصال شاہ تراب علی

فتوای بود شریعت را رہنمای بود طریقت را   اقوال شاہ تراب علی افعال شاہ تراب علی
پاک از اثر نفس و شیطان مقبول خداوند سبحان   ہم سنگ جواہر در میزان اعمال شاہ تراب علی
در دیدہ تجلی حق ہر سو بر لبہا نغمۂ الا ہو   خوشحال شاہ تراب علی و مآل شاہ تراب علی
شبلی و جنید پاک گہر منصور و شہاب دین پرور   ہم قطب الدین و گنجشکر امثال شاہ تراب علی
مصروف جہد و ریاضتہا یا محو شوق عبادتہا   ہر روز و شب ہر دم ہر مہ ہر سال شاہ تراب علی
بسم اللہ نامہ وحدت را دیباچہ صحیفہ کثرت را   اثبات شاہ تراب علی ابطال شاہ تراب علی
برباددہ لذات جہان بیگانہ خواہش آب و نان   مشتاق صوم مہ رمضان شوال شاہ تراب علی
مہمانی ہر بے برگ و نوا انجاح مراد شاہ و گدا   بیداری رسم خلیل خدا ز نوال شاہ تراب علی
گلدستۂ باغ رحمت ہا لولوی بحر کرامت ہا   مفتاح گنج عنایتہا آمال شاہ تراب علی
بیکار عقول اہل بصر عاجز فکر ارباب نظر   ناقص در فہم و ادراک بشر ز کمال شاہ تراب علی
انعام ایزد و احسانش با رحمت خاص رضوان   برجان شاہ تراب علی بر آل شاہ تراب علی
در فکر سالش شد پرسان حالش محسن از رضوان   گفتا کہ بود گلہای جنان پامال شاہ تراب علی

۱۲۷۵ھ

ایضاً

افسوس شاہ تراب ما محبوب درگہ کبریا   مقبول حضرت مصطفےٰ صلوا علیہ و آلہ
ہمہ حق جلال و جمال او ہمہ بدر کمال او   ہمہ قال او ہمہ حال او حسنت جمیع خصالہ
برداشت از عالم قدم شدہ شمع انجمن ارم   در ظلمت آباد عدم کشف الدجیٰ بجمالہ
پے سال وصلش با خدا دل من بفکر شد آشنا   کہ بخواندم از روی دعا بلغ العلیٰ بکمالہ

۱۲۷۵ھ

ایضاً

چون حضرت شاہ تراب علی محبوب جناب لم یزلی   کو بود شبیہہ ماہ لقا آئینہ دین محمد را
در رفتہ بخلوت خاص حق دریافتہ نیرنگ مطلق   کرد آہ غبار آلود جفا آئینہ دین محمد را
حقا زید بیضای او افروختہ شد شمع ایمان   بخشند صد آب و رنگ صفا آئینہ دین محمد را

یک جملہ بوصف او بر خوان پے سال وصالش ای محسنؔ — گو حق ز تراب نمود جلا آئینہ دین محمدؐ را
۱۲۷۵ھ

ایضاً

بزبان عربی

ادخل فی الخلد تراب اللذی — کان ولیاً و من الاتقیا
ان رغب الفکر الی عامٍ — قل رضی اللہ عن الاولیا
۱۲۷۵ھ

ایضاً

رفت ز دنیا تراب شاہِ حقیقت نگاہ — طبع من از بہر سال ہمت عالی گماشت
گفت کہ آن شاہوار گوہر وحدت محیط [1] — وصل خدا در نظر داشتہ خود را گزاشت
۱۲۷۵ھ

تاریخ مرقد اقدس حضرت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہٗ

سجادہ نشین تکیہ شریف کاکوری

دی گزشتم محسن اینجا با رفیقے خرقہ پوش — ہر دو گشتیم از ہجوم بیخودی ہا منفعل
محو در گم گشتگیہا ہوش و سر مصروف شکر — دیدہ با اشک آشنا دل تا طپیدن مشتعل
گفتم این خلوتگہ حسن ست یا دیوان عشق — نور ریزد از در و دیوار در دار آب و گل
گوہر از رخشانی روی تراب اندر عرق — برق از بیتابی ہر ذرہ اینجا منفعل
بے ستون سنگے بمینا میزند یا کوہ نجد — گل بدامانم ز کنعان میرسد یا از چگل
زیر نخل طور موسای ست اندر خواب ناز — یا بخاک وادی ایمن شراری مضمحل
جلوۂ روے نیازے یا شکست زلف ناز — ساز تمکین حیا یا سوز شوق مشتعل
ساعتی آن غیب دان با خود مراقب گشت و گفت — دیدہ ات بنود مگر از نور معنی مکتحل

[1] وصل خدا در نظر کے عدد ۱۳۸۵ ہین اسمین سے خود را یعنی ۱۱۱ نکالے تو ۱۲۷۴ ہوے مصرع اول مین اشارہ اضافہ عدد ایک ہے لہذا کل عدد ۱۲۷۵ ہوے۔

این تجلیهاے ایمان ست یا انوار زہد — با صفاے خاطرِ پُر نور عرفان مشتعل
زیر خاک آسودہ شاید گوہر معنی تراب — آنکہ در عالم نظیرش صورتے لا یحتمل
از درستیهای اعمالش شریعت را سند — وز براہین کمالاتش طریقت را سجل
حُسن را از صاد چشمش مُہر فرمانِ قبول — عشق در دیوان شوقش مدعی و مستدل
ہمتش از اختیار دین و دُنیا محترز — نسبت او تا عدم از بزم ہستی منتقل
بر سپہر اوج عرفان آفتابے بے زوال — بر سرِ تخت ولایت بادشاہے مستقل
گوش کن بشنو کہ میگوید سروشی بر درش — بارگاہِ شاہ والا ہمّت و بیدار دل
۱۲۷۵ھ

ایضاً

چون ساختند قبر شریفِ تراب شاہ — مقبول بارگاہ خداوند ذو المنن
گفتا سروش مرقدِ پاکِ تراب شہ — محسن بخواند خوابگہ مرشدِ زمن
۱۲۷۵ھ

قطعہ تاریخ خرقہ پوشی حضرت شاہ حیدر علی و حضرت شاہ تقی علی قدس سرہما

چون آن دو قبلہ اہل دین حیدر علی و تقی علی — کردند در بر خویشتن تشریف فقر بے ریا
در چشم حیرت جلوہ گر شد یک تجلی از دو شمع — دیدم بذاتِ شان دوئی با رنگِ وحدت آشنا
حُسن شریعت را دو رخ زور طریقت را دو ید — لفظ حقیقت را دو قاف اسرار معنی را دو را
اظہار حق را ہر دو لب ہادی ہدایت را دو چشم — از نامِ ایمان دو الف لفظِ یقین را ہر دو با
بگذر ز اثنینیت و بگذار نیرنگ دوی — محسن بتاریخش بگو پوشیدہ خرقہ اولیا
۱۲۷۵ھ

تاریخ وفاتِ مولوی رضی الدین خان

سیدی مولوی رضی الدین — شدہ دمساز سلسبیل بہشت
داخلِ گلشن ارم فرمود — ملہمِ رازِ سلسبیل بہشت
۱۲۷۶ھ

تاریخ انتقال مولوی ناصر الدین مرحوم

چون رفت بسوی خلد برین از دہر جناب ناصر دین | خورشید سپہر علم و یقین شہوار دُر دریای شرت
از سال وفاتش داد خبر رنگین جمل انشاء و خبر | یک خوابگہش فردوس و گر آرامگہش ماوا بہشت
۱۲۸۴ھ ۱۲۸۴ھ

تاریخ تولد پسر مولوی اسد اللہ صاحب صدر الصدور

باد با آب و تاب در عالم | گوہر شاہوار درج اسد
گفت سال ولادتش محسنؔ | مہر تابندہ شد ز برج اسد
۱۲۸۸ھ

تاریخ پیدائش پسر شیخ فیض الحسن وکیل مین پوری

چو تابندہ شد در کنار ظہور | نہین گوہر درج فیض الحسن
سروشے ز محسنؔ بتاریخ سال | بگفتا مہ برج فیض الحسن
۱۲۸۹ھ

تاریخ تیاری چبوترہ خود در پائین باغ مین پوری

بنا کردند جاے دل نشینی | کہ زینت داد باغ پر فضا را
براے سال تاریخش ز محسنؔ | بگفتا گلستان منت خدا را
۱۲۹۶ھ

تاریخ وفات مولوی حسن بخش مرحوم

مخزن علم و عمل فخر زمن | قبلہ احسن ابو المحسن حسن
از سعیدی و از شہیدی نور عین | ابن ابن میرن[۱] و ابن حسین
۱۲۲۱ھ

[۱] میرن یعنی شاہ میر محمد قلندر حسین یعنی مولوی حسین بخش شہید۔

روز میلادش عزیزی محترم ۵۱ ریخت برخوردار بادا از قلم
طالعش دمساز و دولت یار ماند از نصیب و بخت برخوردار ماند
علم ظاهر خواند با صد جستجو ۵۲ از بزرگان خود و در لکھنؤ
در طریقت جد عالیجاه او هادی او مرشد او شاه او
مولدش کاکوری و از شصت سال مین پوری بود از و دار الکمال
بود مہرے در غبارے مستتر ماخذش خذ ما صفا دع ما کدر
بے نوایان را کریمے چاره ساز مفتی و مستفتیان را دلنواز
در پناه مصطفےٰ دین را پناه عید اسلام و امام عیدگاه
بست و پنجم از ربیع آخرین بود کو گشته زبیماری حزین
خواب چون آب و غذا افسانه شد اشک غمخوارانش آب و دانه شد
از دوا کردن مرضها می فزود روغن بادام خشکی سے نمود
داد از ما و من عالم نجات بے حواسی قبل سه روز از وفات
نے بغیر و نے بخود پرداختن هیچکس را هیچگه نشناختن
لیک بر می جست با عجز و نیاز مثل اهل هوش وقت هر نماز
قبله رُو بعد از تیمم می نشست صحت ارکان نمی رفتی ز دست
باز هر گه میرسیدی تا سلام بد همان بیہوشیش بالالتزام
نوزده ز اول جمادی چون رسید صبح سه شنبه سر از بستر کشید
گشت پیدا دفعتاً آثار یاس ز اضطراب بشره و نبض و حواس

---

۵۱ مولوی عبدالوہاب۔

۵۲ حضرت شاه حیدر علی قلندر و شاه تقی علی قلندر۔ مولوی محمد حسن علی محدث لکھنوی سے فقہ حدیث و تفسیر کی تکمیل کی تھی۔

برلب او بار بار الله بود — برزبانِ دلفگاران آه بود
قبل وقت ظهر آن مهر مبین — چید از بهر تیمم آستین
چون بیان کردند کان بیست ودور — ذکر حق سر کرد با ذوق حضور
ضربها بر دل زدن بیتاب کرد — گرمیِ جوشش طپشها آب کرد
بهر پوشیدن طلب کرد آن زمان — جبّه و عمامۂ میرن میان
طاقی مرشد پسر بر سر نهاد — ۱؎ از زبان الحمد لله گفت شاد
چون بهنگام زوال آمد نهار — ۲؎ برزبانش شد روان یارب بیار
بر ادا فهمی به پیشش خشت خام — ۳؎ زد دو دست ناتوان با ذوق تام
رفت بالاے رخ او دست راست — چپ زبیجانی از انجا برنخاست
باز از دستِ یمین چپ را کشید — تا که آنهم تا رُخِ انور رسید
همچنان شد در تیمم چاره گر — هردو دست زار او با همدگر
از بشارت کرد فرض ظهر ادا — با سلام شوق پیش آمد قضا
رفت سوے عرش اعلی روح او — کُل شے ہالک الا وجہہ
هاتفے از بهر تاریخش نوشت — جاے پاکش باد آہی در بهشت
۱۳۰۱ھ

تاریخ نگارستان لطافت از مولوی حسن رضا خانصاحب بریلوی

حسن کز حسنِ طرزش طبع اُستاد — بعنوانِ تخلص یوسفے گفت
زمین شعر او را عرش اعلےٰ — سریرآراے چرخ چارمی گفت

۱؎ مولوی محمد محسن نے عمامہ میرن میان کا سر پر رکھدیا۔

۲؎ زوال کے وقت سے زبان پر یارب لاؤ تھا مطلب یہ تھا کہ نماز کا وقت آگیا ہے اینٹ تیمم کیواسطے لاؤ

۳؎ واحد خان ملازم۔

کلامِ پاک اورا حضرتِ خضر | مصفّا تر ز آبِ زندگی گفت
بہ فیضِ فکر جانے در سخن ریخت | سخن در ذکرِ میلادِ نبی گفت
نبی ہاشمی کاندر صفاتش | خدائے پاک سبحان الّذی گفت
برائے یادگار سال محسن | بہارستان نعت احمدی گفت
۱۳۰۲ھ

تاریخ وفات حکیم مشتاق علی مرحوم

مشتاق علی طبیب حاذق | شبلی بروشن و ملک جنابے
بگزشت ازین جہان وبگزاشت | بر خلق ملال و اضطرابے
چون باخِ اکرمش حسن بود | رنگِ اُلفت بہ آب و تابے
جا یافت بہ پہلوے برادر[۱] | شد جمع حباب با حبابے
ہاتف سرِ مرقدش رقم کرد | مہتاب قرین آفتابے
۱۳۰۲ھ

ایضاً

بیرود در جوار حضرتِ حق | آنکہ در زہد و معرفت طاق است
تیرہ چشم جہانیان گردید | نیلگون روے ہفت اطباق است
گفت روز وصال او جبریلؑ | کہ امین جہان اطلاق است
کیست اندر حریم قدس آمد | گفت رضوان بوی کہ مشتاق است
۱۳۰۲ھ

تاریخ مثنوی ترانۂ شوق از منشی احمد علی شوق

اِسقدر شوخ مثنوی محسن | نہ کسی نے سُنی نہ دیکھی ہے
روبرو اِس زبان اُردو کے | فارسی کی تمام ترکی ہے

[۱] مولوی حسن بخش مرحوم کے مزار کے پہلو مین مزار حکیم مشتاق علی مرحوم کا صحن عیدگاہ مین پوری مین ہے۔

کس بلندی پہ ہے زمین شعر — فلک ہفتمین پہ کرسی ہے
سحر وافسون ہر بول چال اسکی — فتنۂ حشر لفظ ومعنی ہے
اڑے جاتے ہین لفظ سے مضمون — سطر صفحے پہ لوٹی جاتی ہے
دونون مصرع ہین کیا تڑپتے ہوے — ایک سیماب ایک بجلی ہے
ہاتف غیب بھی یہ کہتا ہے — بارک اللہ عجیب شوخی ہے
۱۳۰۵ھ

ایضًا

اعجاز کلک شوق باذوق — افسونے خواند وسحر گفتہ
تاریخ نوشت طبع رنگین — نیرنگ معنی شگفتہ
۱۳۰۵ھ

ایضًا

مے سزد بہر نثار این نگارین مثنوی — آب وتاب گوہر شہوار اشعار نسیم
گرچہ میگوید سخندانش بہار سخنوران — گفتمش کہ بود خزانے بہر گلزار نسیم
۱۳۰۵ھ

ایضًا

ہوش رُبا گفت ز اہل مذاق — چاشنی این سخن ذوق شوق
ہاتف غیب از پے تاریخ سال — گفت ز محسن چمن فوق شوق
۱۳۰۵ھ

تاریخ محامد خاتم النبیین دیوان نعت منشی امیر احمد امیر مینائی مرحوم

امیر اللہ اکبر وہ عزیز مصر معنی ہے — کہ بندہ ہی سخن بھی جسکے انداز طبیعت کا
چلے آتے ہین مصرعے شکرستان فصاحت سے — وہ طوطی بولتا ہی شاخ مضمون بلاغت کا
دُر معنی اُچھل کر آئے دامان بلاغت مین — وہ جزر و مد ہی دریاے عبارت مین فصاحت کا
سخنگو کہ رہے ہین جھوم کر نشہ کی حالتمین — کہ ابری دفتر دیوان کی ہی یا ابر رحمت کا
فضیلت اُسپہ حاصل ہی نہ عرفی کو نہ فیضی کو — مقابل اُسکے کیا رتبہ غنی کا یا غنیمت کا

نہین کچھ شاعری سے فخر اُسکی ذات کو حاصل ... سخن کو اُسکی نسبت سے ملا رتبہ سعادت کا
دماغ اُسکا گل صد برگ ہی گلزار دانش مین ... دل اُسکا عطر مجموعہ ہی گویا علم و حکمت کا
رسالہ میر زاہد کا زبان خشک خامی کی ... لب حکمت نوا اک نسخہ ہی قانون قدرت کا
وفا مین لطف مین علم و عمل مین ورع و تقوی مین ... ظہور اُس سے ہوا ہی شاہ مینا کی کرامت کا
اُسی کے پرتو صورت سے پیدا صورتِ معنی ... اُسی کے قلزم کثرت کا مرجان رنگ وحدت کا
یہ دیوان کیا ہی گویا اک گلستان ہدایت ہی ... ثمر ہے یا کہ محبوب الٓہی کی رسالت کا
گہرباری قلم کی ہی عیان ہر لفظ و معنی سے ... ہر اک نقطہ ہی موتی بحر مواج رسالت کا
فراموشی نرہے دارین سے یاد پیمبر مین ... یہی ہی ایک سیدھا راستہ گلزار جنت کا
سروش غیب نے تاریخ کیا اچھی کہی محسن ... کہ یاد مصطفے سچا وسیلہ ہی شفاعت کا

۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ کتاب مدح پیغمبر یعنی خمسہ مدیح خیر المرسلین از منشی عبد المجید سحر

مرحبا سحر عجب خمسۂ رنگین لکھا ... پنجۂ مہر جو ثانی ہے تو یہ ہے اوّل
نظر آنے لگی اک سرو چراغان کی بہار ... جھاڑ مین با تو نکلے گویا کہ لگائے ہین کنول
ہو گیا اور بہی اشعار کا تضمین سے روپ ... شفق سُرخ پہ چھائے ہین سُنہری بادل
صاف اشاروں سے بتاتی ہی نگاہ تضمین ... کہ یہ تشبیب یہ تمہید یہ قطعہ یہ غزل
واقعی ہوتی ہی تشبیب قصیدے سے جدا ... پیش خوانی ہی کو کرتے ہین جسے مستعمل
عمدہ سامان مہیا کیا اُس مضمون کا ... جو طلب کرتی تھی تشبیب کی بیتِ اوّل
غیر چشم سیہ ہند و سواد متھرا ... اشک باران کے لیے تھا نہ کوئی اور محل
کفر پرستی و بیباکی و شورے دنے ... تھے صنمخانۂ ظلمت کے لیے لات و ہبل
برج و کاشی کے مضامین لکھے اس خوبی سے ... کہ بنے صندل پیشانی ہندو ی زحل
پھر سخنگو نے طلب کی جو قسم ایمان کی ... آب زمزم سے نہانے کو چلا گنگا جل

فصل سرسبز کی رنگت کو عجب رونق دی | خضر معنی ہے بچھائے ہوئے دھانی مخمل
جوش ہیجانہ وہ لکھا کہ پئے میکش طبع | مے نہ گنجد بہ صراحی و صراحی بہ بغل
حبذا فصل بہار چمنستان سخن | بلبل آمد بر بلبل بہ تمنائے غزل
ذکر ظلمت میں ہی ہر حرف سیہ سے پیدا | لیلی دیدہ کافر کی مسی اور کاجل
قبلہ و کعبۂ دارین کی وہ نعت لکھی | حرف جو خامہ سے نکلا وہ گرا سر کے بل
ربط کا سلسلہ کیا خوب رکھا مد نظر | نہ ملا دشت سے گلشن نہ چمن سے جنگل
طبع موزون کا حقیقت میں نہیں ثانی ہر | دیکھے عینک کو لگا کر بھی جو چشم احول
ہاتف غیب نے محسن سے کہی یہ تاریخ | یہی خمسہ ہے وہ جسکا ہے نہ ہمسر نہ بدل
۱۳۰۶ھ

تاریخ وفات مولوی محمد احسن مرحوم نائب وزیر ریاست بھوپال برادر خورد مولوی محمد محسن مرحوم

میتواند شد کہ رنگ رفتہ بعد سالہا | لعل گردد در بدخشان و عقیق اندر یمن
میتواند شد کہ گردد نالۂ افسردہ | بلبل شیرین نوا یا طوطی شکر شکن
میتواند شد کہ از تاثیر دامان نسیم | نکہتے از غنچہ خیزد یا شمیمے از ختن
لیک نتوان شد کہ مثل احسن آید در وجود | سرو رعنا در گلستان یا گل نو در چمن
رفت حیف از دہر آن جان جہان و ہم ہوش | ہوشم از سر قوت از دل راحت از جان جان ز تن
شوخی طبع رسایم سرد از ہر سوز و ساز | ناگوار خاطر من سوختن یا ساختن
کیست در دار فنا محسن چو من اندوہگین | ہر نفس سوہان خود ہر دم سنان خویشتن
من با و باشم الٰہی از طفیل مصطفےٰ | چون شود در بزم قدسی مجمع بے ما و من
گفت دل ہر گہ کہ آمد در زوال آن آفتاب | مردہ در گورست احسن زندہ در گور سن
۱۳۰۹ھ

تاریخ انتقال حافظ الطاف حسین مرحوم کاکوروی ڈپٹی کلکٹر بنارس

بشنو از نے چون حکایت میکند از درد و غم — وز جدائیہا شکایت میکند پیش انام
آنکہ نامش بے اضافت بود الطاف حسین — حیف رفت از ہیضۂ مہلک سوے دار السلام
مولدش کاکوری و مدفن بنارس از قضا — حافظ و ڈپٹی کلکٹر مرجع ہر خاص و عام
ابن ابن حضرت شاہ کرامت بود آہ — لطف را خورشید تابان مہر را ماہ تمام
محسنِ افسردہ خاطر بہر تاریخش نوشت — جان پاک وے بود خلد آشیان طوبیٰ مقام

١٣٠٩ھ

قطعہ تاریخ کتاب شہادت نامہ مؤلفہ حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور دام فیوضہ سجادہ نشین تکیہ شریف کاکوری

نور عینین علی اکبر علی انور کہ ہست — در جہان مثلِ پدر بیمثل در مجد و علا
نوجوانے مایہ دارِ فیض پیر دستگیر — نونہالے بر در ایوان علم مرتضےٰ
حافظ قرآن و قاری عالم فقہ و حدیث — صوفی پاکیزہ باطن عارفِ سرّ خدا
رونقِ درگاہ شاہ کاظم و شاہ تراب — ابن ابن شاہ حیدر آفتاب اولیا
اینک از آثار تحقیقش روایاتِ صحیح — در بیان مشکل آل شہِ مشکلکشا
شمع فانوس سخن در کسوت سوز و گداز — لالہ زار فکر داغ آفت و کرب و بلا
از فرات دیدۂ تر سلک یاقوت و گہر — وز بدخشان جگر گویا جواہر پارہا
محسن از خونابۂ دل سال تاریخش نوشت — کان لعل واقعات کاروان کربلا

١٣١٠ھ

تاریخ وفات والدہ جناب منشی امتیاز علی مرحوم وزیر ریاست بھوپال

فغان ز رنج و غمِ منشی امتیاز علی — وزیر کشور بھوپال رد کشِ کشمیر
کہ رفت والدہ اش زینجہان بدار بقا — زمانہ تار شد و گشت تیرہ مہرِ منیر
فرشتہ خصلت و قدسی نژاد و پاک نہاد — بفیض مہر منیر و بجود ابر مطیر

سوم بد از مہ ذیقعدہ نیز یوم احد | کہ آن مکرمہ آمد حضور رب قدیر
سروش گفت پے سال رحلتش محسن | کہ شہ نشین جنان باد روح اُمّ وزیر

۱۳۱۰ھ

تاریخ تالیف در منظم مولفہ جناب مولانا حافظ علی انور صاحب سجادہ نشین تکیہ شریف کاکوری

مولوی حافظ علی انور کہ غور فکر او | در میان کعبۂ ارباب باطن زمزم ست
نونہالے صالحے پرہیزگارے نوجوان | صوفی صافی طبیعت عالم ست و اعلم ست
از تراب پاے کاظم صافی آئینہ اش | وز لسان حیدری تیغ کمالش را دم ست
خوش نوشت این در منظم از براے اہل فقر | در بیان حال مولایم کہ غوث الاعظم ست
شیخ عبد القادر جیلی کہ در محراب قدس | گردن صد اولیا بر پاے تسلیمش خم ست
دفتر شاہ ولایت راست مُہر خاتمہ | خاتم شان نبوت را نگین خاتم ست
کثرت او در حقیقت خارج از وحدت کجاست | ہم بہار و ہم نسیم و ہم گل و ہم شبنم ست
نوشدار و خستگان گمرہی را رحمتش | را فتش خونین دلان معصیت را مرہم ست
بسکہ مے بالد بخود از جوش معنیہاے شوخ | میتوان گفتن کہ ہر حرفش ہمانا مدغم ست
حرف حرفش خالی از سوز و گداز عشق نیست | لفظ لفظ او دل پُر داغ و چشم پُر نم ست
از مقالات و کمالات کرامات عجیب | بنگر و عارف کہ این عالم وراے عالم ست
ختم شد چون در دو سال اینک براے ہر دو سال | محسن آن تاریخ بنگارم کہ مثل ادکم ست
معنی واحد کہ تعبیر دو سالش می کند | گوہر منظم ہمہ یا جملہ در منظم ست

۱۱ ۱۳۱۴ھ ۱۲ ۱۳۱۳ھ

تاریخ تیاری باغ نواب اکرام اللہ خان مرحوم نواب یار جنگ کاکوری

جاہ نواب یار جنگ افزون | عمر او ہمچو عمر خضر دراز
عقل با فیض و ہمتش ہمدوش | بخت با عیش و عشرتش دمساز

یاد کن آنکه در بدایت عمر | بود در حسن گفتگو ممتاز
دم اُستادیش جمال الدین | که برد داشت علم و دانش ناز
دیده طرز فصاحت سخنش | لقبش داد بلبل شیراز
اینک انداز طرز رنگینش | کرد بنیاد طرفه باغ آغاز
چون گلستان حضرت سعدی | هر رگ و ریشه اش بهشت انداز
کلک محسن نوشت تاریخش | جند افکر آسمان پرواز
ہجری و عیسوی بیک مصرع | هست گویا دو نغمه در یک ساز
باغ شاداب اول و دومش | باغ شاداب بلبل شیراز
۱۳۱۱ھ | ۱۸۹۲ء

تاریخ وفات حضرت شاہ علی اکبر قدس سرہ سجادہ نشین تکیہ شریف کاکوری

از جہان افسوس شاہ ما علی اکبر گزشت | آنکه بود اندر بزرگیہا علی و اکبرے
جد او بوده شریک جزو نام بوتراب | والدش را میتوان گفتن سمی حیدرے
در عبادت زاہدے و در ریاضت کاملے | در طریقت مرشدے و در شریعت سرورے
جذب اسرار حقیقت در سلوک راہ است | کشتی جذب طبیعت با ہمایون لنگرے
علم کامل با عمل مثل گل و فصل بہار | نور قلبش با سویدا آفتاب و خاورے
نسبت او کیف شور شہای مستان شگرف | ہمت او بادۂ گلگون مصفا جوہرے
در گلستان خموشی غنچۂ او گلبنے | در دبستان تکلم حرف حرفش دفترے
خوش تامل خوش تحمل خوش طبیعت خوش مزاج | نیک ظاہر نیک باطن نیک خو نیک اخترے
بر زمین تکیہ محو عالم بالاے قدس | بود گویا این جہان او جہان دیگرے
با خداے خود وصال او بقبول عاشقی | حسن را پروردگار و عشق را پیغمبرے
اکبر با سعد اکبر بود بہر یادگار | جاے خود بگذاشت نام نیک و ماہ انورے

نام نیکش با علی انور آلہی دائما | باد مثل بارش نیسان و آب گوہرے
بہر تاریخش ملائک محسن از ما گفتہ اند | بر سپہر قرب حق دیدیم سعدی اکبرے

۱۳۱۴ھ

تاریخ وفات جناب منشی امتیاز علی مرحوم وزیر ریاست بھوپال

چراغِ شامِ او دھ منشی امتیاز علی | چو شد بکشور بھوپال خیر خواہ وزیر
صدائے تہنیت از چار سو رسید کہ ہست | جناب عالیہ اقبالِ ہند و جاہ وزیر
بر اوج رفعت و شان عدالت و انصاف | جناب عالیہ مانند مہر و ماہ وزیر
جناب عالیہ خاقان کشور ایمان | بدین پناہی اسلام بادشاہ وزیر
جناب عالیہ در پردہ قبلۂ عالم | کلید مسجد و مفتاحِ خانقاہ وزیر
شنیدم آنکہ حضور جناب حق امروز | بسر شتافتہ مقبول بارگاہ وزیر
فغان ز دہر و زمین و زمانیان برخاست | عیان شد از در و دیوار آہ آہ وزیر
دعا بخواند سروشے و محسن آمین گفت | کہ شہ نشین ارم باد دین پناہ وزیر

۱۳۱۲ھ

تاریخ وفات شیخ ضیاء الحسن مرحوم پسر شیخ فیض الحسن وکیل و رئیس مین پوری

مین پوری کی آبجو ایسن | جسکو کہنا ندی نہین زیبا
مختصر ایسی جسمین گھاٹ نہ پاٹ | ناؤ اسمین کہان کہان ڈونگا
کہین وہ محض خشک اور کہین | آنسو بہتا ہوا شہید دن کا
شیخ فیض الحسن کا ماہ منیر | کہ ضیاء الحسن تھا نام اُسکا
ایک دن غسل کے ارادہ سے | اِس ندی کے کنارہ پر آیا
حیف صد حیف غرق کرنے کو | لب ایسن ہوا لبِ دریا
اِک زمانہ مین مچ گیا کہرام | اُٹھی ہر سو صدائے واویلا

مادرِ مہربان کی آنکھوں سے — کبھی جمنا بہی کبھی گنگا
محسنؔ اسکا تو صبر مشکل ہے — گو نہین چارہ جز رضا بقضا
ہی صداغیب کی لب ایسن — چاند فیض الحسن کا ڈوب گیا
۱۳۱۴ھ

تاریخ وفات شیخ بخش آلہی مرحوم رئیس اٹاوہ

بخش آلہی الکریم ابن الکریم — نیک نیت نیکخو نیکی گزین
خوش طبیعت خوشمزاج وخوش سیر — پاک ظاہر پاک باطن پاک دین
یوسفِ اخلاق او ہر دل عزیز — ہر زمان فرق نیازش بر زمین
از پے حسن طلب در بزم خویش — رحمتے بگماشت رب العالمین
مدتے زامراض مزمن در تعب — سالہا از ناتوانیہا حزین
روح پاک آخر ز ظلمتہاے جسم — قید خود بشکست و شد خلوت گزین
بُد مہ ذیقعدہ و حادی عشر — روز یکشنبہ کہ شد عالم غمین
سینہا چاک و جگرہا پارہ شد — شد فغان و نالہ ہم اندوہگین
در گلستان اٹاوہ مولدش — مدفن او دہلی جنت قرین
عارض او در لحد مہرِ منیر — نور صافش در جنان ماہِ مبین
محسنؔ از سال وفات کیف روح — دوش چون پرسیدم از روح الامین
در جواب ہر دو گفت آن غیب دان — لمعۂ نورش بفردوس برین
۱۳۱۵ھ

تاریخ وفات قاضی احمد حسین مرحوم وکیل مین پوری

چو رفت از جہان قاضی احمد حسین — کہ بُد پاک دل خوب و نیک خو
عزیز جہان فخر ارباب عقل — جوان وجیہہ و حسین و نکو

سروشے چو محسنؔ بایمای سال | دعا کرد از لفظ اغفر لہ ۱۳۱۶ھ

تاریخ وفات مولوی محمد نظیر الحسن مرحوم پسر مولوی محمد احسن مرحوم

نور دل و دیدہ نظیر الحسن | رفت چو گنج گہرے زیر خاک

محسنؔ دل خستہ بصد نالہ گفت | خوابگہش باد بفردوس پاک ۱۳۱۶ھ

تاریخ وفات و مزار جناب منشی مشرف علی وکیل کاکوری مرحوم

بلند رتبہ مشرف علی وکیل جلیل | کہ باد جنت ماواش مسکن و مامن

چو بست وہشت زاکتوبر آمدہ ہی ہم | بشام شنبہ کشیدہ برخ نقاب کفن

بخاک او گل تر از ہوائی فکر دمید | مزار پاک مشرف علی شگفتہ چمن ۱۸۹۹ء

ایضاً

محسنؔ خونین جگر در سال تاریخش نوشت | روح پاکش باد طوبیٰ منزلت والامقام ۱۳۱۷ھ

تاریخ واپسی جناب خان بہادر منشی اطہر علی وکیل از حیدرآباد بمقام لکھنؤ

چون عزیز از جان برادر مولوی اطہر علی | باز آمد در وطن با شوکت و جاہ قدیم

این صدا برخاست از پیر و جوان با صد زبان | لکھنؤ را آصف آمد طور سینا را کلیم ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ تعمیر چاہ بمقام مین پوری از حکیم طالب علی صاحب کاکوری

شیخ طالب علی صاحب دل | عابد حق شناس و حاذق طب

ظاہر او برنگ چشمۂ مہر | باطن او چو اختر ثاقب

کرد تعمیر چاہ بہر رفاہ | شکر فیضش ہمگنان واجب

آب شیرین و خوشگوار و لطیف | رحمت حق بجا حاضر و غائب
لاجواب ست مصرعهٔ تاریخ | چشمهٔ فیض از دم طالب ۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ وفات حضرت حافظ محمد عارف قدس سرہ

چون گذشتہ یازدہ یوم از جمادی دوم | درد آگین نالہا رفت از زمین تا آسمان
عازم خلد برین شد آفتاب اوج دین | سیدی حافظ محمد عارف قطب زمان
مرشد ارباب باطن عارف والا مقام | صوفی عالیجناب و واقف سر نہان
از مضامین مقالاتش طریقت محو ناز | وز براہین کمالاتش شریعت شادمان
مین پوری از قیامش بود دارالاولیا | مسجد از انوار قلبش کعبۂ ہندوستان
بادیار ب زیب جنت ذات آن والا صفات | در جوار حضرت حق روح پاکش جاودان
بہر تاریخ وفاتش گفت محسن از سروش | ہادی آفاق طوبیٰ منزلت جنت نشان ۱۳۲۰ھ

تاریخ کتاب مصنفہ مولوی وصی علی صاحب

وصی صالح جوانی باسعادت | کہ با علم و عمل رایش رزین ست
چہ خوش این نسخہ دلچسپ نوشت | کہ در پیش خرد در ثمین ست
بقوت کرد حل چار مشکل | کہ ہر یک سرے از اسرار دین ست
یکے در روشنی ہائے مزارات | کہ آن سر و چراغان یقین ست
دوم در حلت تعمیر گنبد | کہ ارض از رفعتش چرخ برین ست
سوم اندر جواز طوف مرقد | کز آداب دل مسترشدین ست
سراج الاولیا عبدالصمد شاہ | کہ فیضش در جہان مہر مبین ست
چہ تقریظش نوشت از راہ تحقیق | کہ ہر لفظش سزائے آفرین ست

تو دانی گر بود فردوس در دہر | مزار انبیا و صالحین ست
ز انوار تجلیہا توان گفت | کہ خورشید فلک زیر زمین ست
بود این نسخۂ پاکیزہ نورے | کہ پیدا از جمال کاملین ست
بگو محسنؔ برائے سال طبعش | کہ مصباحِ قبور عارفین ست
۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ وفات زوجہ مولوی سعید احمد رئیس و آنریری مجسٹریٹ اٹاوہ

حیف از دوشنبۂ حسرت گزین | حادی عشر از ربیع آخرین
کاندران شد کو کبے زیر زمین | لمعۂ نور سعادت بر جبین
عابدہ کز زہد و تقوایش خمیر | عارضش از نور ایمان مستنیر
از اٹاوہ برد تقدیر غفور | مبتلائے ہیضہ شد در کانپور
در تدا و یہانہ بودش ہیچ سود | روغن بادام خشکی مے نمود
آخر از دنیا گزشت و شد قرین | در حضورِ اُمّہاتِ مومنین
زوج مغمومش سعید احمد کہ ہست | نوجوانے عالمے یزدان پرست
زیر کوہِ صدمۂ جانکاہ شد | بر لبش صد نالہ و صد آہ شد
غیب دانے بہر تاریخش نوشت | جائے پاکش زیب گلزار بہشت
۱۳۲۱ھ

تاریخ انتقال حکیم محب علی صاحب مرحوم کاکوروی

حیف آن چارشنبہ درد نصیب | ہیزدہ از جمادی دومین
کہ طبیب اجل محب علی | صوفی صاف دل صفا آئین
رفت از دہر این و آن بگذاشت | روح او زیر عرش بادمکین
مدفنش زیر پائے والد شد | مژدۂ منزل بہشت برین

در تہ پاے والدین بود	جنت این گفتہ است سرورِ دین
پے سال وفات او رضوان	گفت مجلس فروز خلد برین

۱۳۲۲ھ

تاریخ تبدیلی آرڈبلیو ایس اکمن جج مین یو پی پریسیڈنٹ اکمن یونین کلب از جانب میر اکلب

ہے روپ یہ آج کی شبِ تار	کتنا نمکین ہے سانولا پن
ہے لمعۂ انجم آسمان مین	نیلم کے نگین کا یا ہی کندن
پھیلی ہوئی روشنی سے گویا	ہے اختر ہر چراغ روشن
کیا خوب کلب سجا دو ٹو نسے	چمکا ہے ہر اپنا رنگ و روغن
افلاک پہ کرسیون کا پایا	بیٹھے ہوے ماہران ہر فن
زینت مین ہر ایک چیز اعلیٰ	رونق مین ہر ایک شی ہی احسن
صورت ہی عروس بزم کی شوخ	لیکن کچھ اُداس سی ہی چتون
دکھلاتی ہے رات کی سیاہی	اُجڑے ہوے تختہ ہای سوسن
ہے سوز درون چراغ گویا	آتشبازی ہے برق خرمن
ہر ایک انار اشک افشان	ہر چرخی ہے مبتلاے شیون
ہے معدن سوز قلب ہر لمپ	ہر شیشہ شکست کا ہی مخزن
ویران ہے طرب کا آشیانہ	برباد سرور کا نشیمن
رخصت ہی کلب سے کسکی محسن	بے چینی ہوئی جو دل کی دشمن
کس کی خبر دہاجرت ہے	ہر سینہ ملال کا ہے مسکن
تقدیر کے پیچ مین ہین ممبر	ہے کسکے فراق کی یہ اُلجھن
جاتا ہے کون اِس چمن سے	پھولا ہے جو رنگ نا شگفتن
ہاتف نے کہا کہ میر مجلس	خورشید سپہر جاہ اکمن

۱۸۹۰ع

قطعات ذیل ممبران اگمن یونین کلب ورڈسا ضلع مین پوری کی طرف سے لکھے تھے جو ایگمن یونین کلب مین پوری کے جلسون مین پڑھے گئے تھے۔

قطعہ تاریخ جوبلی ۱۸۸۷ء

سرو باغِ سلطنت وکٹوریہ — دمبدم سرسبز ہو شاداب ہو
جب تلک دینا رہے اسکا چمن — پھولتا پھلتا ہوا سیراب ہو
شرق سے تا غرب دورِ سلطنت — صورتِ خورشید عالمتاب ہو
تخت پر بیٹھے ہوے پنجاہ سال — کیون نہ تعظیم اسکی باآداب ہو
دل یہ کہتا ہی کہ اک جشنِ عظیم — سارے عالم مین باستیعاب ہو
پتلیان تک شکر کا سجدہ کرین — طاق ابروِ چشم کو محراب ہو
اس تکلف کا ہو سامانِ خوشی — قیصر و کسریٰ کا جشن اک خواب ہو
شاد و خورم ہر امیر و ہر فقیر — مست و سرخوش شیخ ہو یا شاب ہو
طبع مین لڑکونکے ہو وہ تازگی — روبرو اسکول کے تالاب ہو
وہ پریوش اک بنائین سائبان — صرف جسمین اطلس و کمخواب ہو
پردونمین یکسر ہو دیبا و حریر — فرش رنگین قاقم و سنجاب ہو
وہ طراوت ہو کہ پانی گرد ہو — وہ صفائی ہو کہ موتی آب ہو
مطربونکے لب سے نے ہو نغمہ ریز — دستِ ساقی مین شرابِ ناب ہو
دوش پر رندونکے رکھا ہو ستار — زاہدونکے ہاتھ مین مضراب ہو
چارسو چھوٹین وہ آتشبازیان — حسرتِ دل پارۂ سیماب ہو
روشنی ہر سمت ہو پھیلی ہوئی — آبِ زر کا دہر مین سیلاب ہو
شمع کے انداز ہون پروانہ مین — مرغِ زرین کرمکِ شبتاب ہو

دستگیری ہو غریبونکے لیے
مفلسی کا درد و غم نایاب ہو

یا الٰہی جشن جوبلی آج کا
دوسری جوبلی کا فتح الباب ہو

اخترِ طالع ترقی پر رہے
آج تارا ہی تو کل مہتاب ہو

سب کہین خورشید عالمتاب اسے
ہفت کشور مین بلند القاب ہو

یہ رہے تاریخ محسنؔ یادگار
اوج پر خورشید عالمتاب ہو
۱۸۸۶ء

قطعہ تاریخ جوبلی شصت سالہ ملکہ معظمہ قیصرِ ہند

اے شہنشاہِ زمن وکٹوریہ
تیرا طالع مہر عالمتاب ہو

اخترِ طالع ترقی پر رہے
آج زہرہ ہے تو کل مہتاب ہو

پھولتا پھلتا ہوا گلزارِ عُمر
دمبدم سرسبز ہو شاداب ہو

قیصر و کسریٰ مع نوشیروان
ہند مین انگلینڈ مین القاب ہو

نام تیرا ہفت کشور مین رہے
ہر جگہ تعظیم با آداب ہو

جس جگہ برسے ترا ابرِ کرم
آب سیم و زر کا اک تالاب ہو

سجدہ مین گر کر کرین بندے دُعا
سر جھکانے سے عیان محراب ہو

آتش رشک و حسد مین آپ ہی
تیرا دشمن پارۂ سیماب ہو

راہ مین چھڑکاؤ کرنیکے لیے
لعل کی یا موتیون کی آب ہو

بیل بوٹونکی چمک سے رات دن
اطلسِ افلاک بھی کمخواب ہو

دوسری جوبلی کی وہ ہو روشنی
پہلی جوبلی کرمکِ شب تاب ہو

بیشتر تضمین مین اس تاریخ کے
اوج پر خورشید عالمتاب ہو

کہہ چکا تھا محسنِ غیب آشنا
ہر تمنا اُسکی مقصدیاب ہو

یا الٰہی جشن جوبلی آج کا
دوسری جوبلی کا فتح الباب ہو

فضلِ یزدان سے یہ جوبلی دوسری　　پہلی سے بڑھکر آب و تاب ہو
آج پھر انجمن کلب کے جلسہ مین　　پڑھیے وہ تاریخ جو نایاب ہو
دوسری جوبلی سے سلطانِ جہان　　تیسری جوبلی کا فتح الباب ہو

معما و لغز

محمدؐ

صبح[1] آمد و شب تمام گردید   الحمد وداع خویش خواندم

احمدؐ[2]

قربان حیا حرف کسے نشنود از وے   چون ہمدمش آید
جانان بخطابِ خفی میکند ایما   از چشم و بخواند

نبی

دی کثرت یاران ترا ما دیدیم   فرد اسماے عاشقان را دیدیم
گورد[3] دی ورق نشد ز مردم خالی   از پشت ورق شمارِ اسما دیدیم

علی

سر و قدس چو سر کشید معاً   سر در او دست در کمر زده ام

احسن

خوب بے مداح تاج سلطنت گویا نبود   ہر شکستے را کہ آمد فتح کرد او آشکار

---

[1] بقاعدہ تجسیم مُراد از شب د ل) ل ست و تمام آن لام ملفوظی ست چون بگردانند ال شود از لفظ الحمد خوانده شود یعنے در لفظ ال بجاے ال لفظ حمد خوانده شود محمد گردد۔

[2] یہ معما خود حضرت والد مرحوم کے قلم کا بیاض پر لکھا ہوا ہے اور اُس پر یہ عبارت لکھی ہے "رایتُ ما رایتُ ثم قلتُ یکم ربیع الثانی ۱۲۷۴ھ

[3] مراد از مردم ناس ست چون عدد اس را کہ ۶۱ ست از پشت ورق ما دیدیم ۱۶ بنظر آمد بدینصورت اس بے گردید۔

ہادی علی

آن ماہ دی شب از بر شید ارمیدہ آہ علمش بود کہ نیست دلش را ز عشق راہ

ایضًا

دارم نگارِ نازنین خورشید روے مہ جبین
تا چشم شوخش دیدہ ام فارغ شدم از آن واین
گیسو بدوششش میکند دل را ز ہر سو گم کہ وے
تا عالمش را دیدہ ام رفت آخر از من عقل ودین

شمس

چون من آشفتہ نباشم شبِ وصل مہر بنمود واثر پیدا کرد

چراغ حسن

تاکند از پئی دلم تیغ جفا قضا علم روے حبیب را خطی کرد بہارِ حسن طے

معین

سرش منفعل از عشق و دلم شوق انگیز آرزوی سر من در دل سودا زدہ باد

لالہ سیتارام

رنجے برسد ز ہر طرف از پے لالؔ گو یا درِ کششش جہت جز آرام نیافت

سیتارام

ست عربی بمعنی شش

چون بوسہ دہی قرضم یکمرتبہ دام افزون[ا] انصاف امانت کن چون باز ترا دادم

[ا] واو کے عدد ۶ اُسپر اضافہ کیا تو ۶۰ ہوے جو عدد س کے ہین الف کا عدد ایک اُسپر اضافہ کیا ۱۰ ہوے جو عدد یا کے ہین میم کے عدد ۴۰ اُسپر اضافہ ہوا ۴۰۰ ہوے جو عدد تا کے ہین دوسرے مصرع مین اِن کے معنے اگر جسکا مخفف ار ہے اور امانت مرکب ہے ام د انت سے چنانچہ ترا بمعنے انت نکال ڈالا۔

نعت باسم احمدؐ

آبروے حسن معانی لفظے ست چون عینش را گویند دورکن ستایش حق لازم آید واگر گویند مکن درود خواندن مناسب در لغت صحیحہ رباعیست گو بعضے بعکس آن سہ حرفی وانند و در کلام معتبر اسمست گو برخے فعلش خوانند چارمش را با سیومش نسبتے کہ اولش را با دوم وی و ضعف دوم را با ثالثش ہمان کہ دوم وے را با چہارم آن اولش سوم از احادست و دوم ہشتم آن چنانچہ سوم از عشرات چہارم و چہارم دہم آن اولش نصف دوم اوست و دوم نصف وے سیومش ربع چہارم ست و چہارم ربع وے محاسبے کہ حساب عبارت بالا کند اول و ثانیش برو ظاہر شود و ساحے کہ معاش عایاے سربلند دانستہ باشد ثالث و رابعش ہمچنان برو منکشف گردد اگر یکے از چہار حرفش

---

۱ مثل عین کا غین ہی غین (الف) غین کے عدد ہزار ہین یعنی اگر احمدؐ سے الف نکالڈالین تو حمد رہتا ہے۔

۲ اور اگر اُس الف کو میم کردین تو محمدؐ ہو۔

۳ احمد کا عکس دُ مُ حَا ہے

۴ دال (۴) کو میم (۴۰) سے وہی نسبت ہے جو الف (۱) کو یا (۱۰) سے ہے۔

۵ دونا دوم (۵۰) کا سو ہوتا ہی جسکو میم (۴۰) سے وہی نسبت جو یا (۱۰) کو دال (۴) سے ہے۔

۶ لفظ احاد کا تیسرا حرف الف ہے جو احمد کا پہلا حرف ہے۔

۷ یعنی دال (۴) میم (۴۰) کا ۱/۱۰ ہے۔

۸ مراد دوم سے عدد (۲) کا ہے۔

۹ عدد ح کے (۸) ہین اور لفظ وے کے عدد (۱۶) ہین۔

۱۰ لفظ چہارم کا چوتھا حرف میم ہے۔

۱۱ یعنی دال (۴) ۱/۴ عدد لفظ وے (۱۶) کا ہے۔

۱۲ ح سابع بارت بالا یعنی بارت بالا کا ساتوان حرف بجاے لام کے ح ہو تو ا۔ح ظاہر ہوجائین۔

۱۳ م عاشر عایائے سربلند یعنی عایائے سربلند کا دسوان حرف بجاے نون کے میم ہو تو لفظ مد حاصل ہو۔

۱۴ عدد یکے کے ۴۰ ہین جو میم کے عدد ہین اگر احمد سے میم نکالڈالو تو احد رہتا ہی احد کے معنی ایک ہین۔

انگشتی یک ماند و اگر دو انگشتی دو و اگر سہ[۱] انگشتی ہمچنان سہ صورت نماید و اگر چہار[۲] انگشتی ہم با چہار مساوی ماند کسی[۳] از اول مصحف گرفت چنانچہ بعض انسان[۴] از آخر قرآن۔ مسمایش در زمین جا دارد چنانچہ اسم آن[۵] در آسمان احد سر[۶] معنیش داشت عمرے در وجد بسر کرد و دیگرے[۷] خیال صورتش کرد لختے از جا در آمد حکایت مختصر کنم آن یوسف لقا چون نوح برائے سفینہ آدم ناخدا است کمال صورتش آنکہ بندہ ست و نقصانش[۸] آنکہ خدا ست و بس۔

۱ ج کے عدد ۳ ہین جو مشابہ ح کا ہے اگر احمد سے ح نکالڈالو تو تین حرف باقی رہتے ہین۔

۲ یعنی اگر دال خذف کیا جائے احم باقی رہجائے جسکے عدد ۸۹ ہین اُسمین سے عدد ہم جو ۴۵ ہین نکالے تو ۴۵ باقی رہے۔

۳ کاف تشبیہ یعنی مثل شئی کے لام کے عدد ۳۰ ہین الحمد سے لام نکال ڈالا احمد ہوا۔

۴ آخر قران مین الناس ہے اِسمین سے بعض انس آن ہے۔

۵ اسم آن سے مراد ترکیب آسمان کی ہے۔

۶ احد مین معنی کا اوّل حرف یعنی میم آیا تو احمد ہوا۔

۷ جزو جا کا ج ہے جو مشابہ ح کے ہے یعنے ح لفظ آمد مین آئی احمد ہوا۔

۸ یعنی احمد مین میم کم کرین تو احد ہوتا ہے۔

تمت

تمام شد۔

قطعات تاریخ

اکثر قطعات تاریخ رحلت والد مرحوم کے اخبارون مین شایع ہو چکے ہین جو شایع نہین ہوے اونکو درج کرتا ہون

ازجناب منشی رضی علی صاحب اخگر

ماہر نکتۂ پنہان احد با احمد　　کاشفِ سرّ معمائے محقق محسن
عاشقِ ختم رسل نورِ نگاہِ حسنین　　بود مداح نبی مخراب وحد محسن
شعر میگفت گہر بر عالم می سفت　　نعت میخواند بعنوان مجدد محسن
شاذ زین دار فنا رفت سوئے دار بقا　　بر درِ خلد بپایہ آستہ سند محسن
یافت امروز دربار رسولِ اکرم　　قدح کوثر و ہم عیشِ مخلد محسن
بر زبان زمزمۂ نعت سراپا درد است　　قدسیان گرد سرِ تخت زمرد محسن
ہاتفی داد ندا از پئے تسکین اخگر　　جائے بگرفتہ بفردوس محمد محسن
١٣٢٣ھ

ایضاً - ازجناب منشی و احد علی صاحب بسمل رئیس کاکوری

قبلۂ دین و کعبۂ ایمان　　محسنِ خلق و معدنِ احسان
آنکہ فکرِ بلند و عالی او　　شاہدِ فضل و باکمالی او
بہ ہزار و دو صد چہل دو بود (١٢٤٢ھ)　　کہ سروشے بگوش خلق سرود
مردمِ دیدۂ جہان امروز　　شرفِ نسل مردمان امروز
محسن و ہم بنظر محمد نام　　خلفِ الراشدِ اصول کرام
مولدش سرزمین کاکوری　　آسمان منزلت بدین پستی
شرفِ آسمان ز انجم او　　مایۂ ناز ارض مردم او
پیش جد و اب این خجستہ خصال　　کرد کسبِ علوم تا بکمال
چون ز کسبِ علوم یافت فراغ　　کرد فکرِ معاش جا بدماغ
ورہ کسبِ کار چون بشتافت　　اولین خدمت نظارت یافت
ز نظارت کہ دون ہمت دید　　پس آزاد پیشہ بد دید
بوکالت گماشت ہمت کار　　صبح اقبال را دمید آثار
امتحان داد و کامیابی یافت　　نجم طالع چو مہر گردون تافت
اکبرآباد آنکہ تا پسِ غدر　　بود او مرکزِ عدالت صدر
ماند آنجا بہ فارغ البالی　　تا قیامِ عدالت العالی
بوکالت چنان ترقی کرد　　روز بازار دیگران شد سرد
نظرِ غائرش ز حد افزون　　نکتہ سنجِ غوامضِ قانون
معنی از حرف حرف پیدا کرد　　نکتہ ہائے شگرف پیدا کرد
چون ازان پایۂ عدالتِ داد　　بفرو پایہ آگرہ افتاد
انقلاب عظیم پیدا کرد　　انتشارے بہر دلے جا کرد

محسن از آگره کشیده پا به پسندید مین پوری را مین پوری که خوش سواد داشت خنک آب و لطف باد داشت
از محبت بسوی محسن دید کششی کرد و سوی خویش کشید مرجع خاص و عام شد اینجا دستگیر انام شد اینجا
فطرتش پر ز سوز و سازی بود با محبت نیاز و رازی بود فکر عالی و طبع موزون داشت دل پر درد و چشم پر خون داشت
به تقاضای درد و سوز و گداز نغمهٔ شاعرانه کرد آغاز نالهٔ عاشقانه زد چندی درد دل در ترانه زد چندی
آخر این سازِ ره نمود بساز از عراقش کشید سوی حجاز تافت روی سخن بسوی نبی ریخت بر صفحه گوهر معنی
سر ز سودای عشق شوق انگیز لب بوصفِ نبی ترنم ریز گفتگوی شهنشه دین شد سلسله بند نظم پروین شد
نعت می گفت هر قدر میگفت ور دهن گوهر سخن می سفت تا چهل سال اندرین وادی بفلک زد نوای استادی
از سخنگوئی و سخن فهمی سکه زد در قلمرو معنی چون سنین ولادتش بشمار یافت هفتاد و پنجسال قرار
ضعف پیری نشاط خاطر برد مرض از هر طرف هجوم آورد درد و فورِ الم که پایان نیست شاد و ناشاد پنج سال بزیست
آخر از دست پیری و امراض تندرستی نمود از و اغماض عصبش در تعطل از افعال کبدش شد نشانهٔ اسهال
لیکه با اینهمه صعوبت و ضیق همدم ذکر حق رفیق طریق صبح دوشنبه هیجده ز صفر جذبهٔ شوق برد سرتاسر
گفت اینوقت با خدا کار است در دل و دیده غیر او خار است تلخی درد برد لذت ذوق منم امروز و مرگ و رس شوق
ز شمارِ نفس بهر دم او زد دم لا اله الا هو داشت هوشی بفرط مدهوشی با خدا شد ز خود فراموشی
پیک خوش مژده وصال آورد روح مشتاق را بجنت برد بوی گل برد باد دوش بدوش کرد شمع حیات را خاموش
مین پوری که داشت محبوبش در بر آورد پیکر خوبش رفت خوش رفت از جهان غریب چون حبیبی رود بسوی حبیب
بسکه از رفتنش چه بر با رفت قوت از تن ز دل شکیبا رفت سینه ها ریش و دیده ها خوناک دل خلقی ز دست مرگ فگار
ملک معنی تباه در غم او روی کاغذ سیاه با تم او گفت تاریخ بسمل غمناک آفتاب کمال شد ته خاک
سنه ۱۹۰۵ء

ایضاً

آن قبله و کعبه عزیزان محسن چون رخت از جهان فانی بربست دل خون شد و دیده ها عالم خون بگریست غم سنگ شد و شیشهٔ دلها بشکست
ناگاه بگوش ملهم غیب سرود هشدار چه جای اینقدر رنج و غم است او عاشق صادق رسول الله بود محسن با مصطفی بجنت پیوست
۱۳۲۴ھ

ایضاً - از جناب مولوی امجد علی صاحب بلیغ ڈپٹی کلکٹر پنشنر رئیس کاکوری

چون اخی مجو نام خود محسن   صاحبِ جاہ و عزت و حشمت   کرد رحلت ازین جہان افسوس   بس الم رو نمود و بس حسرت
طبع وقاد و ذہن ثاقب داشت   سحر گفتار بود و خوش فکرت   نثر او بے مثال سحرِ حلال   نظم او نادر و ہمہ حکمت
ہست اکثر کلام او در نعت   بس فصیح و بلیغ و با عظمت   مثنوی تجلی و معراج   ہر کہ بشنید ماند در حیرت
مثنویٔ شفاعت ست و نجات   بو العجب ہمچو خارقِ عادت   ہمچنین قطعہ و قصیدہ نعت   در بلاغت رسیدہ تا غایت
الغرض بر ہمہ سخن گویان   گوے سبقت ربود در مدحت   بسکہ در نعتِ سیدِ عالم   بود ممتاز و صاحبِ دولت
گفت امجد وصال تاریخش   شد مُعَزَّز بدولتِ جنت
۱۳۲۲ھ
ہ در عربی . . . . . مات الاخ محمد محسن
۱۳۲۲ھ

ایضاً - از جناب حکیم مولوی حبیب علی صاحب وکیل اٹاوہ

بماہ صفر رفت ابن حسن   ز دنیاے فانی بطرزِ حسن   کریم السجایا جمیل الشیم   چو محسن نبودہ بدارِ کہن
اخونا المعظم شفیقی اتم   برادر نواز و محبِ وطن   خوشا بلبلِ باغِ نعتِ شریف   سخن را زبان و زبانِ سخن
یکے بحر مواج نعتِ رسول   ز طبع روانش شدی موجزن   اب جد او بود میرن میان   جد واب نامی حسین و حسن
ہمہ با خدا عارف و حق شناس   ہمہ متصف با صفات حسن   عجب حال محسن دمِ نزع بود   نہ کرب و صعوبت نہ رنج و محن
چہ انگشت واحد بر افراشتہ   بتوحیدِ حق دمبدم نعرہ زن   دمِ واپسین اللہ اللہ کنان   چہ مردانہ رفتہ زدار المحن
ز مرگش بدرد آمدہ روزگار   سیہ پوش گردید ملکِ سخن   حبیبِ علی عمہ اش را بپسر   سراپا حزین شد سراپا حزن
خراماں شود یا الٰہی بخلد   بعشقِ رسولِ خدا نعرہ زن   بشونید حوران قصرِ جنان   زبانِ شریفش بشہد و لبن
بجنت بگونید از قدسیان   بیا رونق بزم بے ما و من   گرامی منش صاحبِ عز و جاہ   معین پور مرحوم نور الحسن
بمن گفت تاریخ نمودن کنید   بتفتیکہ بودم درین فکر من   کہ قد فاز فوزاً عظیما ابی   بگوی ز ردی جنان این سخن

(۳)   سنہ ۱۳۲۳ ہجری

ایضاً - از جناب مولوی حسن مرتضیٰ صاحب شفق عمادپوری

اشک ریزان دیدۂ غم دیدہ ام — بر وفاتِ محسنِ عالی مقام
بود کامل در رہِ صدق و صفا — صاف طینت پاک مشرب نیکنام

در کلام نعت حسانِ زمن — لائقِ احسنت تحسین تمام
در فصاحت فاتح ملکِ سخن — در بلاغت ناظمِ معجز نظام

از ازل مست می حب نبی — دورِ عمرش یافت پایان مرام
در جنان پیمانۂ خلعت بدست — رفت پیش ساقی کوثر بجام

شور طبتم فادخلوہا خالدین — چون شنید از روضۂ دارالسلام
یافت پروانۂ ز فردوس برین — در جوارِ رحمتِ خیر الانام

چون پئے تاریخ سالِ رحلتش — داد مارا ہاتفِ غیبی پیام
از حروفِ معجمہ گفتم شفق — شاعرِ شیرین سخن جادو کلام

۱۳۲۳ھ

ایضاً

خدا کی رحمتیں تجھ پر رحلت کی خبر سنکر — ہوئے مومن کے دل کو کیا کیا صدمۂ رنج و محن
در یغا حسرتا حصہ تھا تیرا نعت کا کہنا — نہ ہوگا تجھسا مداحِ رسولِ ذوالمنن محسن

تصدق شاہدِ لطفِ سخن حسن مضامین پر — تری ہر نظم پر حیرت ہے حسانِ زمن محسن
زمانہ سے چلا افسوس تیرے طبعِ موزونکی — نرالا ہے تیری فکرِ تازہ کا چلن محسن

علوم ظاہر و باطن سے مملو ہر سخن تیرا — حقیقت میں تھا تو علامۂ علم و فن محسن
شفق معقول میں لکھتا ہے تیرا مصرع رحلت — ارم جا ہے سریر خسرو ملکِ سخن محسن

ایضاً - از جناب منشی ارتضا علی صاحب شرر اکسائز انسپکٹر سہارنپور رئیس کاکوری

مولوی محسن ادیبِ محسنِ علم ادب — بلبلِ باغِ مدیح شاعرِ شیرین مقال
عاشقِ معشوق باری طالبِ مطلوبِ حق — محو وحدت آنچنان بے فکر ہجر و وصال

روز دو شنبہ کہ بودہ ہجدہ ماہ صفر — بست رخت آخرت بگذاشت رنج و ملال
وصفِ صفتِ نبی مشکل نیاید در جہان — بود او در نعت گوئی بے عدیل و بے مثال

از وفاتِ حضرت محسن تہی شد بزم نظم — ہیچ کس اکنون نماند از شاعرانِ با کمال
شور و ماتم در جہان خاست از اطرافِ ہند — ہم ز شرق و ہم ز غرب و ہم ز جنوب و از شمال

از فراقش صد ہزار خاطر احباب و عزیز — او بروحِ خودش دریافت قرب و اتصال
وصف آن مغفور جاری گشت در ہر زبان — قدر نعمت فی الحقیقت میشود بعد از زوال

غمزدہ بگذاشت جا جزادگان خویش را — نور انوار احسن فی علم فرخندہ خصال
ہست نور عین علیم فارغ ز خوف معصیت — بر فراقش نوحہ خوانی میکند علم و کمال

قالبِ محسن بہ قبر روح در بزمِ رسول — این فراق ظاہری دارد عجب لطف وصال
چشم بر رہ بود در شوق حور و غلمان بہشت — گوش بر آواز ہا پائے محسن عالی خیال

ساقیِ کوثر علی مرتضیٰ ساغر بدست — تا بنوشد این نہش جرعۂ از آبِ زلال
وانمودہ حضرت میر میان آغوش خود — بر زبانہا پیہم نور چشم من تعال

روح مشتاق حسین ہم حسن مشتاق دید — منتظر کاظم تراب ہم کربت باکمال — دست ہا برداشتہ جملہ برائے این دعا — محسن ما را بدہ قرب حضرت یا ذوالجلال

محسنم خلد شادان من باندوہ والم — در نظر تاریک عالم سال رحلت در خیال — چون رقم کردم شمر اشعار بالا فہم — فخر اسلاف گرامی مجز سال وصال

سنہ ۱۳۲۲ھ

ایضاً

رفت از دار فنا سوے گلستان جنان — زاہد نیک وش سالک عالم محسن — ملہم غیب شد رگفت بسال رحلت — بصفر کردہ سفر عابد و عالم محسن

سنہ ۱۳۲۲ھ

ایضاً - از جناب منشی عبد الوحید صاحب فدا نائب ناظر مین پوری

رفت از دار فنا و آسود — زیر دامانِ محمد محسن — نظم و نثرے کہ بہ تحریر آورد — گفت شایان محمد محسن

گرد از آب کلام رنگین — تازہ بستانِ محمد محسن — شوکت و شان مضامین در نعت — یافت از شان محمد محسن

با ادب بود بآداب نیاز — مرتبہ دان محمد محسن — گوہر نعت بسلک مضمون — سفت در شان محمد محسن

شمع عشق دل سوزان افروخت — در شبستان محمد محسن — باد یارب بہوائے جنت — بہر دامان محمد محسن

بخدا ہم نظر لطف و کرم — از پئے جان محمد محسن — من گم کردہ خرد در الشمار — در غلامان محمد محسن

سفت در یافت حیات جاوید — گشت قربان محمد محسن

سنہ ۱۳۲۲ھ

ایضاً - از جناب منشی زین العابدین صاحب فرحا نائب تحصیلدار تھانیسر ضلع کرنال

محسن آن مصداق انّ اللہ یحب المحسنین — تا جدا شد زو ہ الجنۃ للمتقین — آن قدر اندر احب من بجیگام زد — کز یقینش گشت حاصل رتبہ حق الیقین

گو میت حاصل ولادت ہم کونش از وفات — کے بگیتے آمد و شد سوے فردوس برین — نوت گفتن را بیامد در شبستان وجود — از وجودش گشت ظاہر فرہ فر خود دین

ناظم سید از آن سال ولادت گفتہ ام — ہم گرانسر نعت المصطفٰے سال سبین — جد او بود حسین و والد او جد حسن — بر بساط فضل از فیضان ایشان شد مکین

کردہ تہ در حضرت حسنین زہے آن وادب — کے تو شی بہر محسن نسبتے بہتر ازین — بعد تبلیغ بلوغ و بعد تحصیل علوم — چید از بہر محبت امن و ہم آستین

زاد گاہش بود کاکوری گرد آگرہ — تا زمان عمر شد بہر روز جا گزین — مین پوری بعد ازین شد زقدومش مفتخر — فیض گستر ماند اینجا تا زمان واپسین

دو برادر محسن و احسن بہ یکتائے گہر — آن یکے نزد ناز آن بود دیگر نازنین — صفر خالی زعمر ما شد زو بیک شد پدید — از دو داز یک چمن یکے نخیز دائی در قطین

رحلت احسن میرد آورد جان شاد داو / خود غمین و در بود داش که شد و دیں غمین / حسرتا لطف حیاتش فرقت احسن برد / زیست بہر گ نگین با دل اندوہگین

اندرین اندوہ ناگہ مژدہ وصلش رسید / شاد محسن رفت و غمگین ماند بدرین العالمین / من غم میدیم روی پاکش را ز دید بے دریغ / نالہ و فریاد و آہ و حسرت و رنج حزین

چون من او خواجہ تاشش یا بجا بے بودہ ایم / او بمہر من گرو شد من بمہر او رہین / از کلامش لذتے دارم از آنم را کلام / چون کلام حضرت موسیٰ رب العالمین

طبع او بالذات مائل جانب مدح رسول / خامہ اش از بستان نعت آوردہ بسو حسین / فکر او در نعت گوئے نعرہ فاتوا برد / من را نے او داد نظمش و او ختم المرسلین

نظم نظمش سلک در بوست بیتش شاہ بیت / نقط نقطش جان نور حرف حرفش سادہ زر نقش / حرف او ہمتا لفظ و لفظ ہمسر با سخن / ہر سخن پر معنی و معنیش عرفان آفرین

ہمچو او در نعت مضمون آفرین نامد نظر / تا زمان حلت او از قرون اولین / سینۂ او لوح محفوظ و زبانش و قلم / نظم او لوح و قلم را بود نقش ہم نگین

پیکر او ماہتاب پیکرستان خیال / فکرت او آفتاب اولین و آخرین / در غور طبع رسایش نارسا دارم کلام / جانب العجز فی لا دراک ادراک مبین

بست و ہشتم از محرم بود کو تب گرفت / شد بسے لاغر و شد بستے جانہا حزین / ہر دم تاریخ از ماہ صفر ہنگام چاشت / شد بحق یقین ز دنیا سوئے علیین حزین

در دو شنبہ رفت محسن جانب دار البقا / ہم برحلت گشت و تقلید شفیع المذنبین / مظہر تصدیق قلبی گشت اقرار لسان / بر لب او قرار شہادت بود وقت واپسین

وقت رحلت مژدہ میرسید از حضرت یزدان لا / لا تخف انی حفیظ انت من الآمنین / فکر سال رحلتش فرجاد کرد و حق بگفت / انہ فی الآخرۃ لمن الصالحین

دو نشان از خویشتن بگذاشت آن یکتائے عصر / باد ہر دو را نگہبان ایزد پاک نشین / آن یکے نور المحسن وان دیگر انوار الحسن / نور و انوارند شبابا باقیات الصالحین

عز و اقبال و سعادت ہمعنان ہر دو باد / اعتصام سنت نبوی بود حبل المتین / حب اسلامے چو بابا باد پوران امین / از تہ دل دین خواہ زین العابدین

ایضاً - از خاکسار نور الحسن نیّر

بود محسن خسرو ملک سخن / تاج انوار الحسن نور الحسن / چارہ ساز بیکسان و مفلسان / ہمدم و ہمدرد ہر پیر و جوان

منصبش تنقید اصناف کلام / مذہبش تقلید اسلاف کرام / بود طور نعت را گویا کلیم / یا خلیل کعبۂ مدح کریم

زمزمہ سنج حبیب کبریا / نغمہ گوے مصطفیٰ اصل علا / مولد او ہست کاکوری بنام / مین پوری شد از و دار السلام

علم ظاہر خواندہ بود از جد و آب / فیض باطن از کرامت شد سبب / ماند او زیب نظارت روز چند / تا نیاید بدل ز بی شغلی گزند

بود چون صدر عدالت آگرہ / رفت از بہر وکالت آگرہ / خوش بیانی راز بس آمد دلیل / بر زبانہا شد روان نعم الوکیل

داشت آن والا ہمم عالی مقام / تا زمان مفسدہ آنجا قیام - / مین پوری سوے خود او را کشید / کز قیامش عزت و اعزاز دید

آمد او مثل نسیم نو بہار / ہر چمن را عطر بیز و مشکبار / محترز از این و آن زشت بود / دیدہ اش حق دید و گوشش حق شنود

ہر دو دستش خلق را حاجت روا داشت او طبعے مرنجان و مرنج
ہر دو چشمش محو محبوب خدا ہم زبانے نکتہ گوئی و نکتہ سنج

احسن و محسن باخلاقِ حسن بود یکجان و دو قالب دو تن
فرقتِ احسن خزان باغ شد قلب محسن باغ بود و داغ شد
۱۳۰۹ھ

داشت از امراض پیری گو تعب باچنین رماندگی در زندگی
بود دائم محو نعت و ذکر رب بود پابندِ رضا و بندگی

آخرِ ماہِ محرم سال حال خود اشارت کرد از طرزِ عمل
داد اسہال کبد او را املال ہیچ نتوان کرد از اجار الاجل

ہر دو او در کار خود بیکار بود اہجلہ ہم روزِ دو شنبہ از صفر
ضعف از حبِ جواہر بیش بود کرد از منزل گہ آہنگ سفر

کلمۂ توحید را خواندن گرفت خاست انگشت شہادت نزرمان
لا و الا بر زبان اندر گرفت مخبر تصدیق قلبی بیگمان

واصل حق شد بتائیدِ الہ گفت ہاتف از پئے سالِ وفات
با دیار ب جنبشِ آرامگاہ راہی باغ جنان عالی صفات
۱۳۲۲ھ

ایضاً

راہی باغ جنان قبلۂ عالم شد
۱۳۲۲ھ

ازجناب مولوی وصی علی صاحب نائب ناظر اٹاوہ

حیف دنیا سے گئے محسن شیرین گفتار تھے وہ تقریر میں تحریر میں فرد یکتا
بلبل سدرہ و مداح نبی مرسل بل لہ لیس نظیر و مثیل و بدل

ملک کے وجہ شرف قوم کے سر پہ ناز نعتگوئی میں وہ کامل کہ زمانہ بھر میں
عمر میں سب سے بڑے فضل میں سب سے افضل ایک بھی انکا نہ ثانی تھا نہ ہمسر بدل

دیکھ لو نعت سے کیا خاتمہ بالخیر ہوا فکر تاریخ وصی کو جو ہوئی آئی ندا
لب تھا نام محمد کہ گئے جان نکل مصرع حضرت محسن سے کرو عقد حاصل

نکلا یا ہو جو زبان سے تو کہا محسن نے کہ مریجان مدینہ کو چلتی ہے تو چل
۱۳۲۲ھ

تاریخ طبع کلیات ازجناب سید علی احسن صاحب احسن مارہروی سجادہ نشین درگاہ و یادگار حضرت داغ مرحوم

چھپ گیا حضرت محسن کا کلام ہو وہ مداح نہ کیون لاثانی
جسکا ہر شعر ہے گویا بے مثل خود ہو ممدوح بھی جسکا بے مثل

شعرِ نعتِ نبی ہے یہ کلام واقعی ہے متبرک یہ کلام
کون اسکو نہ کہے گا بے مثل ہے بجا اسکو سمجھنا بے مثل

نعتگو اور بھی دنیا میں ہوئے بے بدل طرز و اسالیب بیان
کسنے دیکھا مگر ایسا بے مثل اور پھر خوبی معنے بے مثل

عاشقانہ روش او رنعت نبی ہے ترکیب سراپا بے مثل
ہین ہر اک لفظ کے کل حرف نفیس ہے ہر اک حرف کا نقطا بے مثل
پاک مضمون اچھوتے الفاظ ڈھنگ ہر شعر کا پایا بے مثل
بینظیر اونکے سخن کے ہر صنف ہے بدل قطعہ تو خمسا بے مثل
مثنوی وہ کہ نہین جسکی مثال اور ہر ایک قصیدا بے مثل
خلف اکبر محسن نیر وہ بھی ہین صورت آبا بے مثل
اونکی کوشش سے یہ مجموعہ چھپا جسکو ہر اک نے سمجھا بے مثل
فکر تاریخ جو احسن کو ہوئی مصرع اک ذہن مین آیا بے مثل
۲۶ ۱۳ ۵۰۴
جسمین و مادے اک ساتھ ملے بینظیر ایک تو اک تھا بے مثل
سنئیے وہ مصرع تاریخ یہ ہے مدح پیغمبر بطحا بے مثل
سنہ ۱۹۰۸ء
سال ہجری ہی فقط بطحا تک عیسوی مادہ ہے تا بے مثل

تاریخ ترتیب کلیات از جناب منشی ارتضا علی صاحب شرر

دنیا سے سفر ہوا صفر مین اونکا اب خلد برین مین ہے مقام محسن
ہے پست سپہر لاجوردی گویا اوس سے بھی بلند ہے مقام محسن
توصیف نبی ہے صاف سچی لاریب کیا پاک کلام ہے کلام محسن
ظاہر ہے مجاز سے حقیقت بالکل انوار خدا ہین زبام محسن
گر عشق مجاز داد پیمانہ کل آب تسنیم شد بجام محسن
از کوشش ابن اکبر او انیک شد جمع ہمہ کلام محسن
کیا بات ہے نور واہ چشم بدور تمنے روشن کیا ہے نام محسن
تدوین کی ہے شرر یہ سچی تاریخ ترتیب کیا گیا کلام محسن
۲۲ ۲۳ ھ